بسم اللہ

توضیح دلائل و تصریح احکام فرید کوٹ

سنہ ۱۳۱۳ ہجری

چھاپہ اس سے پیارک ساد خوشنما لرزہ وجب تعلیم مخصوص الہ محمد الدین رضی اللہ عنہم

ہین از نظیر ریاست فرید کوٹ کی اول الفرق سنہ ۱۳۱۳ ہجری مین تالیف ہو کر چھاپا شہ علماء کبار

پنجاب و ہندوستان کی تصدیع سے مزین ہوا اور ریاست و مفوض کی ہی امداد سے ۱۳۱۳ مین ادھو

صفحہ پہنچا سو پچیس جلد چھپکر اہل اسلام کو بلا قیمت دیگئی تاہم چونکہ یہ اپنی مقلدین کی سخت آگوں

پڑا تو انکی طرف سے مولوی غلام حسین لاہوری کشمی والے نے دربار ریاست مین حضرت مؤلف

مظلہ سر جیدہ اعتراض کی بابت مباحثہ کر کے سخت مہمت اور ہاتھ مواجہا نچنانچہ اس سال مین

صفر سنہ ۱۳۱۳ اس پچیس ۲۵ فضلائے مہار کی تصدیق سے آئمہ فرق کا ضمیمہ شائع ہوا تہا پھر

سنہ ۱۳۱۵ مین مولوی فدا احمد مکھوی نے انہین اعتراضات مین کچھ پیشی کر کے دربار ریاست

مین حضرت مؤلف مدظلہ سے مناظرہ کیا اور اپنے دونو مصنف مقبول کی مصنفی سے

مساکت اور لاجواب ہو کر بیکا خیمہ ریاست مین مرتب ہوا پھر مولوی محمد صاحب لدہانوی نے

رسالہ تقدیس الرحمن مین مسئلہ دالل غیر اللہ کی بابت اسی رسالہ خلیفہ پر اعتراض کیا اکابر علما

و فضلا نے اسکا جواب شافی وکافی تحریر فرما کر اس رسالہ کی قلعی کھول دی ہے بہت کچھ کہنا تھا لیکن

اب دوبارہ ان تمام زیادات و تحقیقات کو مزین ہو کر چھپا ہے اہل اسلام عقلمندین اور دوسرے

محققین کے طالبین کو لازم ہے کہ اس مبارک کتاب کو خرید کر مستفید ہون مستفیض ہونا اس

ہو الموفق والمعین

بامداد ریاست فرید کوٹ مطبع محمدی لاہور مین ۱۳۱۳ مین مطبوع ہوا

علم اجمال رسالہ توضیح دلائل وتصریح بجائث فریدکوٹ جسکو حضرات علماء کبار رکہ معظمہ نے بھی بہت سراہا ہے

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۱۴ س ۵	تقریظات علماء عرب وعجم	۳۷	توضیح ۸۔ کفر ونفاق کے فرق مین
۱۴ / ۱۶	دیباچہ بسبب تالیف	۳۸ حاشیہ	جواب اعتراض فورا حمد مکھوی
۹ حاشیہ	اعتراض مولوی کھیمی واڑ کا جواب	۴۱ و ۴۲	انفاق فریقین عدم تکفیر جواز جنازہ تارک نماز
۱۵ /	مولوی نور احمد مکھوی کے اعتراض کا جواب	۴۱ حاشیہ	توضیح ۹ مسئلہ صفات باری تعالی۔ اور جواب فورا حمد مکھوی
۱۶ و ۱۷	توضیح اول سید احمدی جموی کے عجیب حال مین	۴۱ و ۴۲	تارکین نماز کے مسائل حدیث وقرآن سے
۱۹	علماء حرمین محترمین کی مصنفی سے غیر مقلدین کا انکار اور حرمین شریفین کے بعضے فضائل اور انکے اجماع کا اعتبار	۴۹ حاشیہ	محمود شاہ کا رسالہ تبصرۃ الحجۃ اور اسکے دو ظہور الہوی نے ظہر الحجہ کا ذکر
۲۰	پانچ مسائل متنازعہ اور پہلا اصل مقررہ فریقین	۴۷	اشتہارات تارکین نماز کا دربارہ مشائخ ہونا
۲۰ س ۲۵	توضیح چوتھی اثبات اجماع وقیاس کے بیان مین جسکو غیر مقلدین منکر ہین۔	۴۷ و ۴۹	مسئلہ تقلید شخصی مین فریقین کا بحث
۲۵	اصل ۲ و ۳ و ۴ و ۵ اصول مقررہ فریقین سے	۵۰	توضیح (۱۰) تقلید شخصی کے منعے اور حنفی مذہب کی حقیت
۲۶	توضیح ۵ غیر مقلدین کا اپنے اصل کے روسے بے دین بننا اور چوتھا اصل فریقین کا مخالف خروج ہے توضیح ۶	۵۸	اور اسلام مین اشتہار دینے کا شمار
۲۸	اصل ۷ و ۸۔ اور شروع بحث تکفیر تارک نماز	۵۵ حاشیہ	جواہر رضیہ روضہ منورہ پر کا شائع ہونا
۲۹	توضیح ۷ پہلا مقدمہ فرق اسلامیہ کے شمار مین اور اسکے حاشیہ پر نور احمد کے اعتراض کا جواب	۵۶ و ۵۷	امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب
۳۱	دوسرا مقدمہ اہل سنت کہنگار ونکو کافر نہین کہتے	۵۶ حاشیہ	درمختار کی تعریف اور مسئلہ رویا کی تحقیق
۳۲ / ۳۳	تیسرا مقدمہ قرآن وحدیث کے معنے وہ ہین جو متقدمین نے بیان کیے۔ اور اجازت نامہ مہری شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا	۵۸ و ۶۱	اختلاف فروعی بحکم قرآن وحدیث رحمت ہے
۳۳	چوتھا مقدمہ بحکم قرآن وحدیث مجتہدین کو ماننا منع ہے	۶۳ حاشیہ	نور احمد کے دو نو اعتراض کا جواب
۳۴	چاروں مقلدون سے غیر مقلدون کا رد	۶۴	بادشاہون کے نزدیک سے مذہب نہین مشہور ہوا ہے
۳۴ و ۳۵	محمود شاہ کا کنا ہگارون کو کافر کہنا اور حافظ محمد یکھوی وغیرہ کا بعضے اولیاء کے کفر پر مہر لگانا	۶۴ و ۶۸	تقلید شخصی کا ثبوت قرآن وحدیث سے
۳۶	فتوی جواز جنازہ تارک نماز از طرف غیر مقلدین	۶۹ حاشیہ	رسالہ رد تقلید بالکتاب المجید کی تردید آیۃ اتخذوا احبارہم ورہبانہم کی مراد
۳۷ حاشیہ	استفتاء فیصلہ بار فرسٹ ریڈ کوٹ	۷۲ و ۷۳	اولی الامر کی تحقیق
۴۰ / ۴۱		۷۴	خطا اجتہادی مین مجتہد کو خطاوار ہے نہ مقلد کو
		۷۹ حاشیہ	جواب اعتراض نور احمد مکھوی
		۸۰	حدیث من تشبہ کی تحقیق رسالہ رد نجریہ مین ہے
		۸۱ و ۸۲	دلائل غیر مقلدین کے تقلید شخصی کے عدم جواز مین اور مقلدین

علم اجمالی رسالہ توضیح دلائل وقصیر بحجاب فریدکوٹ جسکو حضرات علماء کبار مکہ معظمہ نے بھی بہت سراہا ہے

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۱۴و۵	تقریظات علماء عرب وعجم	۳۷	توضیح ۸۔ کفر نفاق کے فرق میں
۱۶و۱۴	دیباچہ وسبب تالیف	حاشیہ	
۹ حاشیہ	اعتراض مولوی بگوی وانکا جواب	۴۱و۴۰	جواب اعتراض نور احمد مکھوی
۱۵و۱	مولوی نور احمد مکھوی کے اعتراض کا جواب	۴۱ حاشیہ	اتفاق فریقین علم تکفیر وجواز جنازہ تارک نماز
۱۶و۱۵	توضیح اول سید احمدی جھوی کے عجیب حال میں	۴۱ متن	توضیح ۹ رسالہ صفات بار تعالیٰ۔ اور جواب نور احمد مکھوی
۱۹	علماء حرمین محترمین کی منصفی سے غیر مقلدین کا انکار اور حرمین شریفین کے بعثے فضائل اور انکے اجماع کا اعتبار	۴۱ تا ۴۹	تارکِ نماز کے مسائل حدیث وقرآن سے
۲۰	پانچ مسائل متنازعہ اور پہلا اصل مقررہ فریقین	۴۶ حاشیہ	محمود شاکر رسالہ متبصرۃ الجہلاء اور اسکو رد ظہور اللہ نے مظہر الجہل کا ذکر
۲۵و۲۰	توضیح چوتھی اثبات اجماع وقیاس کے بیان میں جسکر غیر مقلدین منکر ہیں۔	۴۷	اشتہارات تارکِ نماز کا دوبارہ شائع ہونا
۲۵	اصل ۲و۳و۴و۵ مجمل مقررہ فریقین سے	۴۷ تا ۴۹	مسئلہ تقلید شخصی میں فریقین کا بحث
۲۶و۲۵	توضیح ۵ غیر مقلدین کا اپنے اصل کے رد سے بے دین بننا اور چہتا اصل فریقین کا مخالف شرع ہے توضیح ۶	۵۰ تا	توضیح (۱۰) تقلید شخصی کے منعے اور حنفی مذہب کی حقیت
۲۸	اصل ۷و۸۔ اور شروع بحث تکفیر تارک نماز	۵۸	اور اسلام میں اشتہار بے شمار
۲۹	توضیح ۱۰ پہلا مقدمہ فرق ضلالیہ کے شمار میں اور اسکے حاشیہ پر فرد احمد کے اعتراض کا جواب	۵۵ حاشیہ	جواہر مضیہ رونیچر یہ کا شائع ہونا
۳۱	دوسرا مقدمہ اہل سنت کو مگار رد مکر کا فر نہیں کہتے	۵۶و۵۵	امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب
۳۲و۱	تیسرا مقدمہ قرآن وحدیث کے منعے وہ ہیں جو مقلدین نے بیان کئے۔ اور اجازت نامہ مہری شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ کا	۵۶ متن	درمختار کی تعریف اور مسئلہ رد بدعا کی تحقیق
۳۳	چوتھا مقدمہ بحکم قرآن وحدیث بدعتیوں کا منع ہے	۵۸ تا ۶۱	اختلاف فروعی بحکم قرآن وحدیث رحمت ہے
۳۴	چاروں مقدموں سے غیر مقلدوں کا رد	۶۳ حاشیہ	فرد احمد کے دونو اعتراض کا جواب
۳۴و۳۳	محمود شاہ کا کفار کو مگار کہنا اور حافظ محمد لکھوی	۶۴	بادشاہوں کے زور سے مذہب نہیں مشہور ہوئے
۳۵	وغیرہ کا بعضے اولیاء کے کفر پر مہر لگانا	۶۴ تا ۶۸	تقلید شخصی کا ثبوت قرآن وحدیث سے
۳۶	فتوی جواز جنازہ تارک نماز از طرف غیر مقلدین	۶۹ حاشیہ	رسالہ رد تقلید بالکتاب المجید کی تردید ایت الحمد ذوا امیاہم وحبائنم کی مراد
۳۶ حاشیہ	اشتہار فیصلہ ریاست ریہ کوٹ	۶۲و۶۴	اولی الامر کی تحقیق
۴۰ تا ۴۱		۷۰	خطا اجتہادی میں مجتہد کو خطوہ ہے نہ مقلد کو
		۷۹ حاشیہ	جواب اعتراض نور احمد مکھوی
		۸۰	حدیث من تشبہ کی تحقیق رسالہ رونیچر یہ میں ہے
		۸۲ تا ۸۴	دلائل غیر مقلدین کے تقلید شخصی کے عدم جواز میں اور مقلدین

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۸۴ تا ۸۶	مقلدین کی طرف سے تقلید شخصی کے دلائل	۱۳۷ و ۱۳۸	حدیث بین رجب عن سنتی کی تحقیق
۸۷ تا ۸۹	امام کے لفظ پر فرقہ یقین کا بحث	۱۳۸	رسالہ التضحیک الامام کا مختصر حال
۹۰ و ۹۹	توضیح (۱۱) غیر مقلدین کے شبہات کے جواب	۱۳۹	درود کے فضائل اور غیر مقلدین کی سہل انگاری
۹۰ تا ۱۰۶	جھوٹ پٹولی وغیرہ کی ریاست فریدکوٹ بین عرضی مولوی محمد بکن والد کی سفارش بین اور اس مولوی کی غلطیاں قرآن و حدیث و لغت وغیرہ امین	۱۴۰	مولوی بہوپالی وغیرہ غیر مقلد سے کیا بھی یہ کہا رکھی آدابی عقلہ کا حدیث پر عمل کرنا
		۱۴۱ تا ۱۴۴	مناظرہ غیر مقلدین کی قرآن بین تحریف وغیرہ
۹۱ تا ۹۴	ذکر مباحثہ امین آباد	۱۴۴ تا ۱۴۶	تقلید کی نسبت سرکار کا سوال اور فرقین کے جواب پر بحث
۱۰۱ تا ۱۰۴	امام بخاری علیہ الرحمۃ سے فقہ کی تعریف اور محدث کامل کے شرائط	۱۴۵ حاشیہ	نور احمد لکھوی کے اعتراض کا جواب
		۱۴۶ حاشیہ	محمد شین مقلد تھے
۱۰۵	اجتہاد سالہا سال سے مفقود ہے	۱۴۶ تا ۱۵۱	محققین علماء سند و شان مقلد تھے خلاف ہمکا خلاف ہے
۱۰۶ سے ۱۱۶	مولوی کبن والہ کے پانچ مسائل کا جواب	۱۱۵	مولوی فرمان دین ساکن روڑکی لشکری کی غلطی
۱۱۶ و ۱۱۷ حاشیہ	تحریر سالہ نصرۃ الابرار ثبوت تقلید شخصی بین	۱۵۲ تا ۱۵۶	فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ بین فرقین کا بحث
۱۰۷ و ۱۰۸	پہلا مسئلہ ماضی کا حکم ظاہر باطن نافذ ہوتا ہے	۱۵۳ حاشیہ	نور احمد لکھوی کے اعتراض کا جواب
۱۰۸	دوسرا مسئلہ عین پہلے کا ہے	۱۵۶ تا ۱۶۰	مسئلہ آمین بین فرقین کے دلائل و بحث
۱۰۹ تا ۱۱۱	تیسرا مسئلہ دار الحرب بین بیاج لینا	۱۶۰ تا ۱۶۶	مسئلہ رفعیدین بین فرقین کے دلائل و بحث
۱۱۱ تا ۱۱۵	چوتھا مسئلہ شراب کا سرکہ بنانا	۱۶۶ و ۱۶۷	توضیح (۱۳) وہابیون کا ابتداء اور انکی خلاف ورزی
۱۱۵ و ۱۱۶	پانچواں مسئلہ خرچی لڑکی والی عورت سے زنا پر حد نہیں	۱۶۸	مستطرف سے محدث کی عجیب حکایت
۱۱۶ تا ۱۲۳	توضیح (۱۲) الہام والی آیت بین فرقین کے تکرار پر خاکہ	۱۶۹ تا ۱۷۸	مسئلہ تارکہ خلف الامام و رفعیدین و آمین کی تحقیق
۱۲۳ تا ۱۲۹	مناظرہ غیر مقلدین کے والد و مولوی صدیق حسن صاحب بہوپال اور اسکے فرزند بین سخت مذمت کرکے فضلی حرام و نجیح شہ کین کا حلال اور نا پاک چیزون کو پاک بنا دینے	۱۷۸ و ۱۷۹	امام اعظم رضی اللہ عنہ کی صحیح صدیثون سے مدح
		۱۸۰ تا ۱۸۲	دلی ریاست فرید کوٹ کی تقریر دلپذیر و قطعہ تاریخ
۱۲۹ تا ۱۳۵	تفسیر عزیزی سے وہابیہ کا مسئلہ اہل پیغمبر اللہ کا سپر مولوی محمد لودہانوی کا اعتراض اور کہ منظور کے علماء کبار کی طرف سے اسکا جواب باصواب	۱۸۳ تا ۱۹۳	فتوی عرب شریف وجوب تقلید شخصی پر
		۱۹۴ تا ۱۹۸	فتوی حرمین شریفین تردید کتاب نظم البیین
۱۳۶ و ۱۳۷	حافظ محمد صاحب لکھوی کی پہلے تصانیف کا حال		
۱۳۷ تا ۱۳۸	شاہ رویم حضرت علیہ السلام کی تعریف اور آپکے مکتوب شریف کی تعلیم		

یہ غلطنامہ اب سب مین ۔ ناظرین پر لازم ہے کہ درست کرلین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۲۰	فے الامر	فی امر
۹	۱۱	بحوالباطل	بحوالباطل
۹	۱۲	عبدالمسلمین	العبدالمسلمین
۱۵	۳	علیلم	علیکم
۱۶	۱۹	فائقہ الرام	فائز المرام
۱۶	۴	غلام	غلام
۱۷	۱۴	گئی	کئی
حاشیہ	۴۵	علم ہتا	علم نہتا
۲۲	۱۶	طرف	صرف
۲۶	۱۹	ندعو	نرعوا
۱۹	۱۷و۱۲	عقاید	عقائد
۳۰	۱۷	واقتدار	واقتدا
۳۶	۱۴	مقتدی	مقتدی
۳۷	حاشیہ ۲	حسب انش	حسب نشار
۳۸	۴	یوسنون	یؤمنون
۴۱	۱۰	متشابہات	متشابہات
۴۸و۴۹	۲۳و۱	سباعت غیر مقلدیہ	
۴۹	۲	سان	ساکن
۴۹	۱	اصطلاحی	اصطلاحی
۵۰	۱۳	شاگرد	شاگرد
۵۵	۲۳	قطب	جو قطب
۵۶	۳۵ شوشہ	مین سکتا	بن سکتا
۶	۴۷	مین وہ	مین دہا
۷۰	۲۲	ان دنو	ان دنون
۷۵	۹	آچکی ہے	آچکی ہن
۷۷	۱۷	ہین مثلا	مین کوئی مثلاً

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۷	۲۳	جیسے	حب سے
۷۹	۸	اور غیرہ	اوغیرہ
۹۴	۲۲	گدانی	کذانی
۹۶	۸	الاقتدار	الاقتدار الا بجزء ما علم بالعالم انا بجزء
۹۷	۱۸	طبع	مطبع
۱۰۰	۹	شرک	مشرک
۱۰۲	۱۰	صاحب محمد نے	محمد نے
۱۰۲	۲۳ پیچھے	وتبلے	دا تبلی
۱۰۳	۶	محبوبون	محبون
۱۰۴	۱۹	متادیا	متا دبا
۱۰۴	۱۹	سوئے	سوائے
۱۱۶	۱۰	الربو	الربوا
۱۰۹	۳	(الربو) الربو	الربوا الربو
۱۱۰	۱	کرنیز	کہ مانیز
۱۱۱	۱۵	تحلیل	تحلیل
۱۱۳	۱۶	نجاتی	بی جاتی
۱۱۵	۲۲	خلفاء	خلفاء
۱۸	۹	محال	مجال
۱۳۰	۹ پیچھے	بجب	بجب
۱۳۴	۳	مصنف	مصنف
۱۳۴		تجرکہ موئے	تجھکو ہوتے
۱۳۵	۴	لغیر اسمو	لغیر اسمو
۱۳۶	۱۶ و پیچھے	النبوۃ والکتاب	النبوۃ والکتاب
۱۳۹	۱۶	رسول الرحمان	رسول محسن
۱۴۰	۳	ہدیۃ السمین	ہدیۃ المشتین
۱۴۱	۴	زیادہ	زیادہ
۱۴۳	۱	جو جس	جو نجس
۱۴۴	۵	اربو سے	اربو سے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۴	۶	الکرابعہ الربعہ	الکرابعہ
۷	۸	لعیدہ	لغیدہ
۷	۲۱	لت نی	ملت نے
۱۴۵	۳	انباع	اتباع
۷	۴	وجیبا نہین	واجب نہین
۱۴۹	۱	دلوالجبہ	دلوالجبۃ
۱۵۲	۱۰	الامام القرآن	بام القرآن
۷	۱۱	تقلت علیہ القرآن	ثقلت علیہ القرآن
۱۶۱	۱۳	نہین نہین	نہین
۱۶۵	۲	پہیر	پہیر
۱۶۶	۲۱	حس رحمت	حبکا رحمت
۱۶۷	۱۵	مین سے	مین اُسے
۱۷۰	۱۶	سعدالا	سقدارہا
۱۷۱	۹	اقل من	اقل من
۱۷	۷	ارتیالی	بارتیالی کی
۱۷۲	۱۰	اگرچہ	اگرچہ بعضے
۱۷۳	۹	معقول ہی	معقول سے ہی
۱۷۴	۱	ہوالمجدیث	اور محدثین
۱۷۵	۲۳	قرآن	سوائے قران
۱۷۸	۶	عنہ یون	عنہ سے یون
۱۷۹	۲۲	مرمان	مردمان
۱۸۰	۱۰	محفوظ	محفوظ
۱۸۱	۱۰	ریاسب	ریاست
۵	۲۱	ہبانادر	جاننا اور
۶	۲۲	واجبی ماننا	واجبی ماننا

نام تاریخی ہجری مقدس	نام تاریخی فصلے
توضیح دلائل	تصریح ابحاث فرید کوٹ
سنہ ۱۳۰۰ھ	سنہ ۱۹۴۰ فصلی

تقریظات علماء کبار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

آما بعد اہل اسلام کو بشارت ہو کہ اس رسالہ کو جسکا نام تاریخی ہجری و فصلی توضیح دلائل و تصریح ابحاث فرید کوٹ ہے مولوی غلام دستگیر صاحب ہاشمی قصوری نے جنکے فضائل اور فواضل زبان زد خورد و کلان ہیں اور انکی علمیت و قابلیت علاوہ شہرہ آفاقی کے خود انکی تصانیف مشہورہ سے ہویدا ہے حسب ارشاد جناب راجہ صاحب فرزند سعادت نشان حضرت قیصر ہند بڑا رئیس بہادر والی ریاست فرید کوٹ کے بنا بر سہولیت و ہدایت اہل اسلام عموماً و ترفیہ رعایا بالخصوص تیار فرمایا ہے فی الحقیقت یہ توضیح ان ابحاث اور تکمیل ان فراگذاشتوں کی ہے جو جنوری ۱۹۳۳ء میں بالمواجہ راجہ صاحب بہادر ممدوح کے فیما بین حضرات علماء و فضلاء مقلدین و غیر مقلدین کے واقع ہوئی تھی اور جسکا ایک مشتہار فصلا ۱۱ - فروری ۱۹۳۳ء منجانب سرکار نامدار فرید کوٹ مطبوع ہو کر مشتہر ہوا تھا واصل جناب راجہ صاحب بہادر نے ایک ایسا نیک کام کیا کہ جب تک دنیا قائم رہے گی انکی یہ نیکنامی کتب تواریخ میں درج ہوگی اور انکے اوصاف حمیدہ عرب و عجم میں شہرہ آفاق ہونگے اہل اسلام پر ایسے ذی اقتدار کا شکریہ واجب ہے کیونکہ اہل اسلام کو اپنے مذہب پر قائم رکھنے کے لئے ہزارہا روپیہ صرف فرما کر ایک فیصلہ منصفانہ اور مہذبانہ کیا اور اپنی عقل خداداد سے حق کو باطل سے ممیز کیا اور نئی سوقطعہ اشتہارات واسطے تاکید نماز کے اور ظاہر کرنے سخت گناہ بے نمازی کے

جیسا کہ ذی اقتداروں کو اپنی رعایا کے انتظام امور دین و دنیا کے لئے مناسب ہے طبع کرا کر تقسیم فرمائے۔ خدا کرے کہ سب ذی اقتداروں کو ایسی توفیق غنایت ہو۔ میں نے اس رسالہ کو جیسی تعریف مرقومہ بالا ہے بادل سے آخر تک لکھا اور سنا مطابق اصول و فروع اہل سنت و جماعت کے پایا

العبد الفقیر الگوی غلام محمد عفی عنہ
امام مسجد بادشاہی لاہور بقلم خود

الراقم ۳۔ ذی الحجہ ۱۳۰۰ھ ہجری مقدسہ

خلیفہ حمید الدین عفی عنہ قاضی لاہور		فقیر نور احمد امام مسجد جامع انار کلی
خادم العلمائے الابرار محمد یار نائب امام مسجد بادشاہی لاہور	خادم العلمائے سید احمد علی دہلوی واعظ لاہور	فقیر محمد رفیق ولد مولوی غلام محمد صاحب گجیوالہ
خلیفہ عماد الدین عفی عنہ مخلف خلیفہ صاحب قاضی لاہور	اولاد غوث پاک خلیفہ سید محمد فیض الدین	فقیر احمد الدین جانشین حضرت میانصاحب درس دار

علمائے ریاست اسلامیہ بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وعلی آلہ واصحابہ ومن تبعھم اجمعین الی یوم الدین اما بعد یہہ رسالہ توضیح دلائل المعروف بہ تصریح الحجاج فرید کوٹ باسرہا میری نظر سے گذرا حق یہہ ہے کہ یہہ رسالہ دوا امراض لاعلاجی ہے اگر غیر مقلدین بنظر انصاف سے اسکو مطالعہ فرماویں تو یقین ہے کہ بے ادبیوں سے جو ائمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جناب میں انکی زبان و قلم سے سرزد ہوتے ہیں اور اپنی ہٹ دھرمیوں اور انصافیوں سے جو مسائل شرعیہ میں عملیں لاتے ہیں باز آجائیں اور نیز اگر وہ بعض مقلدین جو اغواء بعضے مرومان متروداور مذبذب ہوگئے ہیں اسکو پڑھیں تو یقین ہے کہ صراط مستقیم پر مستقیم ہو جاویں حق تعالیٰ شانہ مصنف مدظلہ اور بانی جلسہ جناب راجہ صاحب بہاولپور کو جمیع اہل اسلام کیطرف سے جزاء خیر عطا فرمائے اور ہمیشہ توفیق امداد حق کرامت فرماوے۔ آمین

بقلم خلیل احمد عفی عنہ مدرس اول مدرسہ عربیہ ریاست بہاولپور سکن انبیٹھہ

حررہ الفقیر خلیل احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ عربی بہاولپور ساکن ضلع ہوشیارپور	جمعیت علی عفی عنہ مدرس فارسی بہاولپور ساکن ضلع مظفر نگر	طالب علی لاہوری حال مقیم بہاولپور

فقیر عبدالحق جانشین مولوی محمد
کامل مغفور بہاولپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان سیدنا محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد

اصلے واسلم علیہ وعلے الہ واصحابہ اجمعین اما بعد مخفی نہ ہو کہ مولف معظم الوصف مولوی غلام دستگیر سلمہ اللہ تعالی ایک بڑا عالم خاندانی غنیمۃ الوجود ہے تمام باریک نظر وغوینی سے جو کچھ کہ لکھا ہو عین ایمان احناف ویقان علماء ہا انصاف ہے غیر مقلدوں اور ظاہر بینوں الفاظ احادیث کا منشا وسواد اسکے اور کچھ نہیں کہ عوام متحیر ہو کر آزادانہ گفتگوئے دجالی میں آرام پذیر ہوں۔ عمداً ترک نماز کو کوئی حنفی جائز نہیں جانتا۔ آشتہ تہار دینا مولف سلمہ اللہ تعالی کا تاکید نماز میں شاہد ہے۔ اسکا کہ وہ بے نمازوں سے بیزار ہے اور ترغیب وترہیب میں ہوشیار ہو صرف مولف صاحب نے اس حدیث پر نظر رکھی ہے کہ لان یخطے الامام فی العفو اجب من ان یخطے فی العقوبۃ اور مسئلہ متفقہ المذہب یہ بھی ہو کہ ان کل من حاف من اللہ عز وجل استعظم القول بالتکفیر لمن یقول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیونکہ تکفیر امر خطرناک بلکہ عظیم خطر ہو۔ ایک شخص معین کی تکفیر گویا خبر دینی ہو کہ قیامت میں اسکو خلود فی النار ابدالآباد ہوگا۔ اور دنیا میں خون اور مال اسکا مباح ہو نہ حیات اور نہ بعد ممات اسپر احکام اسلام جاری ہوں چنانچہ تکفیر مقلدین نے کلمہ گو یوں کا جنازہ نہ پڑھا افسوس اس غیر مقلدی پر اور قربان ہوتا ہوں اس حضرت مولف پر جس نے سعی کر کے اول اشتہار تاکید نماز بافشار قباحت ترک نماز مشتہر کرایا اجتہاد واتقاد اور تقلید اہل بدعی اسیہ کا نام ہو اور حضرات مقلدین کا فرمان ہو الخطاء فی ترک الف کافر اھون من الخطاء فی العقوبۃ اور مسئلہ تقلیدیں جو کچھ ان مولوی اور مولوی صاحب نے لکھا ہے خوب ہی تحقیق ہو میں نہیں جانتا کہ غیر مقلدی کے کیا معنے غیر تقلید ہی مراد رکھتے ہونگے کہ ہم حنفی شافعی مالکی حنبلی نہیں ہیں ورنہ ربقہ تقلید سے تو بہر حال گلوگذاری نہیں سنجری یا نسائی کی یا کسی صاحب رسالہ کی ہی تقلید ہوگی پس ایسی غیر مقلدی

بنا جو فروشی اور گندم نمائی پر ہوئی العیاذ باللہ وہ جزئیات جنکا عملدرآمد روزمرہ ہے اکمل اچھے انتہا دسی جواب دیں گے یا آیت وحدیث کے اپنے زعمی معنے بتلادیں گے اور یہ سب غلط ہی پس ضرور ہے کہ ہم سب مسلمان دعائے خیر اس طبیب جامع جواہر بے بہا کی حق میں اور سب مسلمانوں کے حق میں کریں۔ ؎ یارب ایماں بسلامت بلب گور رویم۔

آمین وکان ذالک فی شہر ذیحجہ سنہ ۱۳۱۰ھ

العبد الجانی عمر بہادر داد بہش شمس الدین عفی عنہ فاضل جلیل القدر تحصیلدار بہاولپور	حافظ سراج احمد حنف قصوری مقیم بہاولپور	حافظ غلام مصطفےٰ مولوی محمد شمس الدین صاحب ساکن خانقاہ چشتیہ احمدیہ قصور
جمیع مافی ہذا الکتاب من الابحاث عندی حق صحیح	محمد محمود الدین	قاضی القضاۃ ریاست بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ بے شمار اور ان گنت رحمتیں فراخیٔ اور بہشت میں درجے بڑھائے استاذ دل اور بزرگوں مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کے جنکے علوم ظاہر و باطن سے انکو تربیت کا مال حاصل ہوئی کہ امتیاز حق و باطل میں اقران و معاصرین سے سبقت لیگئے جس کو فقیر کی اس تحریر کا بادی نہو اس رسالہ ہدایت مقالہ کو بنظر غور پڑھکر یقین لاوے اور ان حضرت مولف صاحب کے حق میں دعائے خیر فرماوے کہ باری تعالیٰ انکو دو جہان میں عزیز رکھے۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین

فقیر عبد الرزاق قادری بقلم خود	فقیر سید غلام حسین عفی عنہ	فقیر سید محمد شاہ قصوری رزقہ اللہ دوام الحضور	فقیر عبد الملک قصوری

بسمہ تعالیٰ ہذہ رسالہ مشتملہ علی مسائل من حفظہا و درکہا و عمل علیہا رشد الی الحق و سلم علیہ نور الیقین و فاز فوزا لا فوز فوقہا لا تن فیہا ہائتہ الی السبیل المحمود المسعود المحمدی علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات بعدد کلمات اللہ التامات اللہم بارک بارک لمن یہتدی بہا وسود سوادہا والنصرہ علی من قابلہ فی الامر من امور الدین والدنیا انک مجیب الدعوات۔

طالب للہدایۃ شاہ ولائت ساکن قصور محلہ مراد خان	سید محمد عبد الحق ولد سید ولائت شاہ صاحب مراد کوٹی	سید محمد زمان شاہ مراد کوٹے و خیر پوری

علمائے فیروزپور

ہذہ الرسالۃ الشریفۃ حق کلہا

فقیر ولی محمد امام مسجد محلہ پیران	عبدہ شیخ محمد فیروزپوری	فقیر محمد جمال الدین امام مسجد گھاس منڈی کپ فیروزپور
فقیر غلام نبی فیروز پوری		

خلیفہ محمد فضل الرحمن امام جامع مسجد کپ فیروزپور

علمائے گوجرہ مابین دریائے چناب جہلم و ماورائے او

باسمہ سبحانہ ہذا الکتاب لا یأتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ	فقیر غلام نبی احمدی	فقیر غلام مرتضےٰ بیربل والہ

فقیر شیخ احمد دربگانے	باسمہ سبحانہ الحمد للہ الذی ہدانا للاسلام والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خیر الانام وعلی آلہ واصحابہ ہداۃ سبل السلام اما بعد فہذہ رسالۃ منیفۃ الغہا البارع المقدام والالمعی الہمام فی ردّ مزعومات الفرقۃ النجدیۃ وموہومات الوہابیۃ المبتدعۃ فوجدتہا رجماً حقاً ومخالفہا مرجوماً باطلاً ولقد بالغ المولف فی التحقیق والتفتیش والتوضیح جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء واللہ یحق الحق ویحق الباطل وہو احکم الحاکمین۔ آمین۔		

کتبہ عبد المسکین حافظ نور الدین عفی عنہ	محمد امین ولد مولانا حافظ نور الدین بگوئی والہ	المسکین شیخ عبد اللہ بن صدر الدین عفی عنہما	فقیر سید مصطفےٰ گھمو والے

باسمہ سبحانہ

مصنف رحمت حق یاد بر تو	کہ نمودی ہزاراں نکتہ چوں مو	کلام تو ازاں رود پذیرست
کہ نام تو غلام دستگیرست	منم عالم دعا گوئے تو ہردم	مدد گارت جناب غوث اعظم
حق تحقیق تو بیشک دہ تم	بہ یمن و فیضہائے غوث اعظم	وگرنہ کے بشر را طاقت ایں
	کہ آرد ہمچنیں تقریر رنگیں	

محمد عالم ابن محمد گوہر گورسے اللہم غفرہما۔ آمین	غلام غوث ابن مولوی محمد عالم	غلام حبیلانے ابن مولوی محمد عالم	محمد عبد الملک ابن مولوی محمد عالم

بعد البسملۃ والحمدلۃ والصلوٰۃ والتسلیمۃ انی کنت متمنیا بانا مدرس العلوم وانتہاضیہا العلم الادب الذی

فاق علی الفنون فی الرتب کا فی ابیت باحران یعقوبیتہا اذ قد وصل الینا ہذا الکتاب المستطاب البارع فی انخطاب فنادیت یا اولی الالباب ان ہذا الشیئ عجاب فانشرح بمطالعتہ صدری

غلام محی الدین مفتی میانی

علامہ احمد خلف مفتی صاحب سیالکوٹی والہ

نمکساری بن حضرت حافظ شیخ عبد اللہ مفتی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ ازلا ابدا۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی توحد بجلال التوحید وتفرد بکمال التمجید والصلوٰۃ علی مظہرہ الاول المنزہ عن الند والضد وعلی الہ وصحابہ الذین شادوا بنیان الاسلام بالتشیید واشادوا اضارۃ المومنین بالانا شید وبعد فقد رایت ہذہ الرسالۃ کانہا المرسۃ الرصعۃ بالدر النضید للماہر المجاہر الاخوندی المجتہد الوحید دلائل التقلید فیہا کانہا اثنا الوشاح المفصل ضوءہ علی الدراری یفوق ویزید لا یزال طائفۃ من اہل الغرب ظاہرین علی الحق الی یوم القیمۃ تردی اہل الطغوی وتبید فمن القی السمع وہو شہید وجد ہادیا ناصحا وسنانا من الحدید بل ہندا غیر مہند فی تفنید منکر التقلید حررہ

الفقیر عبد القادر البہزی عفی عنہ

المسکین عبد العزیز پرہاروی امام مسجد بہو

نیاز مشمول غلام رسول چاوے والا

محمد عبد الکریم قاضی شاہ پور

فقیر قل احمد ساکن چک رامداس

فقیر علاء الدین ساکن بھابرہ

علمائے دیرہ اسمٰعیل خان

باسمہ سبحانہ: الحمد للہ المنان والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ المبعوث لہدایۃ الانس والجان وعلی الہ واصحابہ نجوم سماء الایقان۔ اما بعد فانی قد طالعت ہذہ الرسالۃ الشریفۃ وقفت علی مضامینہا البہیۃ براہینہا المنیفۃ فوجدتہا حقا تحقیقا وقبول اہل السنۃ حقیقا وللہ در المصنف ما اعلی ہمتہ واسنی نہضتہ لتشیید قواعد الدین وازاحۃ تاویل المجادلین وتحریف الغالین جزی اللہ تعالی جزاہ واوصلہ الی غایۃ امانیہ وحرزہ الملجی حررہ بہ الفاقر وخادم العلماء

عبد الغفار

محمد مسکین

عبد القادر بن الشیخ الامام قادر بخش

الدیروی مولدا والاسدی نسبا

شیر محمد خلف مولوی غلام محمد ساکن لیہ علاقہ ڈیرہ	ولی محمد جانشین مولوی غلام محمد صاحب مرحوم مالی ادا	خادم العلماء غلام محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی من اصطفاہ

اما بعد فقد طالعت مبدأ من الابحاث وشطرا من التوضیحات التی رتبہا وافہا حامی الاحناف المشہور فی الاکناف مقبول الرب القدیر مولانا المولوی غلام دستگیر حسین عن شہر کل نجدی شہر فوجدت ما طالعت حقا حقیقا بالقبول کیف لا وان المولف من العلماء الفحول بل من ظلمۃ کل ناس جہول وعلی التحدیث کالاستصواب

انا الراجی رحمۃ ربہ الباری
ابو البشیر عبد العلی القاری

امرت سر میں اس رسالہ کے بھیجنے کا اتفاق ہوا اور نہ سب علماء کی مہریں ثبت ہوتیں صرف مولوی قاری صاحب قصوری تشریف لائے تھے بعد ملاحظہ انہوں نے عبارت بالا لکھدی۔

واضح رہو کہ اس رسالہ کی ۶۔ توضیح جسکے رو سے چھٹا اصل اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال بے اصل ٹھہرا اور نیز توضیح ۱۲ جسمیں آیت یوم ندعوا کل اناس بامامہم کے بحث فریقین میں بطور محاکمہ لکھا گیا ہے اسپر مولوی مفتی ولی محمد صاحب مناظر مقلدین کو کچھ کلام تھی تو اول لاہور میں دربار جناب خلیفہ صاحب قاضی لاہور اور مولوی صاحب امام مسجد بادشاہی لاہور کے ان دونوں توضیحوں کا حق ہونا مفتی صاحب پر ظاہر کرایا گیا پھر بمزید احتیاط وہ دونوں توضیحیں چار ورقہ پر لکھکر رامپور میں بھیجی گئیں تو وہاں کے بھی کبار علماء نے ان توضیحات کی تصحیح کی جو ذیل میں درج ہوتی ہے۔

تحریر علماء رامپور وغیرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقیر نے توضیحات ۶ و ۱۲ مندرجہ قرطاس ہذا کو دیکھا فی الواقع جو کچھ کہ اس توضیحات میں لکھا ہے ابحاث مذکورہ پر وارد ہے اور مولوی غلام دستگیر صاحب نے اسمیں منصفانہ طور پر کلام فرمایا ہے جزاہم اللہ سبحانہ عن المحصلین وعاملۃ المومنین العبد الراقم

محمد احمدی
ارشاد حسین
۸۲ ۱۲

حبیب اللہ خان ولد محمد عنایت اللہ ۹۲ ۱۲	حامد حسین ۹۹ ۱۲	محمد حسن ۹۹ ۱۲	محمد عبد الخالق معروف نبی بخش ۹۵ ۱۲	عبد الرحمان عفی عنہ ساکن پیلی بھیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان توضیحات منصفانہ اور ابحاث عالمانہ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرات حق سبحانہ نے حضرات مقلدین کثرہم اللہ سبحانہ کو بہت انصاف اور تحقیق عنایت فرمائی ہے اتفاق حق نہیں کا پیشہ ہے اور ابطال شرک و بدعت انہیں کا شیوہ ہے اور اتباع سنت انہیں کی ذات سے برپا ہے اور انوار سنن انہیں کے چہرہ منور سے چمکتی ہیں غرض داد انصاف انہیں کا کام ہے نہیں سے تا زکی دین اسلام ہے بخلاف فرقہ مرجوحہ کہ انہوں نے ظاہر حدیث اور صورت الفاظ کو اپنا قبلہ اگر دانا اور غور نہ کی کہ اس زمانہ میں حدیث کا بغیر وسائط میسر آنا محال ہے۔ پھر ہمیں تقلید سے چارہ نہیں ہے کلام معصوم بدون آمیزش کے کسی کے پاس نہیں چنانچہ مولفین کتب حدیث نے ترجمہ ابواب اور عنوان فصول اپنی طرف سے اور تفسیر لغت شرح حدیث ترتیب اور تعیین مواقع اور معانی اپنے قیاس سے فرمائے ہیں شارع سے ہمیں کوئی نص دار نہیں پس کتب احادیث کو مناط عمل گردانا اور عامل بحدیث نام رکھنا یعنی چہ۔ اور بھی خوبی توضیحات میں وہ تحریر جو مخدومی و قبلہ گاہی حضرت شاہ محمد ارشاد حسین صاحب نفضا اللہ سبحانہ بعرفانہ زیب تحریر فرمایا ہے بس ہے زیادہ اس سے زیادہ ہے۔ العبد الراقم محی الدین محمد عبد القادر احمدی

حضرات علماء کبار مکہ معظمہ نے ۱۳۰۷ھ میں اس رسالہ شریفہ کو ملاحظہ فرما کر یہہ تقاریظ ثبت فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً اما بعد واضح ہو کہ یہہ رسالہ شریفہ انیقہ مقبولہ موثقہ مولانا العلامۃ الفہامۃ جناب مولانا المولوی الحاج غلام دستگیر سلمہ الرب القدیر کہ جگانام توضیح دلائل و تصحیح اشباح فرید کوٹ ہے میں نے اول سے آخر تک بخوبی دیکھا سو کو مطابق اصول و فروع اہل سنت و جماعت اور موافق روایات و دراہات پایا شکر اللہ سعیہ و منع المسلمین بطول بقائہ و جزاہ عنا و عن سائر المسلمین آمین یا کریم اور بیشک دال ہدایت فرید کوٹ ہی

نہایت ہی ایسا یہ عمدہ نیک کام وقوع ہوا ہے کہ جو کوئی اس امر خیر کو سنتا ہے خیر خواہ و دعا گو اُنکے حق میں ہوتا ہے کہ خداوند جل شانہ و عم نوالہ انکو خیر دارین و فلاح کونین عنایت فرماوے اور اسطرح کا ان سے امر خیر واقع ہو کہ خداوند کریم کی رضامندی جو کہ سب نعمتوں سے اکبر ہے حاصل ہو والحمد للہ اولاً و آخراً وظاہراً و باطناً وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ وسلم تسلیماً کثیراً کتبہ احقر العباد محمد عبدالحق عفی عنہ

۱۲ محمد عبدالحق — بمکۃ المکرمۃ زادہا اللہ تعظیماً و تشریفاً۔ ۱۳ دیقعدہ ۱۳۰۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ رسالہ تصریح ابحاث فرید کوٹ کے مولف جناب مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب کو دارین میں ہزار خیر عطا فرماوے کہ تائید دین متین میں اس بہت عمدہ کام کا حسن انجام فرمایا ہے اور منکر حضرات اہلسنت و جماعت ہوئے ہیں اور والی ریاست فرید کوٹ نے جو یہ نیکنامی حاصل کی ہے کہ اہل سنت انکی دعا گو ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ انکی نیکنامی کو ہمیشہ کیلئے بڑھا دے فقط امر برقمہ حضرت عنی عنہ حضرت نور مدرس اول مدرسہ ہند واقع مکہ مجمیہ حررہ عبدالسبحان عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ مذکورہ۔

اور واضح ہو کہ اس رسالہ شریفہ پر جو بعضے غیر مقلدین لاہور و لکھنو نے اعتراضات کئے تھے اور ریاست فرید کوٹ میں واقع ۱۳۰۰ھ معترض جوابات دندان شکن سے لاجواب و سخت نادم ہوئے ہیں تو وہ جوابات بھی بنام ضمیمہ رسالہ تصریح ابحاث فرید کوٹ بعد تصدیق علماء پنجاب و ہند دستان کے شائع ہو کر ۱۳۰۲ھ میں مکہ معظمہ میں بھیجا تھا جسپر بہت سے حضرات علماء مکہ معظمہ نے تقاریظ لکھی تھیں انمیں سے دو ایک تقریظ یہاں پر درج ہوتی ہیں۔

حضرت مولانا الحاج اللہیار مولوی محمد رحمۃ اللہ صاحب کی تقریظ جنکو حضرت سلطان روم نے بتجویز حضرت شیخ الاسلام روم کے خطاب پایہ حرمین شریفین سے ممتاز فرمایا ہے۔

حامداً و مصلیاً و مسلماً میں نے اس ضمیمہ کو اول سے آخر تک سنا معلوم ہوا کہ معترض نے از روئے جہل و عناد کے کہ خاصہ لازمہ ان غیر مقلدوں کا ہے اور جھوٹ بولنا اور تقیہ کرنا مثل روافض کی انکا مختار ہے ایسے اعتراض کئے ہیں والا شان عاقل عالم کے نہیں ہو کہ ایسے ہفوات اس کی زبان سے نکلیں ضرور نہ تھا کہ ایسے خرافات کے جواب لکھے جاویں شاید کہ جناب مجیب نے بمقتضائے مصداق اپنے نام کے عوام کی پائے لغزش کے خوف سے انکی دستگیری کی ہو گی۔ واللہ اعلم۔ امر برقمہ الراجی

رحمۃ بہ الحنان رحمۃ اللہ بن خلیل الرحمن عفی عنہما مجاور مکہ مکرمہ

محمد اللہ ۱۲ رحمت حسینہ

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی تقریظ جو مکہ معظمہ میں مشاہیر مشائخ چشتیہ سے ہیں جو جوابات غیر مقلدوں کے بطلان مذہب کے بارہ میں لکھے گئے ہیں وہ صحیح اور درست ہیں اہل مقلدین حق پر ہیں واللہ اعلم بحقیقۃ الحال فقط فقیر محمد امداد اللہ چشتی فاروقی مہاجر مکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً۔

محمد اشرف علی عفی عنہ امداد فاروقی ۱۲

تمام شد تقریظات

رسالہ تصریح ایجاد فریدکوٹ شروع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفی باللہ شھیدا والصلوۃ والسلام علی رسولہ وحبیبہ الذی اخبرنا بضلالۃ من یفترق فی الاصول عنیدا واعلمنا باھتداء اھل السنۃ والجماعۃ وتبصیرا خرا وفرعھم بالرحمۃ من ربھم ارضا سعیدا وعلی الہ وصحبہ ومن تبعھم باحسان وعلی تابعیھم من المجتھدین الذین اجماعھم حجۃ بالقرآن حسب ما بینتہ سیدۃ الانس والجان فما احسن سیرۃ مقالیھم فجزاھم رضوان الرحمن ۔

امابعد تواریخی واقعات کے واقف خوب جانتے ہیں کہ جب تک مسلمانوں کے اعمال وافعال اچھی چلن چال حسب آئین دین کے راستے و درستی پر رہے تب تک نصرت الہی وامداد کبریائی من کل الوجوہ انکی شامل حال رہی۔ چنانچہ ایک ہزار سال تک پانسو برس عرب والوں کے تہیہ رہا اور پانسو برس ترکوں کے تہیہ رہا دولت اسلام کی شان و شوکت نمایاں رہی جیسا کہ رفتہ رفتہ ان لوگوں نے باجتماعی کی عبادت اور استقلال فراوان و دست برداری کی ویسا ہی عنایت ازلی اور مدد لم یزلی نے انکی پاسداری بیزوالی

کی ان اللہ لا یظلم الناس شیئا ولکن الناس انفسھم یظلمون (یعنے اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا لوگوں پر کچھ لیکن لوگ اپنے پر آپ ظلم کرتے ہیں) اس مالک الملک حقیقی کا فرمان ہے اور یہی معنی ہیں اس کے جو حسب روایت صحیح بخاری وغیرہ محدثین صادق کا بیان وہ حب الاذعان ہے کہ لا یاتی علیکم زمان الا الذی بعدہ شر منہ یعنے بسبب گناہوں کے پچھلے دن پہلوں سے بدتر آئیں گے۔ ؎

مردماں روز بہی میطلبند از ایام مشکل اینست کہ ہر روز بتر مے بینم

اور ہر ساری قباحتوں کا اور گناہ کی شاخوں کا یہ ہوا کہ باہمی نزاع اور جدال روز بروز بڑھتا گیا حتی کہ اس تیرہویں صدی کی اخیر میں چند سال سے علماء اہل سنت کی دعوی کرنے والوں کا ایک ایسا فرقہ پیدا ہوا جو سابقین اور متقدمین کی اجماعیات میں (جن کی فضیلت قرآن اور حدیث سے ثابت ہے اور انکے اتباع کے لئے اسلام میں صاف صاف احکام ہیں) طعنہ زن اور خلاف گو ہوئے اور عوام مسلمانوں کو پناہ بخدا کافر کی خلعتیں بہناتے ہیں اتفاق میں بے اتفاقی اور الفت میں نفرت بڑھاتے ہیں اور اپنے آپ کو موحد اور سچے مسلمان بتاتے ہیں موافقت اور رفاہ عام کے انہلم کیلئے کیا کیا طالت اتحمل جو بروئے کار نہیں لاتے ہیں ہمارے گناہوں کی شامت سے کوئی عالی ہمت والا نہمت اسطرف متوجہ نہیں ہوتا کہ خلق اللہ کی درد خواہی کرکے جہانتک ممکن ہو اس درد کا دوا فرمائے اور اپنی نیک نیتی کا ثمرہ اٹھائے اور بسبب منافرت کو رفع دفع کرکے ایتلاف پیدا فرمائے کیا نہیں جانتے کہ ترفیہ انام و یعنی خاص و عام موجب حصول نیک نامی و وصول مراد کامی ہے۔ ؎

حاصل بکنی رضائے سلطان	تا خاطر بندگان نجوئے	خواہی کہ خدائے بر تو بخشد
	با خلق خدائے کن نکوئی	

مگر چونکہ ابھی نیک عالم اسباب مواد خیریت سے بکلی خالی نہیں ہوا ورنہ قیامت آجاتی حق تعالیٰ نے نیکنامی میں فائض المرام کرنے کے واسطے فرمان فرمائے اور والی ریاست فرید کوٹ کو رفاہ عام اور استحکام امن عامہ پر لایا اور احقاق حق کیطرف متوجہ فرمایا چنانچہ اس حاکم الطاف کیش و دادندیش نے بصرف وقت گرامی منزل مآل نامی اپنی عامہ اہل اسلام کو شیوع فساد و وقوع فتنہ سے بچایا کہ ایک تقریب دادرسی پر بہت سے علماء اسلام جمع کرکے اور تمام دلائل فریقین میں غور فرماکے یہ نتیجہ نکلوایا کہ حق وہی طریقہ پابندی مذہب کا ہے جو قدیم الایام صدہا سال سے مسلمانان اہل سنت میں رائج مطلوب اور مرغوب ہے اور برخلاف اسکے خود روی کی نئی

کرنی ہے جو ہرا دنے اعلے کے نزدیک ناپسند اور معیوب ہی چنانچہ فصیلہ ۱۱- فروری ۱۸۸۳ء کو
بطور اشتہار مطبع کرا کر مشتہر کرایا اور یہ بھی ارادہ فرمایا کہ جنس تحریرات ولائل وتقریرات فریقین کو
جو ثبت وسجل جا بجا نہیں لکھ پڑے ہیں بطور رسالہ مرتب کروا کے چھپوایا جاوے تاکہ منصف مزاجوں کو
مفید ہووے اس لحو فقیر حقیر محمد ابو عبد الرحمن علام تگیر ائت عفی عنہ قصوری کان اللہ لہ کو قصور سے طلب فرمایا جنہیں
جمادی الآخری ۱۳۰۰ھ میں فقیر فرید کوٹ میں آیا حسب الارشاد والا کاغذات مباحثہ چھ مرتبہ سے رسالہ مرتب
کیا اور جو امر مندرجہ کاغذات چھ میں درج نہ ہوا تھا اسکو درج کر دیا پھر جہاں اختصار تھا اور بدوں شرح وار کے
لوگوں کی سمجھ میں آنا دشوار تھا وہاں یکسقدر اور مطلب بڑھانا اچا تھا مطبع منشاء عالی جناب راجہ صاحب بہادر
وان پر لفظ توضیح لکھکر مطلب مزدی تحریر کر کے اسکی اخیر میں لفظ اھ مختصار انتھے لکھدیا تاکہ ناظرین
جان لیں کہ یہ ترتیب کنندہ کیطرف سے تجسس جمیل ہے اب پاک پروردگار کے نام مبارک کی برکت
سے مقصود شروع کرتا ہوں۔

ریاست فرید کوٹ میں منعقد ہونے انجمن مناظرہ کا سبب یہ ہوا کہ قریب ایک سال سے شہر کوٹ کپورہ
متعلقہ ریاست مذکور میں سید احمد نامی ایک شخص وارد ہوا اس نے اپنے آپ کو مولوی مدنی ظاہر کر کے کئی
مسائل مسلمانوں میں بیان کئے اور لوگوں کو خفی مذہب سے جو صدہا سال سے رائج ہے منحرف کیا چونکہ وہاں
کے قاضی یعنی پیش امام کم علم تھے تو اسکو مولوی مدنی جان کر اس کی متابعت اختیار کی گئی علوم اسلام
تو مستقل ہیں مگر امامت مسجدوں کے بسبب کم علمی کے اس سے ملنے کوئی پورا عالم اس نواح میں نہ تھا جو
اسکو جواب دیتا جو کچھ اس نے کہا مان لیا توضیح فقیر نے بھی موضع گنجو علاقہ تحصیل چونیاں میں یہ سنا کہ مولوی سید احمد
صاحب علاقی ہوئے تھے اپنا رہنما بلند شریف میں بتایا تھا گفتگو سے معلوم ہوا تھا کہ کم علم ہیں اور متبع عبد الوہاب
نجدی اور غیر مقلدین سی گر اپنے مریدوں کو بڑے شعبدہ دکھا کر مطیع کر رکھا تھا مولوی حافظ وہاب الدین
صاحب قصور کے مدرس چونیاں کی زبانی دعوت ہوا تھا کہ ایک فاضل مولوی محمد اشرف صاحب تحصیل واچونیاں
کے پاس ان سید احمد نے جا کر بوقت شب تہجد کی سی ٹانگوں میں ہلکا آگ میں کہی تو وہ سلگنے لگی اور اس
سے خوشبو نکلنے لگی تحصیلدار صاحب پر اس عمل کر کے سخت معتقد ہوئے مدرس صاحب نے ہاتھ ناپاک پر
مطلع ہو کر انکی غیبت میں تحصیلدار صاحب کو ویسا ہی کر کہا یا اور فریب پر مطلع کر دیا تب تحصیلدار صاحب
نے دوبارہ ان سے ملاقات نہ کی اور چونیاں ہلکر اس علاقہ سے انتقال کر گئے اسمیں شک نہیں کہ یہ صاحب

دیہاتی لوگوں کو ناحق چالاکیوں سے اور ایک عیار زرگر کے وسیلہ سے جو انکو خوب اڑانے والا ہے خوب مطیع کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ راہ راست پر چلاوے اھ الغرض کوٹ کپورہ اور اسکے نواح میں جب سید احمد صاحب کا جو فی الحال حموی لکھے جاتے ہیں خوب چرچا ہوا تو بحکم اسکے کہ ہر کمال کو زوال ہے صرف سلطنت کبریائی لایزال ہے مولوی سید محمد سلیم صاحب مدنی فرید کوٹ میں آنکلے اور ایک فتوی مشتہرہ مولوی سید احمد کا لیکر سرکار دولت مدار والی فرید کوٹ کے دربار میں حاضر ہو کر مبین ہوئے۔ کہ یہہ فتوی برخلاف شرع محمدی ہے اور مضمون اس فتوی کا یہہ تھا کہ غال یعنی غنیمت میں خیانت کرنے والے اور کافر اور قزلباش پر نماز جنازہ نہ پڑہی جاوے۔ اور بغیر غدر تارک نماز کو کافر میں داخل کیا اور یہہ بھی لکھدیا اجمعت التابعین علی کفر من صلی علی تارک الصلوٰۃ واتفقت العلماء علی کفر من صلی علی تارک الصلوٰۃ یعنے جو بے نماز کا جنازہ پڑہے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے پس اس فتوے کے خلاف شرع ہونے کو مدنی صاحب نے بڑی شد و مد سے بیان کر کے کہا کہ یہہ ہو جب تکلیف عوام مسلمانوں کا ہے جس سے کچھ عرصہ نماز ترک ہو جاوے تو وہ کافر کہلاوے یہہ حکم برخلاف حدیث اور فقہ کے ناجائز ہے اگر فتوے دینے والے کے پاس اسکی صحت کی سند ہے تو پیش کرے۔ اور اسی موقع پر مسمی سودا گر حوالہ دار ملازم ریاست نے بیان کیا کہ میرا بچا حقیقے گودھا نامی فوت ہوا اور جسکم اس فتوی کے اس پر کسی نے نماز جنازہ کی نہ پڑہی اور نیز ثابت ہوا کہ بسبب نہ پڑہنے جنازہ ایک بے نماز کے قاضی محمد پیش امام کوٹ کپورہ اور دوسری شاں ہونے والوں پر سید احمد نے کفر کا فتوی جاری کیا اور قاضی وغیرہ ہی سادہ لوح آدمی کو کھانا کھلوایا پھر مسلمان بنایا جب حاکم محتشم الیہ کو مسموع ہوا۔ کہ یہہ امور برخلاف دین اسلام اور نیز موجب تکلیف عوام ہیں تو حسب التجائے مدنی صاحب کے سید احمد حموی طلب ہوا۔ اس نے جاری کرنے فتوی مذکورہ ہی کا اقرار کیا اور اسکی حقیقت پر اصرار کیا اور باہم دو دو عریضوں کے بہت تکرار رہا اس اثنا میں ان دونوں نے بسبب کم وقعتیت کے زبان اس ملک سے التجا کی کہ ہم اپنا اپنا دعوی کے ثبوت میں چند علماء بطور وکیلوں کے مقرر کر کے پیش کر دیں گے جسکا وکیل ہارا وہ خود ہارا اور جسکا وکیل جیتا وہ خود جیتا چنانچہ یہہ التجا درخواست بنظر رفاہ عام تصدیق مسائل کے لئے منظور ہوئے تاریخ مقررہ ۲۰ جنوری ۱۸۸۳ء سے ایک دن پہلے مولویان مفصلہ ذیل سے ایک سو سے زائد طلباء کے جانبین کیطرف سے حاضر آئے ریاست نے مصارف خیر سمجھکر کل اخراجات وغیرہ کی کفالت کی۔

اسمائے مولویان اہلسنت تقلدین

مفتی ولی محمد صاحب عرف احمد حسن جالندہری مولوی سید محمد سلیم صاحب مدنی۔ مولوی عبدالعزیز صاحب۔ مولوی عبداللہ صاحب۔ مولوی عبدالقادر صاحب لودھانویاں۔ مولوی اسمٰعیل صاحب ساکن بلیدوال ضلع لودھانہ۔ مولوی محمد موسےٰ ساکن نورووال ضلع ایضاً۔ مولوی عبداللہ صاحب جگراواں۔ مولوی شاہ دین صاحب ساکن چک منے لائی ضلع جالندہر۔ مولوی محمد حسین خاں صاحب ساکن چھاچھی۔ مولوی عبدالرحمان صاحب ساکن ضلع حصار۔ مولوی محمد اسحٰق صاحب ساکن بھنڈہ۔ مولوی اسمٰعیل خانصاحب ساکن نارہ ضلع فیروزپور۔ مولوی جمال الدین صاحب ساکن کسپ فیروزپور۔ مولوی غلام رسول صاحب ساکن مکتسر

منجانب غیر مقلدین یعنی موحدین

مولوی محی الدین صاحب۔ مولوی عبدالقادر صاحب۔ مولوی عبدالرزاق صاحب۔ مولوی فواحد لکھوی مولوی سید احمد صاحب حموی۔ مولوی محمد صاحب ساکن والہ ضلع گجرات۔ مولوی قمرالدین صاحب ساکن رودہ مولوی عبدالعزیز صاحب ساکن بگہ علاقہ تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور۔ مولوی محمد حسین صاحب ساکن موگہ۔ مولوی نظام الدین صاحب ساکن اوڈ مڑانڈہ۔ مولوی جمال الدین صاحب ساکن شیرخانوالہ۔ مولوی عبداللہ صاحب ساکن وہانسو۔ مولوی غلام نبی صاحب ساکن کسپ فیروزپور۔ مولوی محمد حمید صاحب وار دلاہور۔ مولوی دوست محمد خانصاحب لکھوی۔ مولوی امام الدین صاحب فیروزپوری۔ **توضیح** مولوی وست محمد خاں ساکن لکھوکے کبھی سنی دیکھی نہیں فیروزپور میں مولوی امام الدین صاحب کوئی نہیں ہیں۔ البتہ برادری مولوی قمرالدین صاحب وڈہ والے سے ہو یہ بان لوگ فیروزپور میں رہتے ہیں نہیں سے ایک شخص امام الدین کچھ عرصہ سے یکہ بانی چھوڑ کر تعویذ گنڈا کیا کرتے ہیں فارسی عربی میں تو کچھ بضاعت نہیں کہتے مباحثہ دیکھنے کو آئی تھے بسبب خویشی اور دوستی مولویوں میں شمار کرادئی گئے ہونگے اھ ۲۔ جنوری ۱۸۸۳ء کو مقلدین کیطرف سے مولوی مفتی ولی محمد صاحب جالندہری مناظر مقرر ہوئے اور غیر مقلدین کیجانب سے مولوی محی الدین صاحب لکھوی مباحثہ قرار پائے اور قبل از شروع مباحثہ فریقین سے شرائط تحریری پیش ہوئیں غیر مقلدین کیطرف سے یہہ تجویز تحریر ہوئی کہ فریقین بفاصلہ چند گز مقابل بیٹھیں اور سرکار والا مع

اہل کاران وسط میں اجلاس فرماہوں اور چار صاحب یعنی بابو صاحب منیجر محکمہ مال ریاست فرید کوٹ اور باوا ہرد ت سنگھ صاحب مجسٹریٹ ریاست اور ایک پنڈت صاحب اور ایک پادری صاحب منصف مقرر ہوں اور مباحثہ تحریری ہو اور مقلدین کیجانب سے یہہ مدعا لکھا گیا کہ مناظرہ تقریری ہو کر سب مراتب بند قلمبند ہو جایا کریں اور درصورت عدم انفصال باہمی کی علماء حرمین شریفین کو منصف قرار دیکر ان سے فیصلہ کرایا جاوے اور مطابق اس کے عمل میں آوے بہر اسپر منجانب علماء غیر مقلدین کے جنمیں مولوی حموی اور مولوی عبدالرحمن عرف محی الدین لکھوی اور مولوی غلام نبی سالکن پسر فیروز اور مولوی قمرالدین ساکن بڑوڈا مقدمۃ الجیش ہیں) مہری اور تخطی جواب گذرا کہ فیصلہ اور منصفی حرمین شریفین کی کیا حاجت ہمکو منصفی قرآن اور حدیث کی کافی ہے۔ توضیح فقیر سے بھی جب کبھی اثنائے مباحثہ میں مولوی محی الدین صاحب لکھوی سے ایسا تذکرہ آیا تو انہوں نے حرمین شریفین کی منصفی سے دل چرایا اگر چارو ناچار مانا، تو یوں کہا کہ حرمین شریفین کے علماء اگر موافق قرآن وحدیث کے جواب دیں تو منظور ہوگا اور ان حموی صاحب نے موضع گنجمیں بہت مسلمانوں کے روبرو حرمین شریفین میں رواج منہیات کا اور وہاں کے علماء وغیرہم کو مرتکب کبائر بیان کیا تھا تو فقیر نے دو حاجیوں سے انکی تکذیب کرادی تھی اللہ تعالیٰ ان صاحبوں کو اس خود پسندی اور علماء حرمین شریفین طعنہ زنی سے باز لاوے کیوں نہیں سوچتے کہ حرمین شریفین جسکی تعریف قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں وہ لکھو کے اور روڑی لنڈ بچن والہ دیہات سے بھی کم ہوگئے اور دیہاتی لوگ جنکو حق میں من سکن البادیۃ جفاء وارد ہے حرمین شریفین کے علماء اور فضلاء سے بڑے کہ صاحبو دیکھو صحیح البخاری (کہ جسکے عمل پر کتاب زبانی بڑا زور شور ہے) صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ حمدی دہلی کی پہلی سطر میں لکھا ہے باب ماذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحض علی اتفاق اھل العلم وما اجمع علیہ الحرمان مکۃ والمدینہ یعنے کہ مکہ مبارکہ اور مدینہ طیبہ کے علماء کے اجماع اور اتفاق کی پیروی کرنے کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ارشاد فرمایا ہے اور اسکے حاشیہ پر کرمانی شرح بخاری سے لکھا ہے وقال مالک اجماع اھل المدینۃ حجۃ یعنے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ (جو مجتہدین دین اور جسکا قرآن وحدیث مطاع مسلمین ہے) فرماتے ہیں کہ صرف اتفاق مدینہ شریفہ والوں کا ہی دلیل شرعی ہے پس وہ کونسے مسلمان ہیں جو حرمین شریفین کے علماء پر طعنہ دہیں اور انکے قول اور فعل کو مخالف قرآن اور حدیث کے تصور کریں نعوذ باللہ

منذ الک اس باب میں زیادہ تحقیق آگے آوے گی فانتظرہ اور اسی تاریخ میں پانچ مسائل متنازع قرار پائے پہلا نماز جنازہ بے نماز مصدق و مقر کلمہ اور دین محمدی کا جائز ہے یا نہیں ۲ تقلید ایک شخص کی مذاہب اربعہ میں سے واجب ہے یا نہیں ۳ - رفع یدین رکوع اور قومہ کے وقت سنت ہے یا نہیں ۴ - امام کے پیچھے مقتدی کو الحمد پڑھنا واجب ہے یا نہیں ۵ - الحمد کے بعد آمین کا پکار کر کہنا سنت ہے یا نہیں - ۳ - جنوری کو مناظر مقلدین نے سوال کیا کہ اقسام احادیث نصی ہیں یا اختراع علماء ہیں پھر یہ سب اقسام احادیث مساوی الاقدام ہیں یا نہیں غیر مقلدین کے مباحثہ سے جواب ملا کہ اقسام احادیث نصی نہیں بلکہ اختراعات علماء ہیں اور مساوی الاقدام نہیں یہ اصطلاحات علما ایک علمی قاعدہ ہے آپس کچھ نزاع نہیں اور یہ سب منظور ہیں بعد ازاں یہ اصول موضوعہ مفصلہ ذیل قرار پاکر منظور ہوئے پہلا ینبغی ان یلتزم فی الاستدلال بالکتاب والسنۃ یعنی مناسب ہے کہ التزام کیا جاوے دلیل لانیں قرآن و حدیث کا تو ضیح دین اسلام میں چار دلیل مقرر ہیں قرآن اور حدیث اور اجماع امت اور قیاس مجتہد اور الحکام آلہ شرعیہ ہو نا قرآن اور حدیث سے یہی ہے کما قال اللہ تعالیٰ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا یعنے اور جو کوئی مخالفت کرے رسول علیہ السلام کی جب کھل چکی سیدھی راہ کی اس کی بات اور چلے سب مسلمانوں کی راہ سے سوا ہم اسکو حوالہ کریں وہی طرف جو اس نے پکڑی اور ڈالیں اس کو دوزخ میں اور بہت بری جگہ پہنچا فائدہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر جس نے جدی راہ پکڑی وہ جا پڑا دوزخ میں پس جس بات پر امت کا اجماع ہوا وہی بات خدا کی مرضی ہے - اور منکر ہو سو دوزخی ہے کذا فی موضح القرآن اس حدیث کو ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی ضلالۃ یعنے بیشک حق تعالیٰ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گمراہی پر جمع نہیں کرتا ہو یہ بڑی خاصیت اور فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو مخصوص کیا ہے کہ جس بات پر یہ اتفاق اور اجماع کریں وہ حق اور صواب اور عین مرضی الٰہی ہوتا ہے ویدا اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار اور حق تعالیٰ کا ید پاک جماعت پر ہے یعنی حفظ اور حمایت الٰہی جماعت کے لئے ہے جو جماعت سے باہر نکلا دوزخ میں پڑا کذا فی ترجمۃ الشیخ المحدث الدہلوی اور سنن دارمی میں خلیفہ

اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لائے ہین کہ آپ مقدمہ مین قرآن مجید کے ساتھہ فیصلہ کرتی تھے اور اگر قرآن مجید مین نہ پاتے تو حدیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے حکم فرماتے اور اگر حدیث مین خود نہ پاتے تو دوسرے صحابہ سے استفسار فرماتے کہ تم اسکا فیصلہ حدیث کے رو سے جانتی ہو تو بسا اوقات صحابہ سے اسکو حدیث کا پتہ ملجاتا اور خدا کا شکر بجا لاکر حکم دیتے اور اگر بالکل حدیث نہ ملتی تو علماء صحابہ سے مشورہ کرکے جب اکثر کا اجماع ہوجاتا تو اسکے ساتھہ فیصلہ کرتے پھر خلیفہ دوم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے لائے ہین کہ انہون نے قاضی شریح کو لکھا کہ قرآن مجید کے ساتھہ حکم کر اور کسی کے پلٹنے سے نہ پلٹ پھر اگر قرآن مین وہ حکم نہ پاوے تو حدیث سے حکم دے پھر اگر قرآن و حدیث مین حکم نہ ملے تو اجماع سے فیصلہ دی پھر اگر اجماع مین بھی نہ ملے تو اجتہاد سے حکم کر یا اسمین توقف رکھہ اور توقف تیرے لیے بہتر ہے پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے لائے ہین کہ جو حادثہ بعد الخلفاء اعلم الصحابہ مین لائے ہین کہ فرماتے تھے کہ جسکو کوئی قضیہ پیش آوے تو قرآن سے فیصلہ کرے پھر اگر قرآن سے نہ ملے تو حدیث سے حکم دے اگر حدیث سے نہ پاوے تو نیکو کاروں کے اجماع سے فیصل فرمائے اور کچھہ ڈرے اور نہ اندیشہ کرے کیونکہ حرام اور حلال ظاہر ہین اور انکے درمیان مشتبہات ہین پس شک مین نہ پڑاور نہ شک کی اختیار کرے یہ ترجمہ ہے تینون حدیثون سنن دارمی کا صفحہ ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ مطبوعہ مطبع نظامی کانپور اور یہ حدیثین سنن نسائی وغیرہ مین بھی موجود ہین اور ایسا ہی امام احمد اور ابوداود کی روایت سے آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے تہتر فرقے ہونگے بہتر دوزخ کے مستحق اور ایک بہشتی وھی الجماعۃ اور اس ایک بہشتی کا نام جماعت ہے بسبب ایکے جمع ہونے کے کلمہ حق پر اور بوجب ایکے جمع ہونے کے اجماع سلف پر کہ وہ اجماع صراط مستقیم ہے کذا فی ترجمہ الشیخ الدہلوی اور اوپر کی توضیح مین لکھا گیا ہے کہ بروی تصریح صحیح البخاری اجماع واجب الاتباع ہے پس قرآن اور حدیث سے اجماع امت کا دلیل شرعی ہونا بخوبی ثابت ہوگیا اب قیاس مجتہد کا حال سنو قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ مجتہد جب کوئی حکم اپنے اجتہاد سے کرے تو بہر صورت مجتہد کو ثواب ہوتا ہے اور اسپر عمل کرنا خطا کی تعمیل ہے قرآن شریف سورہ انبیا مین ارشاد ہے وداود وسلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم وکنا لحکمھم شاھدین ففھمناھا سلیمان وکلا اتینا حکما وعلما یعنے جب داود اور سلیمان کو جب لگے فیصل کرنے کھیتی کا جہگڑا جب چگ گئین انہین اسکو راتہ مین کریان ایک قوم کی اور دیکہتا ہمارے انکا فیصلہ پس سمجہا دیا ہمنے وہ فیصلہ سلیمان کو اور

دونون کو دیا تھا ہمنے حکم اور علم **فائدہ** حضرت داود کے وقت مین ایک قوم کی بکریان ایک قوم کی زراعت رات کو اگر کھا گئین حضرت داود نے جو پیغمبر وقت کے تھے حکم کیا کہ کھیتی والون کو بکریان بید دو اور حضرت سلیمان نے حکم کیا کہ کھیتی والی بکریان کے دودھ کو نفع اٹھاوین جب تک کہ کھیتی اپنی حالت پر آجاوے دونون حکم اجتہاد سے تھے مگر سلیمان کا حکم بہت صواب پر کہ زمانی موضح القرآن و فتح الرحمن و المعالم و در عالم التنزیل مین باسناد کے ساتھ یہہ حدیث بھی روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو عورتون کے بیٹے ساتھ تھے بھیڑیا آیا ایک کا بیٹا لے گیا دونون عورتون مین جھگڑا ہوا ایک کہے تیرا بیٹا بھیڑیا لیگیا ہے دوسری نے کہا تیرا بیٹا حضرت داود نے بڑی عورت کو بیٹا دلوادیا پھر وہ دونون حضرت سلیمان کے پاس گذرین تو آپ کو فیصلہ سے اطلاع دی آپ نے فرمایا کہ چھوری لے آؤ تو کے کو تو ہو آدھا کرکے تمہارے درمیان بانٹ دون چھوٹی عورت نے کہا حضرت حق تعالی آپ کو رحمت کرے ایسا کرو یہہ فی الواقع بڑی کا بیٹا ہے آپ نے چھوٹی کو دلوادیا یہانتک ترجمہ حدیث معالم کا اور نیز صحیحین و غیرہما مین آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اذا حکم الحاکم فاجتھد ثم اصاب فلہ اجران واذا حکم واجتھد ثم اخطأ فلہ اجر مولوی خرم علے موحد اس کے یہ ترجمہ مشارق الانوار مین لکھتے ہین بخاری اور مسلم مین عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حاکم اور قاضی نے کسی مقدمہ مین حکم کرنے کا ارادہ کیا سو مقدور بھر اس بات کی محنت اور کوشش کی پھر ٹھیک بات پاگیا تو اسکو دو ثواب ہین یعنے ایک محنت کا دوسرے ٹھیک بات پاجانے کا اور جب حکم کا ارادہ کیا اور مقدور بھر کوشش کی پھر آپس مین چوک گیا یعنی حق بات اسکو نہ معلوم ہوئی تو اسکو ایک ثواب ہے یعنے طرف ایک محنت کرنے کا **فائدہ** یعنے جب حاکم یا قاضی نے قضیہ فیصل کرنیمین خوب غور کی اور قرآن و حدیث اور اجماع امت سے اسکا حکم نکالا اگر وہ حکم ٹھیک ہے تو اسکو دو ثواب ہین اور اگر چوک ہے تو ایک ثواب بعد کوشش کے چوک پر کہ نہین ایسطرح جو عالم مجتہد وہ مسئلہ جو قرآن اور حدیث اور اجماع امت مین صاف مذکور نہین اسکو اپنے قیاس سے قرآن اور حدیث مین غور کر کے نکالے تو مقرر ثواب پاوے گا اگر مسئلہ ٹھیک ہے تو دو ثواب ہیں اور اگر چوک ہے آپس تو ایک ثواب بشرطیکہ اجتہاد کی لیاقت رکھتا ہو اجتہاد کی شرطیں علم فقہ مین مذکور ہین اجتہاد کرنا ہر عالم کا کام نہین اسکو بہت علم اور فہم تیز چاہئے اسیواسطے اہل سنت مین چار مجتہد اماموں کے مذہب مقرر ہوگئے انکے برابر اب تک کسیکو علاوہ دیگر اصل یعنی علاوہ اسکے کہ زمانہ حضرت کے زمانے سے بہت قریب تھا جو حضرت کے وقت کی رسم اور

عادت اور اسوقت کی بول چال کا طریقہ وہ لوگ سمجھتے تھے اسوقت کے عالمون کو سمجھنا نہایت مشکل
ہی یہان تک عبارت متعلقہ ترجمہ حدیث صحیح کی ہی صفحہ (۵۹) مطبوعہ نول کشور سے اور نیز حدیث صحیحین
غیرہما مین آیا ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا یصلین احدکم الظہر ولا العصر الا فی
بنی قریظۃ اس حدیث کے پیچھے مولوی خرم علی موصوف لکھتے ہین بخاری اور مسلم مین عبد اللہ بن عمر سے روایت
ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ کوئی نماز پڑہے ظہر کی اور ایک روایت ہی عصر کی بنی قریظہ مین یہ حضرت نے کفار کے
گرد ہونے کے وقت فرمایا فائدہ بخاری اور مسلم مین باقی قصہ حدیث کا یون فرمایا ہی کہ اصحاب حضرت کے
حکم سے چلے عصر کا وقت راہ مین جانے لگا بعضون نے راہ مین نماز پڑہ لی اور کہا حضرت کی یہ غرض نہ تھی کہ
اگرچہ نماز کا وقت جاتا ہی کوئی بیچ مین سوا بنی قریظہ کے نماز نہ پڑہے بلکہ غرض حضرت کی جلدی جانا تہا
اور بعضے اصحاب نے راہ مین نماز پڑہی اور کہا کہ ہم تو بنی قریظہ مین جاکر پڑہین گے۔ اگرچہ نماز کا وقت جاتا ہی
حضرت نے ہم سے دین نماز کو فرمایا تہا پر ہر حال یعنے بعضون کے نماز پڑہنے کا اور بعضون کے نماز
نہ پڑہنے کا حضرت کے روبرو ذکر ہوا حضرت کسی پر ناخوش نہ ہوئے یعنے دونون کو اچھا سمجھے فائدہ جیسا
کہ حضرت کے اصحاب اس حدیث سے دو مطلب سمجھے بعضون نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور بعضون نے قیاس کیا اور سبب
نکالا ویسے ہی مجتہد لوگ بعضے مجتہد قرآن اور حدیث کے کئی طرح سے مطلب سمجھتے ہین اور سبب یہ ہین ایسے
اہل سنت و جماعت چاروں اماموں کے مذہب کو حق جانتے ہین اور جو بعضے اوقات کہتے ہین کہ کہیں ایسے
دین مین اختلاف کیا اور چار مذہب ہوئے اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ نادان ہین ایسے اختلاف
کچھ حرج نہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایسا اختلاف آپ اصحاب مین ہوا اور حضرت نے درست
یہان تک عبارت ہے ترجمہ مشارق الانوار کے صفحہ ۱۴۳ سے جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد اور سنن دارمی مین
بروایت حضرت معاذ بن جبل جو کبار صحابہ سے ہین وارد ہی کہ سرور علیہ السلام نے لما بعثہ الی الیمن حضرت
معاذ کو یمن کی طرف حاکم بناکر بہیجا تو فرمایا کیف تقضی اذا عرض لک قضاء کیونکر اور کس چیز سے تو حکم
کریگا جب کوئی قضیہ جھگڑا تیرے پیش آویگا قال اقضی بکتاب اللہ معاذ نے عرض کی کہ قرآن مجید کے روسے
حکم کرونگا قال فان لم تجد فی کتاب اللہ آپ نے فرمایا کہ اگر قرآن شریف مین تو وہ حکم نہ پاوے تو
پھر کیونکر فیصلہ کریگا قال فبسنۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معاذ نے عرض کی پس سنت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرونگا قال فان لم تجد فی سنۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا

پس اگر سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین بھی وہ حکم نپائے تو کیونکر فیصلہ کرے گا قال اجتھد رائی ولا آلو معاذ نے عرض کی کہ اپنے عقل اور فکر کو کام میں لاؤنگا اور طاقت اور اجتہاد کے خرچ کرنے مین تقصیر نہ کرونگا قال فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صدرہ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اجتہاد کرنے کی بات سنکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر مارا اور کہا الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ لما یرضی بہ رسول اللہ آپنے فرمایا سب تعریف ہے اس خداوند کو جس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام بر یعنے معاذ کو توفیق دی اس کام کی جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پسندیدہ اور خوش رکھتا ہے یعنے اجتہاد جو عین مرضی اور پسندیدہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہے اس حدیث سے بشروعیت قیاس اور اجتہاد کے بخوبی ثابت ہوئی اور اصحاب ظواہر جو نکہ قیاس کے مین انکا قول باطل ٹھہرا کذا فی ترجمۃ الشیخ المحدث الدہلوی وغیرہا من شروح کتب الحدیث اور سنن دارمی مین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے لائے مین جب کوئی ان سے کچھ پوچھتا تو وہ قرآن سے جواب دیتے اور اگر قرآن سے نہ بتاتے تو حدیث شریف سے فرماتے پھر اگر حدیث مین نہوتا تو شیخین کے فیصلہ سے جواب دیتے پھر اگر وہ نہ ملتا تو اپنے اجتہاد سے فتوے دیتے پھر حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ لائے ہین کہ وہ صحابہ کو فرماتے تھے کہ جب تم سے سوال کرین تو قرآن سے جواب دیا کرو پھر اگر قرآن مین نہ پاؤ تو حدیث سے جواب دو پھر اگر حدیث سے نہ ملے تو مسلمانون کے اجماع سے جواب دو پھر اگر اجماع سے جواب نہ ملے تو اجتہاد کرو اور کوئی خوف و خطرہ نہ کرو کیونکہ حلال اور حرام ظاہر ہین اور درمیان انکے مشتبہات ہین تمکو بات کو چھوڑ دے اور بے شک کو اختیار کرلے یہ ترجمہ ہے سنن دارمی کی دونون حدیثون کا جو صفحہ ۳۳ و ۳۴ مطبوعہ نظامی ہین ہین اور یہ حدیثین سنن دارمی کی جگہ ترجمہ لکھا گیا ہے سنن نسائی وغیرہ مین بھی موجود ہین پس خلاصہ کلام یہ ہوا کہ قرآن اور صحیح حدیثون سے بخوبی ثابت ہوا کہ اجماع امت و قیاس مجتہد بھی ادلہ شرعیہ سے ہین اسواسطے سبیل کتابون مین ادلہ شرعیہ چار لکھے ہین تفسیر فتح العزیز ابتدا سورہ الم مین لکھتے ہین وینبغی ان یعلم ان اصول الاحکام دین اربعۃ کتاب و سنت و اجماع و قیاس انتہی شیخ محقق محمد عبدالحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوۃ مین بذیل حدیث ابوداود و ابن ماجہ جسمین آیا ہے کہ آپنے فرمایا کہ علم تین ہین قرآن حدیث فریضہ عادلہ کے نیچے لکھتے ہین یا فریضہ عادلہ است کہ مثل عدیل کتاب و سنت ست و شارح ست باجماع و قیاس کہ مستند و مستنبط از آن دو ہین و عمل بآن ہمچو عمل بمعاملہ

کتاب و سنت و داشتہ اند و تعبیر ازان بفرعیہ کردہ تنبیہ بر انکہ عمل بانہا واجبست چنانکہ کتاب و سنت پس حاصل
معنے این حدیث آن شد کہ اصول دین چہار ست کتاب و سنت و اجماع و قیاس یہہ حرف بحرف عبارت ہے
ترجمہ مشکوٰۃ کی کتاب العلم سے مولانا قاری مرقات شرح مشکوٰۃ مین لکھتے ہین کہ یہہ حدیث مستدرک حاکم مین بھی
مروی ہے پس دیکھو کہ کیسا صاف صاف قرآن اور حدیث اور دینی کتابون سے دلیل شرعی ہونا اجماع اور
قیاس مجتہد کا ثابت ہے اور ان غیر مقلدون کے کسقدر دین اسلام مین فتور ڈالا ہے جو دلیل شرعی ہونا صرف قرآن
اور حدیث کا مانتے ہین اور اجماع و قیاس مجتہد کو دلیل شرعی نہین جانتے ہین جیسا کہ انکے رسالون مین
صریح انکا ہے عرف الجادی کے صفحہ ۳ و ۴ - اور در ہیہ کے ترجمہ اردو فقہ الحدیث کے صفحہ ۳۱ اور روضہ
ندیہ شرح عربی در ہیہ کے صفحہ ۲۰۹ مین دیکھو - اور اس مناظرہ ریاست فرید کوٹ مین بھی قرآن اور حدیث
سے دلیل لینا لکھا اور اپنی تحریرون مین بھی ایسکو جائز رکھا کاش سیاتی اور افسوس ہے کہ علمائے مقلدین اہل
سنت نے کیون نا اور اجماع و قیاس مجتہد کو اولہ شرعیہ مین شامل کیون نگردانا اور آگے جہان کہین ذکر کیا
تو اپنے موقع سے گذر کر حدیث ابو داود و ابن ماجہ کو جسمین انکا انشاء کیا ہے لکھا اور کسی دلیل صریح سے پایہ
ثبوت کو نہ پہنچایا ہم تو اپنے اپنے موقع پر چار دن دلیلون سے سند کرین گے جب شارع علیہ السلام کی کلام سے
تسلیم کیا جاوے لا اجماع و قیاس و جب عمل مین برابر قرآن و حدیث کے ہین تو وہ کون مسلمان ہے کہ دلیلون مین
انکے نام لینے سے اپنا پہلو بچاوے اور قرآن مین حق تعالیٰ نے اجماع کے منکرون کو وعید فرمایا ہے جیسا
کہ موضح القرآن سے اوپر منقول ہو چکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ مفصل رسالہ در ہیہ اور اسکے متعلقات کی بے
اعتدالیون مین اس مبحث کو تفصیل وار لکھونگا جیسا کہ رسالہ عروۃ المقلدین مین مع کر چکا ہون اما باقی
اصول موضوعہ کا الخ کہ ہوتا ہے دوسرا باعتبار عموم اللفظ لا الخصوص المورد لفظ کے عام ہونے کا
اعتبار ہوگا نہ خاص ہونے مورد کا یعنے اگر لفظ عام ہے تو اسکا حکم بھی عام ہوگا اور اگرچہ کسی خاص موقع
مین حکم ہوا ہو تیسرے القول موجب للحکم فی مشابہت النبی صلے اللہ علیہ وسلم والفعل لیس کذالک
یعنے مشابہت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول مین ہو یا فعل مین قول سے ثابت ہوتی ہے نہ فعل سے چوتھے
الامر للوجوب مطلقاً یعنے مطلق امر وجوب کے لیے ہوتا ہے پانچوین یطلق الدین علی مذہب من
المذاہب للائمۃ فی حقہا و حق مقلدیہا یعنے الماموں کے مذہبون سے ہر مذہب کو دین کہا جائیگا انکے
اور انکے مقلدون کے حق مین توضیح اوپر منقول ہو چکا ہے کہ حدیث صحیح کے ترجمہ مین مولوی خرم علی وحید نے

شرح مشارق الانوار میں لکھا ہے کہ مجتہد لوگ بعضے جگہ قرآن اور حدیث کے کئی مطلب سمجھتے ہیں اور سب حق پر ہیں سو اسلئے اہل سنت وجماعت چار دین الموں کے مذہب کو حق جانتے ہیں انتہے اور اصول مقبولہ فریقین سے یہہ پانچوں اصل مسیح بتاتا ہے کہ ہر امام اور اسکے مقلد کا جو مذہب ہے وہی انکا دین ہے پس اہل اسلام ہندوستان پنجاب و ہندوستان جو قدیم الایام سے حنفی المذہب ہیں عموماً اور یہہ علماء غیر مقلدین جو بحث کرتے رہے ہیں خصوصاً ان سب کا دین بھی ابتدا بلوغ سے مذہب حنفی تھا کما لا یخفی اور مذہب حنفی میں کلمہ طیبہ کا یقین کرنیوالا بے نماز فاسق ہو کافر نہیں اور نیز سوا تکبیر تحریمہ کے رفع الیدین کرنا اور اونچی آمین کہنا اور امام کے پیچھے الحمد پڑھنا حنفی مذہب میں مکروہات سے ہیں جیسا کہ عمدہ تفسیروں اور احادیث کی شروحوں اور فقہ حنفی کی معتبر کتابوں سے یہہ امر ثابت ہے پس جو لوگوں نے سستی سے نماز ترک کرنے والے کو کافر کہا اور نماز میں رفع الیدین و آمین بالجہر کیا اور امام کے پیچھے الحمد پڑھا تو وے لوگ بموجب اقبال اس اصل کے اپنے دین سے نکلے اگر عذر کریں کہ ہم عمل بحدیث کرتے ہیں تو اسکا ہم جواب یہہ دیں گے کہ مذہب حنفی بھی سراسر عمل بقرآن و حدیث ہے خدانخواستہ اگر مذہب حنفی دین نہ ہوتا تو دوسری طرف جانا درست ہوتا جب حسب اقبال ان تمام مولویوں کے حنفی مذہب دین ٹھہر چکا تو اب اسکے مخالف کام کرنے سے بیدینی ثابت ہوئی نعوذ باللہ من ذالک اسیواسطے دینی کتابوں میں انتقال مذہب کو ناپسندیدہ لکھا ہے جیسا کہ اپنے موقع پر شرح الوجاء میں لکھا جاویگا چھٹا اذا جاء الاحتمال بطل بہ الاستدلال یعنے جب دلیل میں احتمال ہو تو اس سے دلیل پکڑنے ناجائز ہوگے توضیح اس اصل کی رد سے فریقین نے دو جگہ زیادہ کلام فرمائی ہے مقلدین کے مناظر صاحب نے حدیث کفر بیمار سے بسبب کئی معنے ہونے کفر کے بعنے آجانے احتمالات کے بیمار کے کافر باللہ ہونے کو باطل کیا ہے جیسا کہ عنقریب انکے اصل تقریر ۴ چوتھی کی گفتگو میں تحریر ہوگی - اور غیر مقلدین کے مناظر نے بھی اسی چھٹے اصل کے حکم سے تقلید کے دلیل جب تقلید شخصی آئمہ کرید یوم ندعو کل اناس بامامہم سے پیشوا مجتہدین کا مراد ہونا باطل کیا کیونکہ امام کے کئی معنے ہیں تو اسکا جواب مفتی صاحب مناظر مقلدین نے یوں دیا کہ احتمال منافی مطلب کے پیدا ہونے سے استدلال رد نہیں اور جب احتمال ممکن الاجتماع ہو تو دان پر استدلال رد ہے جیسا کہ لفظ امام کے احتمالات ہیں پھر غیر مقلدین کے مناظر نے ایک عرضی مندمہ کا غذات بحث میں اسکا جواب تحریری دیا کہ احتمال کو اصول موضوعہ میں خود مولوی ولی محمد صاحب نے مطلق لکھا ہے اگر تخصیص کرنی تھی تو اسی وقت کر لیتے اب جبکہ یہہ اصل انکو مضر مطلب آیا تو تخصیص بارادی دوم یہہ کہ ان میں باعتبار مفہوم کے منافات ہے پھر کتاب اللہ

جمع اور ایک معنے دوسرے معنے سے سمجھے نہیں جاتے اگرچہ باعتبار وقوع کے ممکن الاجتماع ہیں مگر احتمال نہیں اٹھ سکتا اور استدلال باطل ہوجاتا ہے لہٰذا مختصاً فقیر کہتا ہے کہ یہ اصل اور بمقبولہ فریقین مخالف شرع اور بے اصل معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس اصل سے محتملات قرآن وحدیث جن سے مسائل اجتہادیہ ثابت ہوتے ہیں مہمل اور بیکار ہو جاتے ہیں اور حال یہ ہے کہ برابر محتملات قرآن وحدیث سے مجتہدین ہیں نے دلیلیں لیکر مسائل مجتہدہ بیان کئے ہیں باوصفیکہ احتمال منافی بھی ہیں گو ماہرین شرع کو یہ یقین ہے اور بخوبی معلوم ہے کہ اجتہاد کو دخل محتملات میں ہوتا ہے اگر محتملات سے دلیل لینی ناروا ٹھہری تو گویا سد باب اجتہاد ہو جاویگا مگر کسیقدر تصریح کی غرض سے اتنا لکھتا ہوں کہ لفظ قروء جمع قرء کی اسکے معنے حیض اور طہر دونوں کے ہیں اور یہ دونوں معنے باہم منافی اور ضد ہیں کما فی القاموس القرء بضم الحیض والطہر ضد انتہے پھر سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے وللمطلقات یتربصن بانفسہن ثلثۃ قروء یعنے اور مطلقہ عورتیں انتظار کریں اپنے نفسوں کے ساتھ تین حیض یا طہر تک پس اس آیت سے حضرت امام اعظم اور امام احمد رضی اللہ عنہما حیض کے معنے مراد لیکر مطلقہ کی عدت تین حیض بیان فرماتے ہیں اور امام مالک وشافعی رضی اللہ عنہما اس آیت سے طہر کے معنے مراد لیتے ہیں غرضکہ حاصر حوا بہ فی التفاسیر وکتب الاصول جب ائمہ دین محتمل باحتمالات متنافیہ سے بھی استدلال کرتے رہے اور خود مذاہب اربعہ کا دعوی اختلاف جواز کے لیے حجت ہے جیسا اسکی تشریح اپنے موقع پر ہوگی بنیاد اسکی محتملات پر ہی ہے کیونکہ قطعیات میں تو اختلاف ممکن ہی نہیں ہیں ہمیشہ اہل سنت کے اصول میں کوئی اختلاف نہیں سراسر اتفاق ہے دیکھو شامی میں البحر سے منقول امام حنفی لکھا ہے کہ جب اپنے مذہب اور مخالفت فروع فقیہ دوسرے ائمہ مجتہدین کے مذہب سے پوچھے جائیں تو وجہ ہے کہ یوں جواب دیں ہمارا مذہب صواب ہے احتمال خطا کا رکھتا ہے اور دوسرے مذہب خطا ہیں احتمال صواب کا رکھتے ہیں کیونکہ اگر احتمال کو دخل نہیں تو المجتہد یخطیٔ ویصیب جو اصل ہے اصول اہلسنت سے اٹھ جائیگا کذا فی الدر المختار وردالمحتار تو اب اس بات پر زور دینا کہ محتمل سے استدلال کرنی باطل ہے خلاف عقل ونقل ہے اور کیونکر نہ ہو جب یہ اصل کسی اصول کی کتاب میں بعینہٖ کہیں بھی نہیں ہے بلکہ اصول فقہ میں یوں مقرر ہے کہ حالت اشتراک میں تامل اور غور سے کسی ایک معنے کی ترجیح معلوم کرنی چاہیئے تب اس معین معنے پر اعتقاد کرکے عمل بنا دیں توضیح میں لکھا ہے حکم المشترک التامل وفیہ حتی ترجیح احد معانیہ اور تلویح میں ہے حکم المشترک التامل فی نفس الصیغۃ لو غیرہ من الادلۃ والامارات لیترجح احد معنیہ او معانیہ پھر تلویح صفحہ ۵۰ میں لکھتے

ہیں فضمد الاطلاق کیون محتملا لمعان کثیرہ والاحتمال یوجب التوقف الی ان تبین المراد اور نور الانوار میں لکھا ہے وحکمہ التوقف فیہ بشرط التامل لیترجح بعض وجوہہ للعمل بہ یعنے التوقف عن اعتقاد معنے معین من المعانی اور اسکے حاشیہ قمر الاقمار میں ہے المعنے التامل لیترجح بعض وجوہہ ای معانیہ شرط للعمل بہ اب ان سے یہہ تو ہرگز نہیں پایا جاتا کہ محتملات سے استدلال نا روا ہے چنانچہ فقیر توضیح آیتوں میں دلیل حدیث صحیح ثابت کریگا کہ کفر کے معنے حدیث من ترکہا فقد کفر میں کفران نعمت کے ہیں نہ کفر باللہ کے نہ یہہ کہ اس حدیث سے کوئی حکم ثابت نہو اور بسبب احتمال کے مہمل ٹھہرے اور یہہ بھی واضح رہے کہ استدلال صرف یقینیات پر ہی حصر نہیں بلکہ ظنیات بھی آیمن داخل ہیں کما لایخفے تتمہ سلم العلوم مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۲۴ میں لکھا ہے فان وضع لکل ابتداء فمشترک والحق انہ واقع حتی بین الضدین لکن لا عموم فیہ حقیقۃ پھر اسکے حاشیہ پر مولانا عبد الغفور سے یہہ تحریر ثبت ہے والحق انہ واقع فی القرآن حتی بین الضدین کالمشترک لفظ القرء بین الحیض والطہر وکلفظ عسعس فی قولہ تعالی واللیل اذا عسعس فلفظ عسعس مشترک بین اقبل وادبر پھر مسلم کے صفحہ ۱۹۳ میں ہے والثانی الجمل وہو المؤلف من المشہورات تا قولہ وہی المسلمات بین النحاۃ جمیعا کتسلیم الفقیہ ان الامر للوجوب والغرض الزم المخصم او حفظ الرائے پھر الزام الخصیم کے نیچے لکھا ہے اذا کان المخصم معترضا او حفظ الرائے کے نیچے لکھا ہے اذا کان المخصم مستدلا ۱۲ ع اھ شانوان اذا وقع التعارض بین الاحادیث ولم یوجد لہ وجہ من وجوہ الترجیح سوا کتاب اللہ تعالی یرجع الی الکتاب یعنے جب احادیث میں تعارض واقع ہو اور رفع تعارض کے واسطے قرآن شریف کے سوا کوئی وجہ ترجیح کی نہ پائی جاوے تو اس صورت میں قرآن شریف کیطرف رجوع کیا جاوے یعنے جس حدیث کو قرآن شریف تائید کرے اسکا حکم مقدم ہوگا۔

اٹھوان وبعد الحدیث صحیحا اذا کان مستجمعا علی شرایط الصحۃ ولا خصوصیۃ للکتاب یعنے شمار کیجاوے گی صحیح حدیث جبکہ وہ حدیث صحت کی شرطون سے مروی ہوگی یعنے راویون کے سلسلہ پر نظر کیجاوے گی اور کسی کتاب پر خصوصیت نہوگی ۴ رجنوری ۱۸۸۳ء کو مولوی محی الدین صاحب مناظر موحدین نے کلمہ گو بینماز کو کافر اور سپر نماز جنازہ نا روا بیان کیا اور دلیل میں یہہ حدیث ترمذی وغیرہ کے پیش کی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے العہد الذی بیننا وبینہم الصلوٰۃ فمن ترکہا فقد کفر یعنے عہد درمیان ہمارے اور درمیان لوگون کے نماز ہے جس نے چھوڑا اس نماز کو پس تحقیق وہ کافر ہوا مفتی صاحب مناظر مقلدین نے جواب میں یا کہا اول تو یہہ حدیث منافقون کے حق میں ہے اور

دوسرا کفر کے لفظ کے معنے بہت ہین کفر باللہ اور کفران نعمت وغیرہ اور کیا دلیل ہو کہ اس حدیث کے معنے کفر باللہ کے ہین جب لفظ کفر مین کئی احتمالات جاری ہوئی تو بموجب اصل نمبر ۵ کے اس حدیث سے بے نماز کے کفر پر دلیل پکڑنی باطل ہوئی موحدین کے مناظر نے جواب دیا کہ ادب حدیث شریف کا یہ ہو کہ کفر کے ظاہر معنے کفر باللہ کے لئے جاوین کیونکہ یہ متبادر ہین اور متبادر دلیل حقیقت کی ہو اسپر مناظر مقلدین کی طرف سے اعتراض ہوا کہ آپکے نزدیک نماز داخل ایمان ہوگئی اسکا تارک کافر باللہ اور مرتد ہوا تو عورت اسکے نکاح سے خارج ہوئی اب غیر کو اس سے نکاح کر لینا جائز ٹھہرا اور اسکے مال مین ارث جاری نہو گی کیونکہ کافر کا وارث مسلمان نہین ہو سکتا اور اس پر کیا دلیل ہے کہ لفظ کفر حقیقۃً کفر باللہ ہو اور مجازاً دوسرے معنے مین بھی مستعمل ہوتا ہی حالانکہ حدیث مین کفر کے معنے کفران نعمت یعنی ناشکرہ کے بھی آئی ہین ایما عبد ابق عن مولاہ فقد کفر یعنے جو غلام بھاگا اپنے مولا سے وہ بیشک ناشکرہ ہوا اور قرآن شریف مین کفر کے معنے کہتی بونے والے کے آئے ہین اذا العجب الکفار نباتہ یعنے جیکو خوش لگتا ہے کھیتی کرنے والون کو اگنی اسکا موحدین کیطرف سے اسکا کچھ جواب شام تک نہ ملا جلسہ برخاست ہوا۔

توضیح آجکل پہلے اصول کی مقدمے بیان کئے جاتے ہین جنپر منکشف ہونا مقصود کا موقوف ہے پہلا مقدمہ شریعت سے ثابت ہوتا ہے کہ دین اسلام مین تہتر فرقے ہین اور وے سب کلمہ گو اور نماز روزہ حج زکوٰۃ کرنے والے ہین تہتر مین سے ایک جنتی فرقہ اور ایک جنتی فرقہ اہل سنت وجماعت ہین جیسا کہ امام احمد اور ابوداود اور ترمذی کی حدیث سے ثابت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان بنی اسرائیل تفرقت علی اثنین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کہ بنی اسرائیل کے بہتر فرقے تھے اور میری امت کے تہتر فرقے ہونگے جو اصول عقاید مین اختلاف رکھینگے کلھم فی النار یہ سب فرقے دوزخ کے مستحق ہین الا ملۃ واحدۃ مگر ایک فرقہ قالوا من ھی صحابہ نے عرض کی وہ کون ہین یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما انا علیہ واصحابی فرمایا میری امت اور صحابون کی ملت والے اور امام احمد اور ابوداود کی روایت مین ہو واحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ یعنی ایک فرقہ بہشتی ہین اور انکا نام جماعت ہو کہ وہ حق باتپر جمع ہین اور اصول عقاید مین مختلف نہین ہین اور اجماع سلف کے پیچھے چلتے ہین کذا فی ترجمہ الشیخ المحدث الدہلوی اور یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی حدیث امام احمد نسائی اور دارمی کے راوی حسین کی کہ آپنے ایک خط لکھنیو اور

فرمایا کہ یہہ خداوند تعالیٰ کا راستہ ہے پیرا سکے دائیں بائیں خط کھینچے اور فرمایا کہ ان راہوں میں ہر راستہ پر شیطان ہے جو اسکی طرف بلاتا ہے پھر پڑھے تم یہ کہ مواقف میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کے بڑے فرقے آٹھ ہیں معتزلہ شیعہ خارجی۔ مرجیہ۔ نجاریہ۔ جبریہ۔ مشبہ۔ ناجیہ۔ پھر معتزلہ کے بیس فرقے اور شیعہ کے بائیس فرقے اور خارجیوں کے بیس فرقے اور مرجیہ کے پانچ فرقے اور نجاریہ کے تین اور جبریہ اور مشبہ کے ایک ایک اور ناجیہ فرقہ اہل سنت و جماعت ہیں جو مجموع انکا ہتر فرقہ ہوئے محدث دہلوی یہہ مضمون عقائد کی کتاب سے نقل کر کے پھر آگے لکھتے ہیں اگر کوئی چگونہ معلوم شود کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت اند و این راہ راست راہ خداست و دیگر ہمہ راہہائے نا راست ہر فرقہ دعوے میکند کہ براہ راست است و مذہب وے حق جواب آنکہ ایں چیزے نیست کہ بمجرد دعوے ثابت شود و بدان باید دریافت حقانیت اہل سنت و جماعت آنست کہ این دین اسلام منقل آمد است و بجز اعتقاد آں دافی نیست و بتواتر اخبار معلوم شدہ و بہ تتبع و تفحص احادیث و آثار مقیقن گشتہ کہ سلف صالح از صحابہ و تابعین باحسان من بعدہم ہمہ بریں اعتقاد و بریں طریق بودہ اند و این مرعوا ہوا راہ و مذاہب و اقوال بعد از صدر اول حادث شدہ و اصحابہ و سلف متقدمین ہیچکس بآں نبودہ و ایشاں قبیحی بودہ اند از ان و بعد از حدوث آں رابطہ صحبت و محبت کہ بآں قوم دشتند قطع کردہ و در نبودہ و محدثین اصحاب کتب ستہ و غیرہا از انہا کہ در طبقہ ایشاں بودہ اند ہمہ بریں مذہب بودہ و آنرا شاعرہ و ماتریدیہ کہ ائمہ اصول کلام اند مذہب سلف بودہ اند و بدلائل عقلیہ آں را ثبوت کردہ و آنچہ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و اجماع سلف بر آں نطق بودہ موکد ساختہ اند و لہذا نام ایشاں اہل سنت و جماعت افتادہ اگرچہ ایں نام حادث است امّا مذہب و معتقد ایشاں قدیم است و طریقہ اتباع احادیث نبوی و اقتدار بآثار سلف و حمل نصوص بر ظاہر است گرچہ عمدہ در اعتماد بر عقول و آرا و ہوائے خود بخلاف دیگراں مثل معتزلہ و شیعہ و آنہا کردہ اعتقادات بطریقہ ایشاں ثابت نشد بفلسفہ و تمسک بآراء و اہواء ایشاں نمودہ و مشائخ صوفیہ از متقدمین و محققین ایشاں کہ استناد طریقت خود بایشاں دارند و مجاہدہ و مراض متنوع و تقشفی متنوعہ بکتاب حق و سنت ہی از حلول و وحدت نفس بودہ اند ہمہ بریں مذہب بودہ اند۔ چنانکہ از کتب معتبرہ ایشاں معلوم گردد و در تعرف کہ معتبرترین کتاب ہائے ایں قوم است و شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی در شان او گفتہ است لولا التعرف ما عرفنا التصوف عقائد صوفیہ کہ اجماع دارند بر آں آوردہ

کہ ہمہ اعتقاد اہل سنت و جماعت است بے زیادت و نقصان و مصداق این سخن کہ گفتیم کتابہا ی حدیث و تفسیر و فقہ و تصوف و سیر و تواریخ معتبرہ کہ در دیار مشرق و مغرب مشہور و مذکور اند جمیع کمتند و تفحص نمائند و مخالفان نیز کتب ما را بیارند تا ظاہر شود کہ حقیقت حال چیست و بالجملہ سواد اعظم دین اسلام مذہب اہل سنت و جماعت است عرف ذلک من انصف بالانصاف و تجنب عن التعصب والاعتساف واللہ یقول الحق و ہو یہدی السبیل انتہی بلفظہ۔

دوسرا مقدمہ اہل سنت و جماعت کسی گنہگاروں اور بدعتیوں کو کافر نہیں کہتے جبتک وہ بدعت کفر تک نہ پہنچا دے اور بدعتی ہم ایک دوسرے کی تکفیر کر دیتے ہیں اور خارجی قرآن اور حدیث کے ظاہر نصوص پر نظر کر کے گنہگاروں کی بھی تکفیر کر دیتے ہیں اہلسنت کی دلیل یہ ہے کہ قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ ایمان مومن یہ چیزوں کو دل سے ماننے کا نام ہے اعمال صالحہ اسمیں داخل نہیں ہیں البتہ نیک عمل سے ایمان کی آب و تاب بڑھ جاتی ہے ورنہ اصل ایمان میں کمی بیشی نہیں آتی ہے تفسیر فتح العزیز میں بقول بالغیب کے ذیل میں لکھتے ہیں ایمان در عرف شرع عبارت از تصدیق است بمنہ گردیدن و باور کردن آنچہ بالیقین معلوم است کہ از دین محمد است صلے اللہ علیہ وسلم نہ پر کہ ایمان را در قرآن جا بجا کار دل فرمودہ اند جائے میفرماید کتب فی قلوبہم الایمان و جائے میفرماید قلبہ مطمئن بالایمان و جائے میفرماید کتب فی قلوبہم الایمان و جائے و لما یدخل الایمان فی قلوبکم و ظاہر است کہ کار دل ہمیں تصدیق ست و بس و نیز ایمان مقرون بعمل صالح فرمودہ اند چنانچہ در ایں آیت ان الذین امنوا و عملوا الصلحت و مقرون بما نہی نیز بسیار جا چنانچہ در آیت وان طائفتان من المومنین اقتتلوا و در آیت والذین امنوا و لم یہاجروا پس معلوم شد کہ عملہائے نیک را در ایمان دخل نیست و نہ اعمال بد بر ہم زنندہ ایمان بنقل شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ کتاب الایمان میں لکھتے ہیں ایمان در شرع عبارت است از گرویدن و اقرار کردن بآنچہ بیامد پیغمبر ما صلے اللہ علیہ وسلم از نزد خدا آورد و بندگان را شنیدہ و آوردن وے آنرا یقین معلوم شدہ و عمل صالح داخل حقیقت ایمان نیست بلکہ شرط کمال اوست و ایمان بے عمل ناقص بود اما ہنوز اسم ایمان بر وے اطلاق یابد و مومن فاسق کو مستحق عقاب و استحلال معصیت نکند مذہب اہل سنت ہمیں است صحابہ و سلف بر ہمیں اعتقاد بودند و فاسق را مومن میگفتند و احکام اسلام بر وے جاری میکردند و مقابلہ ایشان و تن میکردند خلق مرتکب کبیرہ و بلکہ صغیرہ را کافر گویند و نہ مومن و مسلمان میان کفر و ایمان اثبات

کنند دین اول بعقیدت ست کہ در عقائد پیدا شدہ و بعض آیات و احادیث کہ ظاہر دران ست تمسک کنند و آیات و احادیث دیگر را کہ نص در مذہب اہل سنت اند تاویل کنند انتہی ملتقطاً اور شارع علیہ السلام نے امت کے گنہگار مسلمانوں کے کافر کہدینے سے بہت دھمکایا اور سخت وعید ہے جیسا کہ حدیث ابوداود مین آپنے فرمایا ہے ثلث من اصل الایمان یعنی تین کام ایمان کی بیخ اور جڑ ہے انکے ہونے سے ایمان کیجڑھ بالکل نکل جاتی ہے الکف عن قال لا الٰہ الا اللہ پہلا زبان بانہ بند کرنا گو سے لا نکفرہ بذنب کسی گناہ کے کرنے سے خواہ کبیرہ ہی ہو گنہگار کو کافر نکہو اس مین رہے خارجیوں کا کہ وہ ہر قسم کے گنہگار کو کافر کہدیتے ہین والخوارج من اہل الاسلام مرجعہا اور کسی بعملی سے مسلمانکو مسلمانی سے باہر نہ نکال بیہدہ ہے معتزلہ کا کہ وہ گنہگار کو اسلام سے خارج جانتے ہین اور کافر بھی نہین مانتے یعنے ایمان اور کفر مین تیسرا درجہ ثابت کرتے ہین وکذا فی ترجمۃ الشیخ المحدث الدہلوی۔

تیسرا مقدمہ قرآن اور حدیث کے معانی سمجھنے ہین اپنی فہمید کی تقلید نکرنی چاہئے بلکہ آیت و حدیث کی درست مراد وہی ہے جو متقدمین نے جو زبان دان اور مزاج شناس شریعت تھی بیان کیے اس لئے اہل سنت سلف کی معانی مراد قرآن اور حدیث کو صحیح جانتے ہین اور صراط مستقیم پر ہین اور جو اپنی عقل اور فہم کے دخل کو درست مانتے ہین جو گمراہی اور گمراہ کرنا ہے محدث دہلوی ترجمہ کتاب الایمان مین لکھتے ہین و حقیقت مراد آیات و احادیث آنست کہ سلف و اہل کہ زبان دین و مراد شناس شریعت اند ازان فہمیدہ اند ازین جہت علم ایشان بقرائن مواد اگرچہ بظاہر خلاف ایشان در فہم آید و این اصلیست عظیم در باب فہم نصوص و تعیین مراد آن و وجود زیغ و زلل مبتدعہ ازینجا ست و من اللہ العصمۃ و التوفیق انتہی مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رسالہ عجالہ نافعہ اصول علم حدیث مین لکھتے ہین علم حدیث شرافتے دارد کہ ہیچ علم بمشابہ آن نمیتواند رسید زیرا کہ علم قرآن و عقائد اسلام و احکام شریعت و قواعد طریقت ہمہ موقوف بر بیان پیغمبر ست صلے اللہ علیہ وسلم الیٰ قولہ و ہرگاہ این از قبیل خبر ست و الخبر یحتمل الصدق و الکذب پس لابد آمد تحصیل این علم از دو چیز یکے ملاحظہ حال رواۃ دوم احتیاط عظیم در فہم معانی آن زیرا کہ اگر در امر اول مسامحہ رود کاذب باصادق تمیز کردہ و اگر در امر ثانی احتیاط نباشد مراد با غیر مراد مشتبہ شود و علے التقدیرین فائز کردن این علم شریف متوقع ست میسر نگردد بلکہ ضد آن فائز بحصول انجامد و موجب ضلال و اضلال باشد معاذ اللہ منہ انتہی اور اسی بنیاد پر ہے جو حضرت مولانا شاہ صاحب اپنے شاگردون

کو علم حدیث کے پڑھانے کی اجازت نامون مین بشرطہ صحت شروح اور حواشی کتب احادیث کی تحریر فرمادیا کرتے تھے جیساکہ حضرت قبلہ وکعبہ مرشدی واستاذی جناب یمنا صاحب شیخ المشائخ حضرت غلام محی الدین صاحب قصوری قدس سرہ کی اجازت نامہ مہر بین جو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھدیا تھا بشرط موجود ہے اور عبارت اس اجازت نامہ کی یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد شفیع المذنبین وعلی آلہ واصحابہ الہادین اما بعد میگوید فقیر عبد العزیز دہلوی عفی اللہ عنہ کہ مولوی غلام محی الدین صاحب را اجازت خواندن وتعلیم احادیث رسول رب العالمین بشرط مراجعت بطرف شروح وتراجم کتب حدیث وقت تدریس دادم ونیز اجازت تفاسیر کلام مجید دادم وسند کتاب حدیث کہ ہمہ کتب حدیث صحیح بخاری ست نوشتہ دادم وسندہ کذا الہ اور فقیر راقم الحروف کو بھی اسی وجہ سے اس خاندان عالی شان سے اجازت حاصل ہے۔

چوتھا مقدمہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید مین اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیثون مین فرقہ ناجیہ اہل سنت کو دیہرے بڑھتی فرقون کی مجالست اور مماثلت سے روکا ہے تاکہ انکے ہمسلک اور ہمرو یہونسے وہ بھی جہنمی نہ بنجائین سورۂ آل عمران مین فرمان ہے ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءھم البینات واولئک لھم عذاب عظیم یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ یعنے اور تم مت ہوانکی طرح جو پھوٹ گئی اور اختلاف کرنے لگے بعد اسکے کہ آچکی انکو حکم صاف اور بڑا عذاب ہے جس دن سفید ہونگے بعضے منہ اور سیاہ ہونگے بعضے منہ شہر معتبر تفسیرون سے تفسیر ابی السعود وروح المعانی التنزیل وتفسیر کبیر وغیرہا مین لکھا ہے کہ مسلمانون کو جائیے کہ اس امت کے بدعتیون جیسے شیعہ وقدریہ وحشویہ کیطرح نہ ہون کہ اصول دین مین اختلاف حرام ہے ونحو التفسیر القرآن فی علوم القرآن مین یوم تسود وجوہ کے نیچے مسند الفردوس وغیرہ سے لائے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ بدعتی مین تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو پڑھکر فرمایا کہ اہل سنت کے وہ منہ قیامت کے دن سفید ہونگے اور بدعتیون کے منہ کالے کذا فی العالم وغیرہ اور صحیح مسلم وغیرہ کی حدیث مین آیا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یعنے آخر زمانہ مین بناوٹی اور جھوٹے ہونگے جو علما اور مشایخ نیکوکارون کے لباس مین آکر لوگون کو اپنے عقیدون سے بدمذہبی کیطرف بلائین گے یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباءکم فایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم تمنے اور تمہارے باپ دادون نے نہین سنی مین وہ تمکو

یعنے مخالف عقائد اور اعمال تمہارے اور تمہارے بزرگوں کے بتائیں گے۔ فایاکم ویایاھم یعنے اپنے آپ کو ان سے دور رکھو اور ان کو اپنے آپ سے ہٹاؤ مقصود بچنا اور احتیاط کرنا ہے دین کے سیکھنے میں اور پرہیز اور اجتناب کرنا بدعتیوں کی صحبت اور میل بیٹھنے سے خاصکر جب وہ واعظ بنکر لوگوں کے ہادی ہوں۔ مثنوی

چوں بسے ابلیس آدم روے ہست	پس بہر دستے نباید داد دست	حرف درویشان مزدور دہد
تا بخواند بر سلیمے آں فسوں	زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر	تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر
کار مردان روشنے و گرمی ست	کار دوناں حیلہ و بے شرمی ست	

کذا فی ترجمۃ الشیخ الدہلوی۔

جب یہ چاروں مقدمے قرآن اور حدیث سے معہد ہو گئے تو اب انکے رو سے ثابت ہوا کہ مسلمان نے نماز جو کہ گناہ کبیرہ ہے گناہ کبیرہ کو اہلسنت کے نزدیک کافر اور بے ایمان نہیں ہوا اور اسکو بے ایمان جاننے والا اہل سنت سے خارج ہے اور جس حدیث میں بے نماز پر کفر کا لفظ آیا ہے اول تو اس سے کفر اللہ نہیں ہے کیونکہ شارع علیہ السلام نے جب گنہگاروں کو ہر مسئلے کے کافر کہتے ہے۔ وکاتو خود کو نوکر کافر باللہ فرمائیں گے پس متعلق ہوا کہ اس حدیث میں مراد منافق ہیں ہوائی تصریح متعدد من احادیث کے پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ ہمارے اور منافقوں کے درمیان نماز عہد ہے پس جب تک نماز پڑھیں گے اکہوال جان بچے ہوگی اور جب انہوں نے نماز چھوڑ دی تو کفر ان کا ظاہر ہوگیا اب وہ عہد جاتا رہا پس اس میں مسلمانوں کی تو بات ہی نہیں ہے اور اگر مان لیں کہ اسمیں مسلمان بھی داخل ہیں تو اس کفر سے کفران نعمت اور ناشکری ہی مراد ہے جیسا کہ حدیث بخاری و مسلم وغیرہما میں صریح آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز خسوف کے بعد فرمایا ہے در آیت اکثر اھلھا النساء میں نے اکثر دوزخ میں عورتوں کو دیکھا ہے فقالوا بم یا رسول اللہ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کس سبب سے عورتیں دوزخ میں جاویں گی قال یکفرن آپنے فرمایا ان کے کفر کے سبب سے قیل یکفرن باللہ عرض کی کفر باللہ کے سبب سے قال یکفرن العشیر ویکفرن بالاحسان فرمایا خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اگر تو ساری عمر تو شاہ احسان کرتا رہے اور کبھی تجھ سے کوئی تکلیف دیکھ تو کہتی ہے کہ میں نے کبھی تجھ سے کچھ نہ دیکھا اس ناشکری کے سبب سے دوزخ میں عورتیں جاویں گی۔ کذا فی ترجمۃ الشیخ الدہلوی اس حدیث سے حضرت نے گنہگاروں

کے لئے گونا شکری سے تفسیر کی تو اب کون ایسا نادان اہلسنت ہے جو گنہگار دنکو کافر اللہ کہے گا۔
معاذ اللہ سند لک البتہ یہ غیر مقلد لوگ جو قرآن و حدیث کو اپنی فہمید غیر سدید کے روسے تفسیر کرتے ہیں
اور اصول اہلسنت سے عموماً مخالف رکھتے ہیں یہ لوگ گنہگاروں کو بے دھڑک کافر کہدیتے ہیں جیسا کہ
حمومی اور لکھوی صاحبان وغیرہ نے اس حاشیہ میں مینار کو کافر اللہ کہدیا اور اس سراسر مخالف قرآن و
حدیث کو حدیث کا ادب نام رکھا آخر ش لاجواب ہوئے ان لوگوں کا اکثر و بیشتر یہی ہے آئی گروہ سے
ایک شخص جھجھر ہزارے کا رہنے والا محمود شاہ نامی نواح قصور میں بھی آکر بے نماز اور سود خوار اور سرود
سننے والے وغیرہ گنہگاروں کو کافر کہدیا کرتا ہے جب فقیر اسکے رد و جواب میں مسلمانوں
کو مسائل عقائد اہل سنت دکھلاتا ہے تو وہ شخص سب کے روبرو کہہ جاتا ہے اور روبرو فقیر کے نہیں آتا ہے بعضے
دین میں سستی کرنے والے نواح قصور میں بھی اہل سنت سے خارج ہوئے اور اسکے مقلد ہوگئے ہیں انا للہ و
انا الیہ راجعون اللہم احفظنا حافظ محمد صاحب اللہ مولوی محی الدین صاحب نے رسالہ شاہ لمیہ اپنے مطبع فیروز پور
میں چھپا کر اسکے اخیر اپنے اور اپنے قرنداد مولوی غلام نبی چھاونی والے کی مہروں سے لکھدیا تھا کہ حضرت
سید الصالحین ابن عربی محی الدین اور حضرت ولی قیوم مولانا رومی اور عارف سامی مولانا عبد الرحمن جامی
رحمہم اللہ تعالیٰ کافر ہیں نعوذ باللہ من ذالک اس کے دیکھنے سے فقیر نے بنظر اعلاء کلمۃ اللہ و حمایت لدین
اللہ حافظ صاحب کو ایک مجمع عظیم میں اس غلطی پر الجواب کیا تھا اور کہلا دیا تھا کہ یہ ہم سے سخت غلطی ہوئی
ہے اور یہ ہمارے واقعہ حاضرین مجلس جو کلام اور درس پیر بچھانان و دیگر افغانان و مولویان تھے۔ انکی مہروں سے
قلمبند ہوا الغرض اسی بے ادبی کا نتیجہ یہ ہوا کہ قریب اسکے مطبع ٹوٹ گیا اور مدت تک وہ ٹوٹ چلی گئی اللہ
تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت فرماوے اور راہ راست اہل سنت کیطرف لاوے اور شمول نواج سے بچاوے

۵ جنوری کو بھی مفتی صاحب مناظر مقلدین کا وہی سوال تھا کہ اگر مسلمان ترک نماز سے کافر اللہ
ہوگیا ہے تو آپ فتویٰ دو کہ اس کی جورو سے کوئی اور نکاح کرلے اور اس کا ترکہ اسکے وارثوں کو نہلے
اسپر سرکار والا نے بھی مناظر غیر مقلدین کو بڑی دانشمندی سے سمجھایا کہ آپ اس شخص کو جو کلمہ پڑھتا
ہے اور اسپر یقین رکھتا ہے کسالت یا کاروبار کی رکاوٹ سے نماز نہیں پڑھتا ہے ویسا کافر جانتے
ہیں جیسے اولیاء ظاہر کفار میں بولے نہیں فرمایا پس جب وہ ایسا کافر نہیں تو اسکے جنازہ میں کیا تامل ہے
بولے عام مسلمان پڑھ لیں خواص نہ پڑھیں فرمایا اگر کسی موقعہ پر آپ جیسا مولوی ہی ہو اور عوام سے کوئی نہ ہو

نقل استفتاء ۱۱ - فروری

تو پھر کیا صورت ہوگی بولے پھر جنازہ تو پڑھا ہی جاوے گا بعد مولوی محی الدین صاحب نے سرکار والا سے عرض کی کہ اگر مجھے ارشاد ہو تو جیسا مناسب جانتا ہوں لکھوں فرمایا بہتر ہے اسپر یہ فتوے تحریر کر کے پیش کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اما بعد جو شخص کلمہ گو زبانی ہو اور کلمہ کے معنے پر یقین نہیں رکھتا اور احکام شریعت سے منکر و سرکش ہو اور نماز روزہ کے حکم کو نہیں سمجھتا اور ترک نماز پر افسوس نہیں رکھتا وہ منافق ہو اور بر ائے نام مسلمان اور فی الحقیقت وہ کافر ہے اسکا جنازہ بھی ہرگز جائز نہیں قال اللہ تعالیٰ ولا تصل علی احد منھم مات ابدا یعنے مت نماز جنازہ پڑھ اور کسی کے جو مر جاوے منافقون مین سے کبھی اور اگر کوئی شخص کلمہ دل و جان سے پڑھتا ہے اور احکام شرع پر دل سے یقین کرتا ہے اور نماز روزہ یا کسی اور حکم شرعی مین قصور ہو جاتا ہے یعنے نماز روزہ وغیرہ کو کبھی نہین ادا کرتا یا کبھی کبھی پڑھتا ہے مگر سبات پر دن رات شرمندہ ہوتا ہے تو اسکو کافر نہین کہا جاتا ہے کہ بالکل دین اسلام سے خارج ہو بلکہ تشدد اور سیاستہ مقتدی لوگون کے جو علما مین جنازہ اسکا پڑھین اور کوئی پڑھ دے اگر عالم بھی پڑھے تو جائز ہے الصلوۃ واجبۃ علی کل مسلم بڑا کان او فاجرا وان عمل الکبائر رواہ ابو داود نماز جنازہ کی واجب ہے اوپر مسلمان کے نیک ہو یا بد اگرچہ عمل کرے گناہ کبیرون کا حررہ

العبد السکین محی الدین عفی عنہ توضیح حاصل اس فتوی کا کہ کافر کا جنازہ
روا نہیں ہے اور مسلمان کا نیکوکار ہو یا گنہگار روا ہے درست ہے مگر ابتدا
مین جو یون لکھا ہے کہ جو شخص کلمہ گو زبانی ہے اور کلمہ کے معنی پر یقین
نہین کہتا ہے اور احکام شریعت سے منکر و سرکش ہے الی قولہ وہ منافق
اور برائے نام مسلمان اور فی الحقیقت کافر ہے اسکا جنازہ ہرگز
جائز نہین انتہی یہ معاملہ تو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد
عنایت عہد مین تھا کہ کوئی لوگ مار کوڑ کے زبانی کلمہ پڑھتے اور دل سے
یقین نہین کیا کرتے تھے تو انکا نام منافق تھا اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمان سعادت نشان کے بعد نفاق ہی نہین رہا تھا یا
کافر تھے یا مسلمان جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ مین حضرت حذیفہ بن الیمان
صحابی جلیل الشان ہر جنگ پاس منافقون کا علم تھا اور راز دار رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتے تھے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے اِنَّمَا النِّفَاقُ
کَانَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ یعنے منافقی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ مین تھی وَاَمَّا الْیَوْمَ فَاِنَّمَا هُوَ الْکُفْرُ وَالْاِیْمَانُ اور آج ہم
اصحابون کے زمانہ مین تو صرف کفر اور ایمان ہی ہے انتہی پس اب
اسوقت بعد آخرین مین جو ہر کسیکو آزادی کی خلعت بنائی گئی ہے
نفاق کا نام و نشان کہان ملسکتا ہے پس اسوقت کے فتوی مین منافق
کا کیا ذکر ہے کافر یا مسلمان کی بات لکھی جانی چاہیئے اور جس شخص نے

زبانی کلمہ پڑھا اور دل سے یقین نہ کیا اور احکام شریعت سے منکر رہا تو اسکو
برائی نام بھی مسلمان کہنا بیجا ہے کیونکہ اقرار بدون تصدیق کے تو معتبر
ہی نہیں مسلمان اور ایمان کہاں ہوئی تفسیر فتح العزیز میں بذیل آیت الذین
یومنون بالغیب لکھتے ہیں ایمان در عرف شرع عبارت از تصدیق ست بمنجی
گردیدن و باور کردن آنچہ بالیقین معلوم ست کہ از دین محمد ست صلی اللہ علیہ و
سلم الے قولہ اقرار محض بے تصدیق مذمت فرمودہ اند در ہمین سورہ
در آیۃ ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ہم بمؤمنین
پس معلوم شد کہ اقرار محض حکایت ایمان ست اگر حکایت باحکی عنہ
مطابق افتادہ فبہا والا خداعی وزوری بیش نیست انتہی پس جب زبانی
کلمہ گو کو اللہ تعالے مسلمان نہ فرماوے تو وہ کون عالم ہے جو اسکو مسلمان
بتاوے اہ اس فتوی پر مفتی صاحب نے العبد کردیے اور یہ لکھا ہذا ما علیہ
جمہور العلماء الفقیر ولی محمد المعروف بمفتی احمد حسن جالندہری اور یہ دونو
حدیثیں اسکی تائید کے لیے اسکو بھیجے ثبت کردین عن ابن عائذ قال
خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جنازۃ رجل فلما وضع
قال عمر بن الخطاب الا اقصل علیہ فانہ رجل ماجر ما لفقت رسول اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ رَاٰهُ اَحَدٌ مِّنْكُمْ عَلٰى عَمَلٍ اَلْاِسْلَامِ
فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَرَسَ لَيْلَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَصَلَّى
عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَثٰى عَلَيْهِ التُّرَابَ وَقَالَ
اَصْحَابُكَ يَظُنُّوْنَ اَنَّكَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنَّكَ مِنْ اَهْلِ
الْجَنَّةِ وَقَالَ يَا عُمَرُ اِنَّكَ لَا تَسْاَلُ عَنْ اَعْمَالِ النَّاسِ وَلٰكِنْ تُسْاَلُ عَنِ
الْفِطْرَةِ ۝ صفحہ مشکوٰۃ ۳۲۹ مطبوعہ احمدی بغیر روایت ہے بیٹے عامر سے
کہا تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمچو جنازہ ایک آدمی کے پس جب
رکھا گیا اسکا جنازہ عرض کیا عمر بیٹے خطاب نے نہ نماز پڑھیں اسپر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس تحقیق وہ آدمی گنہگار رہے پس دیکھا حضرت نے
طرف لوگوں کی پس فرمایا کیا دیکھا ہے اسکو تم میں سے کسینے اوپر کام
اسلام کے عرض کیا ایک آدمی نے ہاں یا رسول اللہ پہرہ دیا تھا اس نے
ایک رات خدا کے واسطے پس پڑھی ہی نماز اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اور ڈالی اسپر مٹی اور فرمایا کہ ساتھی تیرے گمان کرتے ہیں کہ تحقیق تو

وفرخی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق تو جنتی ہے اور فرمایا اے عمر پس تک
تو نہیں پوچھا جائیگا عمل لوگوں سے مگر پوچھا جائیگا فطرت سے عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مِّنْ اَصْلِ الْاِیْمَانِ اَلْکَفُّ عَمَّنْ
قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَا نُکَفِّرُہٗ بِذَنْبٍ وَّلَا نُخْرِجُہٗ مِنَ الْاِسْلَامِ بِعَمَلٍ الخ مشکوٰۃ
صفحہ ۹ مطبوعہ ایضاً حضرت انس سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے تین چیزیں ہیں جڑ ایمان کی روکنا زبان کو اس شخص سے جس نے کہا
لا الہ الا اللہ کافر نہ کہہ تو اسکو ساتھ کسی گناہ کے اور نہ نکال تو اسکو اسلام کے
ساتھ کسی گناہ کے تا اخیر حدیث پھر دوسرے علما غیر مقلدین کو دو سطر ثبت
دستخطوں کے بلایا گیا مولوی نور احمد لکھوی نے چاہا کہ اس اتفاق کرنیکے
سبب اپنی طرف کے مناظر سے جھگڑے تو سر کار والا نے روکا اور فرمایا بڑا تعجب
ہے کہ ایک شخص تمہارے خاندان سے ممتاز اور معہر جسکو تمنے برضا مندی
خود اپنا مناظر مقرر کیا اس نے قرآن اور حدیث سے اطمینان کر کے اتباع
حق کرلے اور اپنے سخن کی پاسداری برخلاف حق کے نہیں کی چاہیے کہ

آئیگا ساتھ اتفاق سے پیش آوے ورنہ سب لوگ تم کو ہی ملامت کرینگے تو اسپر مولوی نور احمد وغیرہ نے بھی دستخط کردیے اور فریقین کی صلح ہوئی العبد عبداللہ العبد اسمٰعیل العبد محمد شاہین عبدالقادر العبد عبدالعزیز العبد سید احمد عرف العبد مسٹیلیم العبد عبدالعزیز لودھیانوی العبد عبداللہ العبد اسمٰعیل العبد محمد شاہدین العبد عبدالقادر العبد محمد موسیٰ العبد محمد حسین خان العبد اسمٰعیل ناڈری العبد محمد اسحٰق بٹھنڈوی

توضیح اس فیصلہ میں مقلدین کی فتح یابی رہی اور غیر مقلدین کیطرف سے مولوی محی الدین صاحب کی اتباع حق پائی گئی ہے جیسا کہ اس مسئلہ میں متبع حق ہوگئے ہیں ویسا ہی مسلہ صفات متشابہات میں بھی اتباع حق انکے نصیب ہو اگرچہ واقعہ ۱۲۹۳ھ ہجری مقدر شہر فیروزپور میں بشمول اپنے والد ماجد اور دو تو چچا کے ایک بہاری مجمع خاص و عام میں بیان کئے تھے کہ اللہ تعالیٰ جسم اور جوارح اور مکان سے پاک ہے بید و وجہ و استوا وغیرہ اعضا و جوارح و مکان نہیں ہے صفات متشابہات ہیں مگر بہر ان کیفیت واقعی کے چھپنے سے رسالہ تحقیق تقدیس الوکیل میں ناراض ہوکر رقعہ انکاری لکھا تھا جسکے جواب میں فقیر نے محضر نامہ چھپوا کر مشتہر کرایا اب خدا خیر کرے کہ اس بات پر پختہ ہیں مولوی نور احمد تو چاکیان اور خلاف واقعیان دکھلانے لگ گئے ہیں جیسا کہ ایک اشتہار لودہانہ میں چھپوا کر مشتہر کیا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اسلام کی خوبیوں سے موصوف فرماوے اور جس کام سے دین حق کو ٹھیس لگے وہ کام نہ کرائے باقی رہا یہ کہ مسلہ جواز جنازہ مسلمان میتیاز بذریعہ اشتہار ۱۱ فروری ۱۸۹۳ء کے جو صفحہ ۳۶ سے ۴۰ تک رسالہ ہذا کے حاشیہ پر لکھا گیا ہے اسکے مشتہر ہونے سے عوام الناس مسلمانوں کے دل میں نماز کی سبکی اور خفت نسما جاوے اور میتیاز ہونیکے گناہ کو خفیف نہ سمجھیں جیسا کہ اب افواہا سا جاتا ہے کہ ہی نماز لوگ کہتے ہیں کہ جنازہ تو ورد ہوگیا نماز کی کیا حاجت ہے اور نیز ایک رات پہرہ دینے سے ایک شخص بخشا گیا تھا ہم بھی کوئی ایک کام کرلیں گے اور بخشے جاوینگے سو یہ انکا زعم بالکل نادرست اور غلط ہے کیونکہ جنازہ تو گناہ کا فکارہ نہیں ہے اور میتیاز جو اپنے آپکو گناہگار جانتا ہے کافر نہیں سخت گناہگار تو ہے اور گناہگار مسلمانوں کا دوزخ میں مدت سات ہزار برس تک عذاب پانا اور بعضے گناہگاروں کا ستر ہزار برس تک معذب رہنا وہیں

ہیں آیا ہے کمافی ترجمۃ الشیخ المحدث الدہلوی پس بے نماز مسلمان کا اگر جنازہ روا ہوا تو گناہگاری کا عذاب تو باقی ہے اور وہ شخص صحابی جو ایک اسکے پہرہ دینے سے بخشا گیا اول تو اسکا نماز ہونا صریح حدیث میں مذکور نہیں ہے دوسرا اسکی بخشش کی شہادت تو شارع علیہ السلام نے ادا فرمائی تھی اسکے بے نماز لوگوں کی بخشش کسکی شہادت سے ثابت ہو تیسرا ایک رات بہر لشکر اسلام کا مقابل عسکر کفار کو پہرہ دینا تھوڑا سا کام نہیں ہے بلکہ یہ ایک کام ہے بڑا عمل اور بہاری ثواب کا موجب ہے جیسا کہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من قاتل فی اللہ فواق ناقۃ یعنے جس نے دو دہنی اونٹنی کے مقدار تک جو بہت تھوڑا وقت ہے اللہ تعالی کے رستہ میں جنگ کیا شہید ہوا یا نہ ہو زخمی ہوا یا نہ ہو فقد وجبت لہ الجنۃ پس بیشک واجب ہوا ہے اسکے لیے بہشت الحدیث سے ثابت ہوا کہ قتال خدا کے رستہ میں بڑا بہاری عمل نیک ہے اور خود پہرہ دینا رات بہر لشکر اسلام کا مقابلہ کفار میں گویا اپنی جان کو خدا کی راہ میں نثار کرنا ہے تو یہ ایک ہی عمل نجات کے لیے کافی ہے اور سب گناہوں کا کفارہ جیسا کہ ترجمہ مشکوۃ میں ابن عائذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے نیچے شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں تو اب فی زمانہ یہ سمجھنا کہ ایک نیک عمل سے نجات ہو جاویگی نماز کی کچھ حاجت ہی نہیں سراسر غلطی اور نادانی ہے بلکہ نماز تو در اصل مسلمانی کا بڑا بہاری رکن رکین اور فرض مدت العمری ہے اور ترک نماز عمداً خواہ ایک ہی فرض تہ ہو گناہ کبیرہ ہے عام مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کی نظر سے کچھ آیات و احادیث فضائل نماز اور قباحت سخت گناہ ہونے بے نمازی کے لکھی جاتی ہیں تاکہ مسلمان بھائیوں کو نماز کیطرف رغبت اور بے نمازی سے نفرت حاصل ہو یہ امر بہت ظاہر ہے کہ دین اسلام میں عمدہ طور سے یعنے ٹھہرا کر اور فرضوں کو باجماعت نماز ادا کرنیکا حکم آیا ہے بلکہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی بار بار تعالے فرمان فرمایا ہے وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى یعنے حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا اور دل قائم کر اسکی نماز پر ہم نہیں مانگتے تجھ سے روزی ہم روزی دیتے ہیں تجھ کو اور بہلائی آخرت کی پرہیزگاروں کے واسطے ہے فالذکر اور خاوند غلام سے کرواتے ہیں وہ خاوند بندگی چاہتا ہے روزی آپ دیتا ہے کذا فی موضح القرآن پس جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے قائم رکھنے کا حکم فرمایا تو اوروں کے لوگوں کو بہت ہی تاکید سے نماز کے قائم کرنیکا حکم ثابت ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کی برکت سے بے تکلف روزی ملتی ہے اور یہ بھی مشہور ہے الصلوٰۃ مفاتیح الرزق یعنے نماز بیگانہ رزق کے خزانے کی تالی ہے پس ثابت ہوا کہ بے نماز

ہونین برق کی تنگی ہوتی ہے اور صحیح حدیثون مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز کی تاکید فرمائی ہین صحیح مسلم مین ہی کہ آپ نے فرمایا ہے اَلصَّلٰوۃُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَۃُ اِلَی الْجُمُعَۃِ وَرَمَضَانُ اِلَی رَمَضَانَ مُکَفِّرَاتٌ لِمَا بَیْنَھُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْکَبَائِرُ یعنے پانچ وقتی نماز اور جمعہ کی نماز جمعہ تک اور روزہ رمضان کے دوسرے رمضان تک درمیان کے گناہون کو مٹا دیتے ہین جب کبیرہ گناہون سے بچا جاوے یعنے صغیرے گناہ عبادتون سے بخشے جاتے ہین ہر کبیرے گناہون مین تخفیف ہو جاتی ہے اور اگر عبادت کرنیوالے کو گناہ نہ ہون تو ان سے اسکے درجہ بڑھ جاتے ہین کذا فی ترجمہ الشیخ الدہلوی اور امام احمد و ترمذی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لائی ہین صَلُّوا خَمْسَکُمْ وَصُوْمُوْا شَھْرَکُمْ وَاَدُّوْا زَکٰوۃَ اَمْوَالِکُمْ وَاَطِیْعُوْا اِذَا اَمَرَکُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّۃَ رَبِّکُمْ یعنے پانچوقتی نماز پڑھو اور رمضان کے روزے رکھو اور مال کی زکوۃ دو اور اپنے حاکم کے جب نیک کام کا حکم کرے تو فرمانبرداری کرو خدا تعالی کی بہشت مین داخل ہو جاؤ گے سوا اسکے اور حدیثون مین بھی نمازون کی بہت فضیلتین اور برکتین بیان فرمائی ہین جیسا کہ شیخ شہاب الدین احمد عسقلانی معروف بابن حجر شارح صحیح بخاری رسالہ منہیات مین لائے ہین کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ فِیْھَا عَشْرُ خِصَالٍ زَیْنُ الْوَجْہِ وَنُوْرُ الْقَلْبِ وَرَاحَۃُ الْبَدَنِ وَاُنْسٌ فِی الْقَبْرِ وَمَنْزِلُ الرَّحْمَۃِ وَمِفْتَاحُ السَّمَاءِ وَثِقْلُ الْمِیْزَانِ وَمَرْضَاتُ الرَّبِّ وَثَمَنُ الْجَنَّۃِ وَحِجَابٌ مِنَ النَّارِ وَمَنْ اَقَامَھَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ یعنے نماز دین کا ستون ہے اور نماز کی عمدگی سے دس خوبی ملتی ہے نماز کے مونہہ پر زینت ہوتی ہے اور دل روشن ہوتا ہے اور بدن مین آرام رہتا ہے اور قبر مین دل کو چین رہتا ہے اور رحمت اترتی ہے اور کنجی آسمان کی یعنے رزق کی ہے اور میزان مین بھاری ہوتا ہے اور حقتعالی کی خوشی حاصل ہوتی ہے اور بہشت کی قیمت اور دوزخ سے پردہ ہے جس نے نماز کو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا جس نے نماز نہ پڑھی دین کو گرا دیا۔ یہانتک ترجمہ ہے الحمد للہ کہ ہمکو اور نماز کی تحویل نے ادا کرنیکی حالت مین بخت وعید اور عذاب سے ڈرایا گیا ہے جیسا کہ قرآن مجید مین فرمایا ہے فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلٰوتِھِمْ سَاھُوْنَ یعنے بیخبر ہی ہے ان نمازیون کی جو اپنی نماز سے بیخبر ہین فَاَلٌ یعنے ضرور کہتے ہین جاکر کذا فی موضح القرآن تفسیر فتح العزیز مین بہت حدیثون سے ویل عذاب کی سختی کا بہکر گنہگارون کے لیے ایک جاری نہر جس مین زرد آب بدبودہ زخمیون کا جاری ہوگا

اور نماز قضا کر نیوالون کو وہ بدبو زرد آب دوزخیون کا پلایا جاویگا ویل کی مراد لکھی ہے اللہ تعالی سب
مسلمان بھائیون کو اس عذاب سے نجات بخشے اور اپنے مذہب کے موافق پابندی صلوۃ یعنی حنفی مذہب
والا اہل اسلام نماز مین ناف کے نیچے ہاتھ باندہین اور رفع دین نہ کرین اور آمین آہستہ کہین اور امام
کے پیچھے الحمد نہ پڑہین اور پابندی مذہب کی ضروری ہے جیسا کہ رسالہ ہذا کی توضیحات ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و
۱۳ مین درج ہے اور ایسا ہی صحیح حدیثون مین نماز کی بے خبری مین وعیدین آئے ہین چنانچہ امام مالک
اور امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خمس
صلوات افترضهن الله تعالى من احسن وضوهن وصلاهن لوقتهن واتم ركوعهن
وخشوعهن كان له على الله عهد ان يغفر له ومن لم يفعل ذلك فليس له على الله
عهد ان شاء غفر له وان شاء عذبه یعنے پانچ نماز حقتعالی نے مسلمانون پر فرض فرمائی
ہین جس نے اچھی طرح سے وضو کیا اور وقت پر ادا کین اور رکوع اور سجود عمدہ طور سے ٹہیرا کر کیا تو
اسکا اللہ تعالی سے عہد ہو چکا کہ وہ بخشدیگا اور جس نے نماز عمدہ طور پر ادا نکی یا عمدًا قضا کردی
تو اس سے عہد کوئی نہین اگر خدا چاہے تو بخشے اگر چاہے تو عذاب کرے علماء دین لکھتے ہین کہ حدیث سے
ثابت ہے کہ ترک نماز کفر نہین ہے گناہ کبیرہ ہے قابل بخشش الہی کے کذا فی ترجمۃ الشیخ الدہلوی اور امام
احمد اور دارمی اور بیہقی سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایکدن نماز کا ثواب بیان کرکے فرمایا
من حافظ عليها كانت له نورا وبرهانا ونجاة يوم القيامة ومن لم يحافظ عليها
لم تكن له نور ولا برهان ولا نجاة وكان يوم القيامة مع قارون وفرعون و
هامان وأبي بن خلف یعنے جس نے نماز دنیا عمدہ طور سے ادا کرنیکی نگہبانی کی تو نماز کی برکت
سے ہوگا اسے نور اور دلیل اور عذاب سے چھوٹنا قیامت کا دن اور جس نے عمدہ طور سے نہ پڑہی تو اسے
قیامت کے دن نہ نور ہوگا نہ دلیل اور نہ خلاصی عذاب سے اور ہوگا یہ شخص قیامت کے دن قارون
فرعون ہامان اور ابی بن خلف یعنے کافرون کے ساتھ دوزخ مین عذاب کیجاویگا فرق اتنا ہے کہ کافر
لوگ ہمیشہ دوزخ مین رہین گے اور یہ شخص گنا ہون کے عوض عذاب اٹہا کر پھر دوزخ سے نکالا جاویگا کذا
فی ترجمہ الشیخ الدہلوی پس ثابت ہوا کہ نمازون کا عمدہ طور سے نہ ادا کرنا سبب عذاب دوزخ کا ہے اور سوا
اللہ جس نے کبھی نماز نہ پڑہی تو وہ سخت گنہگار اور لائق عذاب شدید کے ہوا جان بوجہ کر ایک نماز کا

ترک کردینا گناہ کبیرہ حدیثون مین آیا ہے اور جس نے ہمیشہ نماز ترک کی وہ تو اس قدر گناہ کا مرتکب ہوا کہ بیان نہین ہوسکتا
اگر ایسا ترک کرتا کرتا مرگیا تو ایمان ہی جاتا رہیگا پس سیواسطے حضرات ائمہ مجتہدین نے دلائل شرعیہ
سے استنباط کرکے نماز کے تارکون کیواسطے بہت سزائین دنیا مین ہی تجویز کی ہین تاکہ لوگون کو عبرت ہو
درمختار جو نہایت درجہ کی معتبر کتاب ہے اور فتح القدیر اس مین لکھتے ہین وَیُکَفَّرُ جَاحِدُهَا لِثُبُوتِهَا
بِدَلِیلٍ قَطْعِیٍّ وَتَارِکُهَا عَمْدًا تَهَاوُنًا اَیْ کَاسِلًا فَاسِقٌ یُحْبَسُ حَتّٰی یُصَلِّیَ وَقِیْلَ یُضْرَبُ
حَتّٰی یَسِیْلَ مِنْهُ الدَّمُ وَعِنْدَ الشَّافِعِیِّ یُقْتَلُ بِصَلٰوةٍ وَاحِدَةٍ حَدًّا اور ردالمحتار علی
الدر المختار مین جو مقبول العرب والعجم کتاب ہے لکھا ہے قولہ وَقِیْلَ یُضْرَبُ قَائِلُهُ الْاِمَامُ الْمُجْتَهِدُ
رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنِ النَّبِیِّ وَظَاهِرُ الْهِدَایَةِ اَنَّهُ الْمَذْهَبُ وَقَالَ اَصْحَابُنَا فِیْ جَمَاعَةٍ مِنْهُمُ الزُّهْرِیُّ
لَا یُقْتَلُ بَلْ یُعَزَّرُ وَیُحْبَسُ حَتّٰی یَمُوْتَ اَوْ یَتُوْبَ قَوْلُهُ وَعِنْدَ الشَّافِعِیِّ یُقْتَلُ وَکَذَا عِنْدَ
مَالِكٍ وَاَحْمَدَ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی یعنے منکر نماز کا کافر ہوجاتا ہے اور سستی سے نماز چھوڑنیوالا گنہگار
مرتکب کبیرہ کا ہے امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک قید کیا جاوے تا نماز پڑہنی شروع کردی اور ایک
قول ہے کہ ایسا مارا جاوی کہ اسکے بدن سے لہو جاری ہو اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد حنبل
رحمہم اللہ کے نزدیک ایک نماز کی سستی سے ترک کرنیسے قتل کیا جاوے پس ہمارے حنفی مذہب مین یہ حکم
ہے کہ تارک نماز کو تعزیر کے طور پر مارا بہی جاوی اور قید بہی کیا جاوی جبتک نماز پڑہنی نہ شروع کرے جب تک مالک حقیقی
کا حکم نہین مانتا تو اپنے دنیاوی کام بہی نکرے اور دم بہی نہ لے جب توبہ کرے چہوڑا جاوی حضرت شیخ
سعدی شیرازی فرماتے ہین بیت وہش مدہ آنکہ بے نماز ست ٭ گرچہ دہنش زنقاره بارست ٭
کو فرض خدا نیگزارد ٭ از قرض تو نیز غم ندارد ٭ یعنے بیناز اگر ہو کہ سو تر جاوی اسے قرض نہ دے
کیونکہ خدای پاک کا فرض ادا نہین کرتا تیرا قرض کیونکر ادا کریگا اور حدیث بخاری و مسلم و مؤطا امام
مالک وغیرہا مین آیا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بخدا میرا ارادہ ہے کہ لکڑیان جمع
کراؤن پہر نماز کی بانگ کہلواؤن پہر کسی صحابی کو امام بناکر خود ان لوگون کیطرف جاؤن جو نماز کیلیے
بے عذر حاضر نہین ہوئے پہر ان کو گہر بار کو انکے سمیت آگ سے جلاؤن کذا فی ترجمہ شیخ المحدث المحقق
الدہلوی اب غور کرو کہ حضرت شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین جو اپنی امت سے نہایت درجہ کے
غمخوار ہین نماز کے باجماعت نہ ادا کرنے سے اسقدر ناراض اور نماز مین سستی کرنیوالون سے بیزار ہین تو

انکو آگین جلا دینگو طیار ہین اور واضح رہے کہ مردون کو نماز باجماعت پڑہنے کا حکم ہے اور حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمان سعادت نشان مین عورتین جماعت کے لیئے مسجد مین آیا کرتی تہین اور آپ روا رکھتے
تہے کہ ان کو تعلیم احکام شرع کے بہی حاجت تہی اور آپ کی برکت سے کسی فتنہ اور خرابی کی امید نہ تہی اور
اوپر ہیبت داب کے انتہا پہر آپکے بعد جب احکام مشہور ہوگئے اور نیز ویسا خوف اور ڈر نہا تو عورتون کو جماعت
کے لیئے مسجدون مین آنیسے روکا گیا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ جب عورت کی جماعت مین آنے سے احتمال فتنہ
کا ہو تو ہرگز نہ آوے چنانچہ ترجمہ محدث دہلوی مین اسکو بخوبی لکہا ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہما
کی حدیث مین ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا ہے کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دیکہتے
اسچیز کو کہ ظاہر کی عورتون نے البتہ منع کرتے انکو جیسا کہ منع کی گئین عورتین بنی اسرائیل کی اور حضرت
ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے کہ منع کیا عورتون کو نکلنے سے مگر ڈیہون کو کپڑے میلے پرانے
مین حاصل یہ کہ عورتین بڑہیان نہیں بناؤ سنگار اور خوشبو کے مسجد مین جاوین تو جائز ہے اور جوانون کو جائز
نہین اور ہر وقت مین عورتین واسطے تعلم احکام کے جاتی تہین اور اب چندان حاجت نہین کیونکہ احکام دین
کے مشہور و معلوم ہین کذا فی مرقاۃ حق ناقل عن الملا علی قاری و الشیخ المحدث الدہلوی رحمہما اللہ تعالی
اور حدیث ابوداود وغیرہ مین وارد ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت کی نماز گہر کے دالان
مین بہتر ہے انگنی سے اور نماز اسکی کوٹہری مین بہتر ہے کہلی مکان مین سے کذا فی المشکوۃ شیخ محدث دہلوی
اور مولانا علی قاری علیہما رحمۃ الباری الحدیث کے نیچے لکہتے ہین عورت کو پردہ کرنا لازم ہے اسلیے
نماز بہی اسکی پوشیدہ بہتر ہے نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ مین لکہا ہے اور روایت کی ابن عبدالبر
نے تمہید مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر آدمیون منع
کرہ عورتون کو زینت کے پہننے سے اور آرایش کے دکہانیکو راہ سے مسجد مین جانیسے کیونکہ نہین لعنت
کیگئی بنی اسرائیل یہانتک کہ نکلی عورتین انکی دکہانیکی راہ سے مسجدون مین اور صحیح یہی ہے کہ اس زمانہ
مین خصوصاً ملک ہند مین احتیاط اور تقوی اور مقتضای دینداری یہ ہے کہ گہر مین اپنی عورت نماز
پڑہے اور باہر نہ نکلے اور منع کی جاوے نکلنے سے اور اسپر قوی ہے انتہے اور جمعہ کی جماعت کی بابت تو
عورتون کو خود حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خارج فرمایا یعنے کہ عورتون پر جمعہ فرض ہے نہین جیسا کہ مشکوۃ شریف
مین حدیث ابوداود و بیہقی و دارقطنی سے لائے ہین بس سخت افسوس ہے ان غیر مقلدون سے جو اکثر

فی ظہر الجمعۃ سے مین خالع ہو جاتا ہے اللہ تعالی قبول کرے ۱۲ منہ عفی عنہ

جوان عورتوں کو جماعتوں میں اور نیز دیہات میں جمعہ کی ہجوم کرکے عورتوں کو بے پردہ مردوں سے شامل کرتے ہیں اور فتنہ فحش سے نہیں ڈرتے ہیں نعوذ باللہ رب العلمین اللہ تعالی سب کو سیدھے رستہ پر چلائے اور چھوٹے بڑے گناہوں سے بچائے آمین یا رب العالمین ان مسائل ناکید نماز کی علاحدہ چھپکر مشتہر ہونے سے مسلمانوں کو بہت فائدہ ہوگا اور حاکم حق پرست کی نیکنامی زیادہ ۵ جنوری ۱۸۹۳ء کو فیصلہ مسئلہ نماز جنازہ مسلمان بنماز ہوگیا تھا کہ روا ہے پھر ۶ جنوری کو علماء غیر مقلدین رحمہ کے سب جلسہ کے لیے حاضر ہوئے اور ۷ جنوری کو مناظر مقلدین کیجانب سے یہ عرضی سرکار والا میں پیش ہوئی جناب عالی فقیر کی طبیعت آج علیل ہے لہذا اطلاعاً گذارش ہے کہ فقیر کو آج کی حاضری مباحثہ سے معاف فرمایا جاوے فقط والدعا عرضی فقیر عبد الرحمن ساکن لکھنو کے پھر ۸ جنوری کو مناظر مقلدین نے اپنے گروہ سے مولوی عبد العزیز ساکن بگے تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور کو اپنی عرضی کے ذریعہ سے اپنا قائم مقام مباحثہ میں مقرر کیا اور مناظرہ شروع ہوا مولوی عبد العزیز نے مناظر مقلدین سے پوچھا کہ تقلید شخصی کے معنے جسکو آپ واجب کہتے ہیں مفتی صاحب نے جواب دیا چار مذہب سے ایک خاص مذہب کی تقلید کو واجب کہتا ہوں مولوی عبد العزیز صاحب نے اعتراض کیا کہ یہ معنی غلط ہیں اور خلاف اصطلاح علما اور صحیح معنے تقلید شخصی کے یہ ہیں مانا قول شخص معین کا بلا دلیل جیسا کہ علم اصول میں مقرر ہوچکا ہے مفتی صاحب نے جواب دیا کہ پہلے معنی کے غلط ہونے پر قرآن یا حدیث سے دلیل بیان کرو کیونکہ تمنے اصل موضوع نمبر اول میں الزام کر رکھا ہے کہ سوائے قرآن اور حدیث کے کوئی اور دلیل پیش نہ کیجاوے گی پھر مولوی عبد العزیز نے جواب دیا کہ لفظوں کے معنے اور صطلاحات کی بیان کے واسطے یہ الزام نہیں کیا گیا آپ کیطرف سے بھی معانی الفاظ کے لغت اور علوم سے بیان ہوچکے ہیں اسپر مفتی صاحب نے یہ اعتراض کیا غلطی کی دلیل بیان کرنی اور بات ہے اور ایک لفظ کے معنی بیان کرنے دوسری بات ہے استدلال میں سوائے قرآن اور حدیث سے کچھ اور پیش نہ کرنا چاہیے پس آپنے جو ان معنے کو غلط بنایا تو کس آیت یا حدیث کی سند اور دلیل سے شام تک مولوی عبد العزیز کی طرف سے اسکا جواب ملا اور مباحثہ کے کاغذوں میں مولوی عبد العزیز کی سکوت لکھی گئی پھر ۱۳ جنوری تک بسبب شریف آوری جناب صاحب کمشنر بہادر لاہور کے مباحثہ ملتوی رہا ۱۴ جنوری کو مولوی عبد القادر برادر چچازاد مولوی محی الدین صاحب کا اور مولوی قمر الدین ساکن روڈ قائم مقام مباحث

غیر مقلدین سے پوچھا گیا کہ آپ تقلید شخصی کو جائز جانتے ہین یا ناجائز جواب تقلید شخصی ناجائز ہے کیونکہ قرآن اور حدیث سے ثابت نہین فتح الدین سان روڈی العبد العلل عبدالقادر عفی عنہ اسپر مفتی صاحب نے سوال کیا کہ آپ دین محمدی کی تابعداری کو کیا جانتے ہین دونو مولویون نے جواب دیا کہ دین محمدی کی تابعداری کو ہم فرض سمجھتے ہین پر مفتی صاحب نے کہا کہ آپ پانچوین اصول موضوعہ دین مان چکے ہین کہ ہر ایک مذہب کو مذہب اربعہ مین سے دین کہا جاتا ہے مقلد مذہب کو حق مین تو اب ایک مذہب کی تابعداری آپکے اقبال سے ضروری ہوئی کیونکہ وہ دین ہے جواب جو قول و فعل مخالف قرآن و حدیث کے نہ ہو وہ دین محمدی ہے اور جو مذہب اربعہ مین اکثر آپس مین کئی جگہ مخالفت رکھتے ہین آپس مسائل مختلف فیہا دین نہین ہو سکتے بلکہ دین وہی ہوگا جو موافق ہوگا اور دین مذہب اربعہ پر بھی بولا جاتا ہے مگر بشرط بالا دوم یہ کہ پانچوین اصول مین لفظ دین کا عام فلسا ہے اور بیان بعید محمدی اور آپکے سوالات سے تقلید شخصی کا ثبوت مدنظر معلوم ہوتا ہے حالانکہ تقلید شخصی آپکے نزدیک واجب ہے اور معنی اسکے اتباع ایک مذہب کا مذہب اربعہ مین سے ہے ہمارے نزدیک تقلید شخصی واجب نہین اور آپکے معنے بھی بیان کیے ہوئے درست نہین کیونکہ کتب اصول مثلاً مسلم الثبوت وغیرہ مین تقلید شخصی کے معنے اتباع ایک شخص کا بلا سند ہو کتابون مین دیکھ لیجیے تو بہر کیف آپ پر لازم ہو کہ وجوب تقلید شخصی کا ثبوت کتاب اللہ اور حدیث سے پیش کرین اور انہو معنے کی سند کسی اصطلاح یا لغت سے دکھا دین جواب الجواب مفتی صاحب جو معنے تقلید مین محمدی ہین تو ظاہر ہے کہ دین سے مراد اصل موضوع ہمارے دین محمدی ہے دین یہود و نصاری مراد نہین ہے جسکے مذہب خاص کو آپنے دین تسلیم کیا تو بقول آپکے اتباع مذہب خاص کا فرض ہوا اور آپکا یہ قول کہ اختلاف کو دین محمدی نہین کہا جاتا ہے اصول موضوعہ سلمہ اپنے سے انکار ہے اور اقرار سے فرار ہے اور وجوب تقلید کے جو ہم قائل ہین اس سے ہماری مراد اتباع مذہب خاص ہے مذہب اربعہ سے نہ کسی اور معنے سے پھر مفتی صاحب نے حدیث بیان کی اَلْعِلْمُ ثَلٰثَةٌ اٰيَةٌ مُحْكَمَةٌ اَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ اَوْ فَرِيْضَةٌ عَادِلَةٌ یعنے علم تین ہے ایک آیت محکم دوسری حدیث ثابت تیسری فریضہ عادلہ جو عبارت ہو اجماع اور قیاس سے آپ کو یہ تینون منظور ہین یا نہین مولوی عبدالقادر صاحب کے جواب دیا یہ تینون امر منظور ہین اور فریضہ عادلہ کے معنے یہ ہین کہ مستنبط قرآن اور

حدیث سے ہو سو اسپر مفتی صاحب نے پوچھا کہ یہ فریضہ عادلہ عین قیاس اصطلاحی ہے یا غیر قیاس
مولوی عبدالقادر بولے غیر قیاس ہے پھر مفتی صاحب نے کہا کہ آیت اور حدیث اور تیسرا جسکو
آپنے استنباط کہا ہے یعنی نکالنا احکام کا فکر کے ساتھ جیسا کہ امامان مجتہدین نے کیا ہے جو
غیر کتاب اللہ اور حدیث کا ہے آپکو منظور ہے یا نہیں مولوی عبدالقادر اور قمرالدین نے کہا کہ
استنباط عین آیت اور حدیث کا ہو دلیل پکڑنے میں اسپر مفتی صاحب نے کہا کہ آپ کی طرف کے
دوسرے علما سے بھی پوچھا جاتا ہے کہ استنباط عین آیت اور حدیث کا ہے یا غیر ہے تو جگہ سرکار
والا دوسرے علما غیر مقلدین سے پوچھا تو سب نے بیان کیا کہ غیر ہے تب دونو قائم مقام مباحث
یعنی مولوی عبدالقادر و قمرالدین نے محفل مناظرہ میں اقرار کیا کہ ہم نے اس میں غلطی کی ہے
استنباط اصل میں آیت و حدیث کا غیر ہے عین نہیں ہے عبدالقادر قمرالدین اسپر مفتی
صاحب نے کہا کہ اول آپکا دعوی تھا کہ آیت اور حدیث کے سوا تیسری دلیل کوئی نہیں اب آپکی کلام
سے ہی ثابت ہو گیا کہ فریضہ عادلہ یعنے قیاس مجتہد بھی شریعت میں تیسری دلیل ہے جس سے سند
پکڑی جاتی ہے ۱۵ جنوری کو مباحثہ نہ ہوا ۱۶ جنوری کو مفتی صاحب نے پوچھا کہ جو مسئلہ چار
مذہب کا اتفاقی ہو وہ آپکو منظور ہے یا نہیں جواب ملا مسئلہ متفقہ مذاہب اربعہ کا ہمکو منظور
ہے اور جو مسئلہ اصحی ہو وہ بھی منظور ہے اور جو مسئلہ امام اپنی رای سے بیان کریں وہ بھی منظور ہے
مگر برابر قرآن اور حدیث کے تصور نکیا جاویگا مذہب کے سنے رہسنے کی ہیں حق دائر ہے درمیان
چار مذہب کے اسپر مفتی صاحب نے کہا کہ اب آپکو بحسب اقرار اپنے کے رای مجتہدین کا ماننا ضرور
پڑا پھر ان میں سے بھی ایک مجتہد کا کیونکہ آپنے اقرار کیا ہے کہ حق دائر ہے چار دن مذہب کے
درمیان پس وہ مذہب جو حق ہے بحسب اپنے گمان کے تو اسکا اتباع واجب ہوا ان اربعہ میں سے
اس تقریر کے بعد سرکار والا کیطرف سے یہ سوال پیش ہوا کہ یہ بات فریقین کو منظور ہے دونو
فریق نے جواب دیا کہ ہم کو منظور ہے اور اپنے اپنے دستخط کر دیے جو کہ یہ ہیں

العبد قمرالدین ساکن رودکی — العبد محمد عبدالعزیز ساکن بجنور — العبد فقیر نور احمد ساکن لکھنؤ
العبد ولی محمد جالندھری — العبد اسمعیل — العبد عبدالقادر ساکن لکھنؤ کے۔ انجمن بابت
نے گفتگو کا یہ نتیجہ نکالا تقلید شخصی واجب ہوئی ہر مسلمان کو لازم ہے کہ سب مسائل میں اپنے

امام کا اتباع کرے تو ضیح اس سوال وجواب مین مناظر مقلد نے بڑی متانت سے حریفون کو ساکت اور لاجواب کرے وجوب تقلید ایک مجتہد پر انکے دستخط کرا لیے گویا مسلہ تقلید کا بھی بالاتفاق جب منشای مقلدین ختم ہوا مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ضیق وقت یا شاید کسی اور غرض سے تین امر کی فروگذاشت رہی ہے پہلا یہ کہ تقلید شخصی کے معنے مین تکرار رہا یعنیکہ حنفی صاحب مناظر مقلد نے چار مذہب مین سے ایک مذہب خاص کی تقلید کو تقلید شخصی بیان کیا اور غیر مقلدین نے تقلید شخصی کے معنے مانا قول شخص معین کا بلا دلیل ابیان کرکے پہلے معنے کو غلط بنایا اور اسکی غلطی پر کوئی دلیل پیش نکی اور نہ مناظر مقلدین نے ان معنی کی مراد اور صحت کو شرح بیان کیا تاکہ خرخشہ رفع ہوتا حالانکہ ان دو معنون کا مرجع اور مآل ایک ہی ہے کیونکہ ماننے قول شخص معین اور چار مذہب سے ایک مذہب معین کی تقلید مین کچھ فرق نہین شخص معین جو امام مجتہد ہے ائمہ اربعہ مین سے اسکا قول ان لینا یا اسکے مذہب کی تقلید کرنی ایک ہی بات ہے اگر کوئی کہے کہ حنفی مذہب مین امام صاحب کے دو نوٹر بڑے شاگرد اور امام زفر علیہم الرحمۃ بھی شامل ہین تو جواب اسکا یہ ہے کہ گو مسائل مذہب حنفی مشورہ جمیع فقیہ علمائے ثابت ہوئی ہین کما بین فی موضوعہ وسیاتی بیانہ فی ہذہ الرسالہ مگر آپکے سب شاگرد امام صاحب کے ہی قولون پر اخذ کرکے کہ چلتے تھے اور اپنی طرف سے کوئی قول انکا مذہب حنفی مین شامل نہین ہے جیسا کہ اسکا ثبوت معتبرات سے اخیر بار ہوین توضیح کے منقول ہوگا تو فی الواقع صاحب مذہب کے امام صاحب ہی ہین اور سب آپکے شاگرد آپکے ہی متبع ہین اسلیے اس مذہب کا نام حنفی رکھا گیا نہ کہ یوسفی یا محمدی یا زفری پس محقق ہوا کہ حنفی مذہب کی تقلید اور تقلید شخصی یعنے امام صاحب کے تقلید ایک ہی بات ہے البتہ اس مین شک نہین ہے کہ غیر مقلد لوگ بلا دلیل مانتے قول شخص معین کو خواہ وہ مجتہدین دین سے ہو مثل تقلید ارباب ہوا کے شرک اور حرام جانتے ہین جیسا کہ انکی امام ابن حزم اور قاضی شوکانی وغیرہما اپنی تصانیف مین لکھ گئے ہین اسلیے یہ لوگ مقلدون پر دردہم برہم ہوکر اپنی رائے نفسانی اور اتباع ہوا کو اتباع سنت نام رکھکر ایسے اشعار وغیرہ مشتہر کر رہے ہین ؎ ساقیا سنت پرستم بلے ۔ از غم تقلید رستم بلے ۔ بین سنت گشت بدعت منفعل ۔ بر خرد ہا شیشۂ بستم بلے ۔ سبحۂ یاران کم از زنار نیست ۔ رشتہ را از

ہم ستم پیلے ✤ تیستم نواب پردای خرد ✤ بندہ ایزد پرستم پیلے ✤ ہوس امت حدیث از لب جانان مددی ✤ مددای طالع صدیق حسن خان مددی ✤ نمرہ رای درافتاد بار باب سنن ✤ شیخ سنت مددی قاضی شوکان مددی ✤ انتہی علی ہذا القیاس بہت زباندرازیان کرکے علماء اہل سنت بلکہ اکابر امت کو کافر مشرک مدعتی بلکہ یہ ہے ہین اور فی الحقیقت خود شریعت مین بالکل رسائی نفسانی اور ہوا کو دخل دیکر عقل اور نقل دونو کے برخلاف چلتے ہین جیسا کہ نہیں نواب صاحب بہادر کے مسائل اجتہادیہ کو بطور نمونہ رسالہ عروۃ المقلدین مین لکھہ چکا ہون اور اس رسالہ مین بھی بارہا ہون توضیح مین کچھ ذکر کرون گا الغرض یہ لوگ نہین جانتے ہین کہ ہم کس شخص سعید کا قول بلا دلیل مانتے ہین صاحب عقل پر پوشیدہ نہ باند ہو بلکہ عقل خداداد سے بروی شرعی دلائل ثابت ہوتا دیکھہ لو کہ مجتہد مقبول کا قول مستنبط قرآن یا حدیث سے یا مستند اجماع امت تو خود دلیل ہے اولہ شرعیہ سے پس اسکے ماننے مین کیا قباحت ہے بلکہ اسکو نہ ماننا خلاف قرآن وحدیث کے جاننا سخت جہالت ہے دین اسلام مین چارون مجتہد مقبول اہلسنت و جماعت امامان دین ہی ہین اور سب سے پہلے اور سبق حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہم تو وہ مجتہد مقبول ہین جنکے قبول اور حقیت پر قطع نظر اجماع اہلسنت ہی اصول فرق ضالہ مثل شیعہ وخوارج وغیرہما بھی دلالت کر رہی ہین جیسا کہ شمہ اسکا رسالہ ہدیۃ الشیعتین مین جو ۱۳۰۹ھ مین گیارہ سو جلد چھپوا کر بطور وقف مشتہر ہوا ہے) بیان کیا گیا ہے اور جو تیسری توضیح مین اجتہاد یعنے استنباط مجتہد کا ادلہ شرعیہ مین سے ہونا قرآن واحادیث صحیحہ کے سند سے بقدر ضرورت لکھا گیا ہے اور آگے بھی اسکا بیان آتا ہے اسمین غور کرنے سے معلوم ہو جاویگا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے قول کو سند جاننا اور سر وچشم ماننا ضروری ہے اور مقلد کا امام جب مجتہد مقبول ہے اور اسکے اقوال مستنبط قرآن یا حدیث یا اجماع سے خود دلائل قویہ وحجج غیر مین تو اب مقلد کو کیا ضرورت ہے کہ اسکی دلیل طلب کرے یہ تو وظیفہ مجتہد کا ہے ہان علماء مقلدین کو علے قدر معلوماتہم اپنے امام کے اقوال کے دلائل معلوم ہوتے ہین جو انسے پوچھے بتا دیتے ہین واللہ ہو الہادی حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی جلالت وعظمت شانکی روشن تر یہ برہان ہے کہ اکثر بلاد اسلام خصوصا حرمین شریفین

مین آپکا مذہب شہر در مقدم ہے بلکہ بورت سے شہرون مین تو آپ کا ہی مذہب اہل اسلام مین رائج ہے
جیسا کہ روم ہندوستان ماوراء النہر سمرقند اور یہی شہر ہے کہ سمرقند مین چار سو علماء کرام حنفی
مذہب امام محمد نامی اہل فتوی اور صاحب تصانیف مفیدہ و معتبرہ ایک ہی مقبرہ مین مدفون ہین جسکے
مین دوسرے نام والا عالم ہی دفنایا نہین جاتا ہے اور معتبرات مین یہ بھی منقول ہے کہ چار ہزار
عالم باوقار سے مذہب حنفی نقل کیا گیا ہے جنکے شاگردون کے شمار ہزار در ہزار تک پہونچ جاتے ہین اس
لیے حنفی مذہب مین ہزار ہا کتابین تصنیف ہوئین امام ابن حجر شافعی المذہب بعضے اماما ن دین سے
نقل کرتے ہین کہ حضرت امام اعظم اور آپکے شاگردون اور مذہب دارون سے مشکل حدیثون کے
معانی اور مسائل مستنبطہ و قضایا نوازل واحکام سے جسقدر دین اسلام کو تایید اور فائدہ ہوا ہے
کسی اور مجتہد کے مذہب سے اتنا نہین ہوا اور نیز صدہا اولیا اکبار اقطاب عظام اخیار صاحب کرامات
و کشف و کرامات حنفی المذہب گذرے ہین جنسے بعضون کے اسامی گرامی مع مختصر حالات کے مختار اور
رد المحتار کے ابتدا مین مرقوم ہین اور فقیر نے بھی رسالہ عمدۃ البیان فی اعلان مناقب النعمان مین جو
یہ اسکا نام تاریخی ہے ان اولیا اکبار کے مختصر حالات و مقالات و کرامات لکھکر لاہور کے مطبع
مصطفائی مین ۱۲۸۵ ہجری مین چھپوا کر تقسیم کیا تھا اور ماسوا انکے اکثر اولیا قادری اور سب
نقشبندی و چشتی اور اکثر سہروردی حنفی المذہب ہین کما لا یخفی علی الماہر باحوال الاکابر یہانتک
مختصر ذکر ہے اولیا کبار و علما زا مدار حنفی المذہب کا اب سنو حال بادشاہان اسلام کا جو عرب و شام
مین فرمان فرما اور شاد کام رہے خلفاء عباسیہ جنکی سلطنت اور شوکت قریب پانسو برس کے قائم رہی
انکے عہد مین اکثر قضات و مشائخ حنفی تھے اور بادشاہان سلجوقیہ و خوارزمیہ تو سب کے سب خود
بھی حنفی تھے اور انکے ملکون مین قاضی مفتی بھی سب حنفی رہے اور بادشاہان عثمانیہ سلاطین روم
بھی نو سو سال سے آجتک انکی سلطنت مین قاضی مفتی مشائخ بزرگوار حنفی المذہب ہوتے رہے اور
فی الحال بھی موجود ہین اور بادشاہان ہندوستان بھی حنفی تھے بلکہ کل ہندوستان کے مسلمان
حنفی المذہب رہے فیروز شاہ کے عہد مین فتاوی فیروز شاہی حنفی مذہب کی کتاب طیار ہوئی ابو المظفر
محی الدین محمد عالمگیر بادشاہ غازی المعروف باورنگ زیب رحمہ اللہ کو وقت مین بصرف دو لاکھ روپیہ
چالیس سے زائد علماء کبار جمع کرکے فتاوی عالمگیری یہ ملقب بفتاوای ہندیہ حنفی مذہب کی بڑی بیش

کتاب مرتب ہوی جسکی سندین عرب کی تصنیفون مین بھی لیجاتے ہین اور تمام سلطنت ہندوستان کی قلمرو
مین جو ہزار ہا کوس تک ہے سب قاضی مفتی کبار اور اولیا اور مشائخ نامدار حنفی المذہب تھے پس امام اعظم رضی
اللہ تعالی عنہ کا اسقدر قبول اللہ ہدایت اور رہنمائی مین مراتب ومناصب علیہ پر وصول شاہد عدل ہے اگر اسپر
یہ کہ آپ جناب باریتعالی کے مقرب اور مکرم اور محبوب ہین اور بحکم الحاکمین اہل ایمان کے بھی محبوب
القلوب ہین چنانچہ سورۂ مریم کے اخیر مین قرآن مجید مین فرمان ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا یعنے تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے البتہ کریگا انکے
لیے رحمان محبت تفسیر معالم التنزیل وغیرہ مین اس آیت کریمے کے بیچے مجاہد مفسر مقبول اہلسنت سے لائے
ہین یُحَبِّبُهُمُ اللّٰهُ وَتَعَالٰی وَیُحَبِّبُهُمْ اِلٰی عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنے اللہ تعالی ایماندارون نیکوکارون
کو اپنا محبوب اور پیارا بنا لیتا ہے اور انکی محبت انپر ایماندارون کے دلونمین سما دیتا ہے اور انکی تجویز مین تفسیر
معالم التنزیل وغیرہ مین موطا امام مالک رحمہ اللہ تعالی سے اسی آیت کریمے کے بیچے یہ صحیح حدیث نقل کی ہے قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ قَالَ لِجِبْرِیْلَ قَدْ اَحْبَبْتُ فُلَانًا
فَاَحِبَّهُ فَیُحِبُّهُ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِیْ اَهْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا
فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ یعنے سرور عالم صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی جب کسیکو اپنا دوست بناتی ہین تو جبریل علے نبینا وعلیہ السلام سے فرماتی
ہین کہ فلانیکو ہمنے اپنا محبوب بنایا ہے تم بھی اسکو اپنا دوست بنالو پس جبریل علے نبینا وعلیہ السلام
اسکو اپنا محبوب بنا لیتے ہین پھر آسمانون کے فرشتون مین آواز کردیتے ہین کہ حقتعالی کا فلانے
سے پیار ہے تم بھی اسے پیار کرو پس سارے فرشتے اسکو اپنا پیارا بنا لیتے ہین پھر زمین کے لوگ بھی اس
سے محبت کرنے لگ جاتے ہین یہانتک ترجمہ ہے صحیح حدیث کا اور یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم
وغیرہما مین بھی موجود ہے اور کرمانی شرح بخاری سے مجمع بحار الانوار مین لای ہین کہ حدیث سے سمجھا
گیا ہے کہ بندونکے دلون مین محبت حقتعالی کی محبت کی علامت ہے کما رأی المسلمون حسنا فھو عند
اللہ حسن انتہے اب اگر کوئی پوچھے کہ امام اعظم رضے اللہ عنہ کے مذہب کا اسقدر اشتہار اور شہرہ ہم
اولیا علما صلحا کا مقلد مذہب حنفی ہونیکا مدار اور اعتبار کس دلیل پر ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ امر
ایسا متواتر اور مشتہر ہے کہ قطع نظر صدہا دینی کتابون کی بہت تواریخون سے بھی محقق اور ثابت

ہے علما تو خود جانتے ہین مگر عام بہائی مسلمانون کے یقین دلانیکو دو تین معتبر دینی کتابون سے سند اسکی نقل کر دیتا ہون خاتمۃ مجمع البحارین جو صحاح ستہ وغیرہ حدیث کی کتابون کی نہایت معتبر شرح ہی امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی جلالت قدر عظمت ثبت مین لکھتے ہین وَيَدُلُّ عَلَيْهِ مَا يَسَّرَ اللّٰهُ لَهُ مِنَ الذِّكْرِ الْمُنْتَشِرِ فِي الْآفَاقِ فَلَوْ لَمْ يَكُنْ لِلّٰهِ تَعَالٰى فِيْهِ سِرٌّ لَمَا جَمَعَ سَنَطَ الْاِسْلَامِ عَلٰى تَقْلِيْدِهٖ یعنے اللہ تعالی نے جو آدر ہے مسلمانون کو امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی تقلید پر جمع کیا ہے اور سب مسلمانون کے زبان پر انکی تعریف جاری فرمای ہے تو اس سے بڑھکر انکی عظمت شان کی کیا دلیل ہے انتہے در مختار جو پرلے درجے کی دینی کتاب باعتبار ملکہ فقہ کی کتابون مین قطب المدار ہی اور نیز اسکے حاشیہ رد المحتار علی الدر المختار مین) جو کتاب بقول العرب والعجم ہے) لکھتے ہین فحسبک من مناقبہ الشہار مذہبہ ما قال قولا الا اخذ بہ امام من الائمۃ الاعلام وقد جعل اللہ الحکم لاصحابہ واتباعہ من زمنہ الی ہذہ الایام وقد اتبعہ علی مذہبہ کثیر من الاولیاء الکرام الخ قولہ اشتہار مذہبہ لے فی عامۃ بلاد الاسلام بل فی کثیر من الاقالیم والبلاد لا یعرف الا مذہبہ کبلاد الروم والہند وسندہ وماوراء النہر وسمرقند وقد نقل ان فیہا ثلثۃ الحمدین دفن فیہا نحو اربعمائۃ نفس کلہم یقال لہ محمد صنف وافتی واخذ منہ الجم الغفیر ولما مات صاحب الہدایۃ سمعوا دفنہ بہا فدفن بقربہا وروی انہ نقل مذہبہ نحو اثنی عشر الف نفر ولا یدان یکون لکل اصحاب ولہم حبرًا وقال ابن حجر قال بعض الائمۃ لم یظہر لاحد من ائمۃ الاسلام المشہورین مثل ما ظہر لابی حنیفۃ من الاصحاب والتلامیذ ولم ینتفع العلماء وجمیع الناس بمثل ما انتفعوا بہ واصحابہ فی تفسیر الاحادیث المشتبہۃ والمسائل المستنبطۃ والنوازل والقضایا والاحکام جزاہم اللہ تعالی الخیر التام قولہ من زمنہ الی ہذہ الایام فالدولۃ العباسیۃ وان کان مذہبہم مذہب جدہم فاکثر قضاتہا ومشائخ اسلامہا حنفیۃ یظہر ذلک لمن تصفح کتب التواریخ وکان مدت ملکہم خمسمائۃ سنۃ تقریبا واما الملوک السلجوقیون وبعدہم الخوارزمیون فکلہم حنفیون وقضاۃ ممالکہم غالبہا حنفیۃ و اما ملوک زماننا سلاطین آل عثمان ایدہ اللہ تعالی دولتہم ماکرا الجدیدان فمن تاریخ تسعمائۃ الی یومنا ہذا الا یولون القضاء وسائر مناصبہم الا الحنفیۃ قالہ بعض الفضلا انتہے پھر علامہ دیار مصر یہ مولانا سید ابن عابدین رحمہ اللہ تعالی رد المحتار مین) السند عارف صمدانی قطب ربانی

سیدی عبدالوہاب شعرانی ملکے المذہب کے) لکھتے ہین فقد قال الامام الشعرانی فی المیزان مانصہ و رایت اطول الائمۃ جدولا الامام ابا حنیفۃ ویلیہ الامام مالک ویلیہ الامام الشافعی ویلیہ الامام احمد و اقصرہم جدولا الامام داود وقد انقرض فی القرن الخامس فاولت ذلک بطول زمن العلم بہم وقصرہ فکما کان مذہب الامام ابی حنیفۃ اطول المذاہب المدونۃ فکذلک یکون آخرا انقراضا انتہی حاصل ترجمہ ان عبارتون کا وہ اوپر کی تحریر ہے اسلیے یہانپر اسکا ترجمہ لکھنا گویا تطویل لاطائل ہے الغرض فتقلید مذہب حنفی کی یعنے ماننا قول امام اعظم رضی اللہ عنہ کا بلا دلیل جو وہ خود دلیل ہے صدہا سال سے اکابر اہل اسلام اولیاء کرام وعلماء عظام وسلاطین فخام مین خصوصًا اور جمیع مسلمین مین عمومًا عرباء وعجماء الجح ہے البتہ اس تیرہوین صدی کے اخیر چند سال سے بسبب نہایت شیوع جہل وسوء ادبی وفقدان حکومت اسلامی کے ہند کے دیہات وغیرہ مین غیر مقلد لوگ ظاہر ہوگئے ہین جو اصول اہلسنت سے برخلاف چلتے ہین اور انکی خلاف وزری ادلہ شرعیہ سے قدم بقدم اور لفظ بلفظ عیان ہورہی ہے جیسا کہ انکے ردجواب کے رسائل دیکھنے والون پر اظہر من الشمس ہے اور ان غیر مقلدون کی ہی ایک شاخ فرقہ نیچریہ پیدا ہوئے ہین جنہون نے اسلام کو اصل حالت سے نکالکر کفر بنادیا ہے اور کفر کا نام اسلام رکھا ہی تقلیدات شرعیہ کو یک قلم توڑدیا ہے اور ادھر دنیا ہی دنیہ سے مطلق سونہ موڑلیا ہے نعوذ باللہ الکریم من ہذا الضلال الجسیم بعونہ تعالی ان تہلکون سے نجات ہین مقلدین ہی ہین کہ ببرکت اتباع امامان دین مجتہدین (جو فی الحقیقت یہ اطاعت باریتعالی اور اطاعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے) اتباع شیاطین اور انکے نائبون اور دجالون سے محفوظ رہے ہین اور ایسے مہلکات سے بچے اور فی الواقع وجود مسعود حضرات ائمہ مجتہدین دین کا عمومًا اور ذات بابرکات حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی خصوصًا ایسا وسیلہ نجات عظمیٰ ہے کہ جس نے انکا دامن پکڑا الفوز لہ ھُمْ قَوْمٌ لَّا یَشْقٰی جَلِیْسُہُمْ اس آخر زمان شیوع ضلالت وکفر وضلال مین یہی ایمان بسلامت لیگیا اور یہی بڑا مقصود کو پہونچنا ہے ؎ ایماں کہ سلامت بلب گور رویم ✤ احسنت زہے جستی وچالاکی ما ✤ اور یہ تقلید کیون نہ موجب ہزارگونہ سعادت وہدایت ہو جب اکابر امت مرحومہ اس قسم کی شہادتین ادا فرمارہے ہین عارف شعرانی قطب ربانی ہے اسکی میزان کبری کو مطالعہ کرنے والے اسکا یقین کرتے ہین حضرت سہل بن

عبداللہ تستری قدس سرہ سے جن کا مادر زاد ولی اور اعیان علماء و فضلا اسلام سے ہونا شہرہ آفاق ہے
منقول ہے کہ درمختار رد المحتار و ترجمہ اردو شارق الانوار وغیرہا میں لکھتے ہیں وروی الحرجانی فی
مناقبہ بسندہ لسہل بن عبداللہ التستری رضی اللہ عنہ انہ قال لوکان فی امۃ موسی وعیسے علی نبینا و
علیہما السلام مثل ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ لما تھودو ولا النصر وا یعنے حضرت سہل بن عبداللہ تستری سے
جو بڑے امام عظیم الشان اور مقتدای اسلام ہیں منقول ہے کہ فرماتے تھے کہ اگر امت موسی و عیسی
علے نبینا و علیہما السلام میں امام اعظم رضی اللہ عنہ جیسا شخص ہوتا تو وی لوگ جھوٹے دین پر قیام اور باطل
اعتقاد پر دوام نہ کرتے اور انکے علما نے جو بناوٹی باتیں دین میں داخل کردے ہیں اور انکو قبول
حق اور اتباع دین اسلام سے منحرف کردیا ہے اگر امام صاحب جیسا امین پیشوا دین ہوتا تو وہ لوگ
ایسے پیشوا کی برکت سے ان بناوٹی باتوں کو قبول نہ کرتے اور اتباع حق سے محروم نہ رہتے کیونکہ ان لوگوں
نے جو بات گھڑ لی تو اپنے قیاس و عقل اور کسا و فکر سے کیا اور جب امام صاحب جیسا شخص غزیر العلم
ثاقب الفہم قائم بالصدق عارف بالحق انکی قوم میں پیدا ہوتا تو ان لوگوں کو مہلکات سے بچا لیتا اور
واہی تباہی فہموں کو انکی عقل میں قرار پکڑنے نہ دیتا اسلیے کہ جنس کو جنس کی طرف میلان ہوتا ہے
اور اپنی قوم کے شخص کی بات اور نصیحت دل میں جلد اثر ہوتی ہے کذا فی رد المحتار وغیرہ پس بے
اندازہ شکر ہے اس منعم حقیقی کا جسکے فضل سے ہم لوگ اہل سنت حنفی مذہب میں داخل ہوئے
ارحم الراحمین کی رحمت سے ہماری نجات کا یہ ذریعہ بہاری ہے اور اسکے فضل و کرم سے بہت بڑی
امید واری ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ درمختار (جو غایت درجہ کی باعتبار ملکہ سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کی فیض و برکت کو آثار سے ہے) لکھتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے پچپن حج کیے
اور اخیر حج میں بیت اللہ شریف کے مجاوروں سے اجازت لیکر اندر داخل ہوئے اور دو ستونوں کے
درمیان کھڑے ہو کر دوگانہ نفل ادا کیا اور دونوں رکعتوں میں پندرہ پندرہ سیپارہ پڑھکر قرآن مجید
ختم کیا پھر فارغ ہو کر زاری کر کے مناجات کی کہ الٰہی ما عبدناک حق عبادتک ولکن عرفناک حق معرفتک یعنے خداوندا اس عاجز بندے نے تیری بندگی کا حق ہرگز
ادا نہیں کیا مگر تیرے ایمان اور معرفت میں جہانتک کہ مخلوقات کا امکان ہے حق معرفت کا ادا کیا
ہے بس عبادت کی نقصان کو معرفت کی کمال کی برکت سے بخشدے تو بیت اللہ شریف کے اندر سے

اک غیبی آواز آیا کہ اے ابو حنیفہ بیشک تو معرفت مین کامل ہے اور ہماری عبادت بھی تمنے اچھی کی وقد
غفرنا لک ولمن اتبعک فمن کان علی مذھبک الی یوم القیامۃ یعنے ہم نے تجکو اور
تیرے متعبدارون کو جو قیامت تک عبادت اور معرفت اور مجتہدات شرعیہ مین تیرے پیرو ہین سب کو بخشا
کذا فی رد المحتار اور قطب الاقطاب حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالی تذکرۃ الاولیا مین لکھتے
ہین آن چراغ شرع و ملت آن شحنہ دین و دولت آن نعمان ثابت حقائق آن عمان جواہر معانی و دقائق
ان عالم صفی امام جہان ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ صفت کسیکہ بہم زبانہا ستودہ باشد و بہمہ
ملتہا مقبول کرتواند گفتن ریاضت و مجاہدہا و خلوت و مشاہدہ و نہایت نداشت و در اصول طریقت
و فروع شریعت درجہ رفیع و نظری ناقد داشت و بسیار صحابہ و مشایخ را دیدہ و با امام صادق رضی اللہ عنہ
صحبت داشت و استاذ فضیل و ابراہیم ادہم و بشر حافی و داود طائی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالی علیہم بود
و بسر روضہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ و آلہ و صحبہ اجمعین رفت و گفت السلام علیک یا سید المرسلین جواب
آمد و علیک السلام یا امام المسلمین انتہے پس ایسی شہادتون سے جب ثابت ہوکہ غفار الذنوب کے فضل
سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پیرو مقلد اور سچے پیرو مغفور الامام ہین اور امام صاحب سرور عالم صلی
اللہ علیہ وسلم کے اذن سے مسلمانون کے پیشوا اور امام ہین تو ہم اہل سنت و جماعت انکی اتباع کیون نہ
کرین اور اس تقلید کو ذریعہ نجات کیون نہ جانین ھنیئا لارباب النعیم نعیمھا اللہ تعالی انلوگون
کو بھی ہدایت فرماوے جو مسلمانون مین ہوکر غیر مقلد اور موحد کہلاتے ہین اور بڑے ادبون سے نہین فرماتے
ہین حنفی مذہب مین ہونگی شکر بے ہم خاکساروں ہیوقارون سے کہان ادا ہو سکتے ہین جب حضرت
امام ابو یوسف جیسے قاضی الشرق والغرب اور حضرت مسعر بن کرام جیسے اولیا عظام یون فرما گئے ہین
حسبی من الخیرات ما اعددتہ ۔ یوم القیامۃ فی رضی الرحمن ۔ دین النبی
محمد خیر الوری ۔ نعم اعتقادی مذھب النعمان یعنے قیامت کے دن بار تعالی کے خوش
کرنے کے لیے مجھکو یہ دو نیک کام کافی ہین ایک تو دین اسلام دوسرا مذہب امام ہمام کذا فی الدر المختار
و رد المحتار وغیرہما اور یہ یقین کر لینا چاہیے کہ ائمہ اربعہ کے مقلدین اپنے اماموں کے اعتقاد اور
ادب سے ہی قیامت کو انکی شفاعتون سے بفضیم جنت سے محظوظ اور عذاب نار سے محفوظ رہین گے بہتا
اللہ سبحانہ فیما ہنالک اور بے ادب اور غیر مقلد انکی ناراضگی کے سبب غضب الہی مین گرفتار ہونگے

اعاذنا اللہ وجمیع المسلمین عن ذلک عارف شعرانی قدس سرہ الحقانی میزان کبری مین اجو مستند اہل عرب و عجم کی ہے فرماتے ہین وقد حاولت الجمع بین اقوال الائمۃ ومقلدیہم وتوجیہ کل منہما جہدی لیحبہ الاخوان من مقلدی الائمۃ الاربعۃ مین اعتقادہم بالجنان وقولہم باللسان ان سائر ائمۃ المسلمین علی ہدی ہی وہم ایانا وتسلیما وان لم یصلوا الی ذلک نظرا و استدلالا کما ہو بیانہ فی الخطبۃ ویفوزوا باخذ الائمۃ المجتہدین بیدہم فی احوال یوم القیامۃ فکل مجتہد راہ ہناک فتبسم فی وجہہ و یاخذ بیدہ بخلاف من کان بالبصد من ذلک فانہ ربما ینظر الائمۃ الیہ نظر الغضب لہوی او بہ بعہم وتعصبہ علیہم بغیر حق یعنے مینے حتی المقدور ائمہ اربعہ اور انکے اقوال مین تطبیق دی ہی کہ یہ سب طبق شترمرغ کے ہین کہ چارون کے مقلد مسلمان بہائی دل سے یقین اور زبان سے اقرار کرین کہ چارون مذہب اللہ تعالی کیطرف سے ہدایت اور حق پر ہین اور اسی ایمان اور تسلیم کی برکت سے قیامت کے دن مقلدین کو اپنے اماموں کی دستگیری نصیب ہوگی اور قیامت کی زکلیفون مین ہر مجتہد اپنے اپنے مقلد کو دیکھہ کر خندہ پیشانی سے اسکی دستگیری فرماوے گا اور غیر مقلد بے ادبون کو دیکھتے ہی غضب مین آویگا اور انکا غضب بوجب قہر الٰہی کا ہے یہہ حاصل ترجمہ ہے عبارت میزان حقانیت کا اور اس مین شک نہین کہ حقتعالی کے مقبولون اور دوستون کا ایذا دینا یا انکی سبکی کرنی خداوند ذوالجلال کو اپنا دشمن بنانا ہے صحیح بخاری مین حدیث قدسی مین آیا ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ یعنے جو میرے ولی اور دوست سے دشمنی رکھے مین اسکو جنگ سے خبردار کرتا ہون یعنی مین انکا دشمن ہون اور یہہ بھی بخاری مین حدیث قدسی ہی آیا ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے مَنْ اَھَانَ لِیْ وَلِیًّا وَبَرُوِیَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَنِیْ بِالْمُحَارَبَۃِ بخاری مین انس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا خداوند تعالی فرماتا ہے کہ جو میرے ولی کی حقارت اور ذلت کرے یا جو میرے ولی سے عداوت کرے تو اس نے البتہ میرے ساتھہ لڑائی پکڑ باندہی کذا فی ترجمہ بشارق الانوار دوسرا امر جسکی فروگذاشت کا تدارک مطلوب ہے یہہ ہی کہ غیر مقلدین کی جانب سے گفتگوے مناظرہ مین یہ دعوی تہا کہ مذہب اربعہ اکثر امور مین کئی جگہہ مخالفت رکہتے ہین پس مسائل مختلف فیہا دین نہین ہو سکتے بلکہ دین وہی ہوگا جو موافق ہوگا خلاصہ رکہا یہ ہے کہ دین مین اختلاف نہین ہوتا اور اختلافی بات دین نہین کہلاتی سو یہہ دعوی حالانکہ بلا دلیل ہے بالاطلاق غلط بہی ہے سو بسطہ کہ اختلاف دین مین دو قسم

ہے پہلا اختلاف اصول اور عقائد مین ہی جیسا کہ یہود و نصاریٰ وغیرہما اور فرق مبتدعہ سنہ اثنیعشریہ خوارج وغیرہم کے درمیان واقع ہے اور یہ بحکم قرآن و حدیث کے دین مین نار وا ہی جیسا کہ ساتوین توضیح کے پہلے اور چوتھے مقدمہ مین قرآن اور صحیح حدیثون سے اسکی ممانعت بیان کی گئی ہے یہ اختلاف اصول کا ضرور دین نہین ہے اور نہ اس مین بحث اور تکرار ہے دوسرا اختلاف فروع فقہیہ کا جو مذہب اربعہ مین بظاہر بعضے بعضے جگہ ہوا ہے اور اس مین مناظرہ ہے اسکو دین نہ جاننا اور نا روا ماننا قرآن اور حدیث سے نا واقفون کا کام ہے کیونکہ یہ اختلاف بحکم ادلہ شرعیہ روا بلکہ پسندیدہ اور زیبا ہے صحیحین اور دوسرے صحاح مین بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما آیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود بنی النضیر کے خرما کے درختون کو مقام بویرہ سے جلوایا اور کٹوایا تب یہ آیت اتری مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ یعنے جو کچھ کاٹ ڈالا تنے اے مسلمانون کوئی درخت یا چھوڑ دیا تنے اسکو کھڑا رہا اپنی جڑون پر پس ساتھ حکم خدا تعالیٰ کے ہے اور تاکہ رسوا ہون حکم سے نکلنے والے فائدہ مذہبی کے چار پانچ کوس کی ایک قوم یہود کی جنکا نام بنی نضیر تھا اول حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم سے صلح رکھتے تھے پھر کے کافر ہو ملگئے اور آپ جہان بیٹھے تھے اوپر سے چکی کا پتھر ڈالدیا اگر لگے تو آدمی مر جاوے اللہ تعالیٰ نے بچالیا آپنے مسلمانون کو جمع کیا کہ ان سے لڑین جب انپر محاصرہ ہوا وہ ڈر گئے التجا کی آپنے انکی جان بخشی اسی محاربہ مین جب وہ قلعی مین بند ہوئے آپنے حکم دیا کہ انکے باغ کا ٹو تا اس پر وہی باہر نکلین پس مسلمان کاٹنے لگے اور یہود طعن کرنے لگے کہ تمکو تو کافر جانکر مارتے ہو کیا درخت بھی کافر ہین جو انکو کاٹتے ہو بعضے مسلمانون کو شبہ ہوا کہ کاٹین یا نہ کاٹین یہ آیت اتری کذا فی موضح القرآن وغیرہ تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر کبیر اور بیضاوی وغیرہا مین لکھا ہے کہ جب مسلمان بحکم سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم درختون کو کاٹنے لگے تو یہود اسپر کہکر اٹھ کھڑے ہوا یا محمد تم نیکو کاری اور بھلائی کا دعوی رکھتے ہو کیا درختونکا کاٹنا بھی بھلائی اور صلاح ہے بلکہ یہ تو فساد فی الارض مین داخل ہے پس مسلمانون کو دلمین خطرہ ہوا اور ڈرے کہ یہ درختون کا کاٹنا کہین فساد فی الارض مین داخل نہو بعضون نے کہا کہ درخت نہ کاٹو ہماری کام آوینگے اور بعضون نے کہا ضرور کاٹو تاکہ کافرون کے دلکو غصہ لگے تب پروردگار تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ درختون کا کاٹنا بھی درست ہے اور کاٹنے والون کو بھی

کچھ گناہ نہیں ہوا بلکہ یہ اختلاف کہ بعضوں نے کاٹا اور بعضوں نے نہ کاٹا بلکہ ویسا ہی چھوڑ دیا خدا تعالیٰ کے حکم سے ہی علماء دین نے اس آیت سے اجتہاد کی جواز کی گو بحضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو) دلیل نکالی ہی یہانتک ترجمہ ہی تفسیرون کی عبارتون کا اب غور کرو کہ اس واقعہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صریح حکم تہا کہ درخت کاٹو صحابہ نے دلیل پر نظر کرکے اختلاف کیا کہ کاٹین یا نہ کاٹین بلکہ بعضون نے نہ کاٹا تو اس مجتہدانہ اختلاف کو باریتعالیٰ نے روا رکہا بلکہ اپنے اذن ہو فرمایا پس اس آیت اور صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ مجتہدین دین کا فروعی مسائل مین اختلاف کرنا باریتعالیٰ کی مرضی کے موافق اور عین دین ہی اور بروایت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صحیح بخاری مین مذکور ہی جسکا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ احزاب سے خندق سے واپس تشریف لائے اور ہتیار اوتار کر غسل فرمایا تو جبریل امین علیٰ نبینا وعلیہ السلام آئے اور عرض کی یارسول اللہ آپنے ہتیار اتار دیے بخدا ہمنے ابہی تک نہین اتارے آپ ان کیطرف چلیے آپنے فرمایا کن کیطرف جبلون عرض کی بنی قریظہ کیطرف پس آپ بنی قریظہ کیطرف نکلا انتہے مانی البخاری اور تفسیر معالم التنزیل اور مدارک وغیرہما مین سورہ احزاب کی ذیل مین لکہا ہی کہ آپ جنگ احزاب سے جب لوٹے تو آپکی خدمت مین حضرت جبریل علی نبینا وعلیہ السلام گہوڑے پر چڑہے چڑہائی آنکلے اور انکے گہوڑے کے چہرے اور زین پر راستہ کی گرد وغبار پڑی ہوئی تہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گرد وغبار کو اپنے ہاتہ سے جہاڑا اور گہوڑے کا منہ صاف کیا تب جبریل امین نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ بنی قریظہ کیطرف چلیے اور مین بہی بحکم باریتعالیٰ اوہر چلا جاتا ہون اسپر آپنے صحابہ مین منادی کرادی کہ جو کوئی سمیر احکم مانتی والا اور رہوجہ سمیرا مطیع ہے وہ عصر کی نماز سوا بنی قریظہ کے کسی دوسرے جگہہ نہ پڑہی یہ ترجمہ ہے عبارات تفاسیر کا اب سنو کہ صحابہ نے اسکی کیونکر تعمیل کی اور اسکو صحیح بخاری اور دوسری صحاح مین بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یون بیان کیا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاحزاب وفی روایۃ لما رجع من الاحزاب لایصلین احد العصر الا فی بنی قریظۃ فادرک بعضہم العصر فی الطریق فقال بعضہم لا نصلی حتی ناتیہا وقال بعضہم بل نصلی لم یرد منا ذلک فذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یعنف واحدا منہم یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت لوٹنے کے جنگ احزاب سے صحابہ کو فرمایا کہ نماز عصر کی کوئی نہ پڑہے مگر بنی قریظہ مین پس راستہ مین عصر کا وقت آگیا تو بعضے صحابہ نے کہا کہ ہم تو بنی قریظہ مین

ہی جاکر نماز پڑھیں گے یعنے کیونکہ ظاہر حدیث مین ایسا ہی حکم ہے اور بعضے صحابے نے کہا کہ ہم تو یہاں پر ہی نماز پڑھ لینگے آپکا یہ ارادہ نہ تھا کہ ہم رستہ مین نماز قضا کردین یعنے بلکہ آپکی مراد نبی قریظہ مین جلد پہونچنے کی تھی پھر یہ ذکر کہ بعضون نے رستہ مین نماز نہ پڑھی ظاہر حدیث پر عمل کیا اور بعضون نے رستہ مین نماز پڑھلی اور اجتہاد سے سبب نکالا اور قیاس کیا حضرت صلوا اللہ علیہ وسلم کی حضور مین پیش ہوا پس آپ دونو فریق سے کسیپر بھی ناراض نہوئے یعنے بلکہ دونو پر خوش ہوئے کذا فی القسطلانی شرح البخاری اب دیکھو کہ باوصف اس قدر تاکید شدید بار بار تعالے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابے نبی قریظہ مین پہونچنے سے پہلے اثنا راہ مین عصر کی نماز پڑھ لی اور بعضون نے عشا کے بعد بنی قریظہ مین پہونچکر عصر قضا کی کذا فی المعالم وغیرہ تو اس فروعی اختلاف مجتہدانہ کو حق تعالی اور اسکے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے روا رکھا جب ایسے موقعون مین شارع علیہ السلام نے اجتہاد کو جائز رکھا اور آپکی خوشنودی کا سبب ہوا اور یہ نہ کہا گیا کہ رستہ مین نماز پڑھنیوالون نے شارع کے حکم اور حدیث کی خلاف کیا تو وہ کون مسلمان ہے جو ترک رفعیدین و عدم قرارت فاتحہ خلف الامام واختفا رآمین وغیرہ مجتہدات یعنی مسائل اجتہایہ امام المسلمین ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو جو مجتہد مقبول ہین اور انکا یہ اجتہاد بھی قرآن اور حدیث اور اجماع سے ہے مستند ہے اور دل نکو اور ناخوش ہو کر یہ ہرزہ درائی کرے کہ امام صاحب کا مذہب حدیث کے برخلاف ہے اور یہ اختلاف دین نہین جانا دکلا بلکہ دیندار دینی علم کے واقف کو ادلہ شرعیہ سے یقین ہوجاویگا کہ یہ مجتہدون کا اختلاف فروعی دین ہی ہے اور راذون من خشۃ اللہ الکریم و رسولہ الرؤف الرحیم ہے اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ ظاہر حدیث پر عمل کرنا یا سبب نکالکر اجتہاد کرنا مجتہدین دین کا خاصہ ہے نہ ہر وقت کر علما کا جو فروعی اختلاف مجتہدین دین کو ناجائز جانکر مناظرون مین تحریرین کردے رہی ہین اور جو کچھ بھی قرآن وحدیث سے سماس نہین کہتی فافہم والصف فان الانصاف حسن الاوصاف اگرچہ ان ادلہ شرعیہ سر قومہ بالا سے یہ مطلب بخوبی حاصل ہوگیا کہ فروعی اختلاف دین ہے مگر بنظر مزید تحقیق ایک اور بھی صریح تر دلیل لکھدینی چاہئی ہے اور وہ یہ ہے کہ امام ابوالحسین بن حسین رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب الجمع بین الصحاح مین بروایت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ لایا ہے جیسا کہ صاحب مشکوۃ المصابیح نے نقل کیا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سَأَلْتُ رَبِّي عَنِ اخْتِلَافِ أَصْحَابِي مِنْ بَعْدِي فَأَوْحَى إِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ أَصْحَابَكَ میرے رب سے میرے بعد بھی جو میرے صحابہ مین فروعی اختلاف ہوگا اسکا کیا حال ہے فَأَوْحَى إِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ أَصْحَابَكَ

عِنْدِیْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِی السَّمَاءِ پس بارتعالی نے سیر بطرف رحمی کی کہ یارسول اللہ نیک تر صحابہ سیرے نزدیک بجارا آسمان کے ستاروں کے ہین بَعْضُهَا اَقْوٰی مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُوْرٌ بعضے تاری بعضون سے بہت روشن ہین اور سب کے سب نورانی ہین فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِّمَّا هُمْ عَلَیْهِ مِنْ اِخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِیْ عَلٰی هُدًی پس جس نے ان کے مجتہدات اور اختلافیات فی الفروع سے کوئی چیز پکڑے اور اسپر عمل کیا پس وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے کذا فی ترجمۃ المشکوٰۃ للشیخ المحدث الدہلوی وفی مجمع بحار الانوار للشیخ محمد طاہر الفتنی رحمہما اللہ تعالی اور یہ حدیث ان لفظون سے بھی آئی ہے وَاخْتِلَافُ اَصْحَابِیْ لَكُمْ رَحْمَةٌ یعنے میرے صحابہ کا اختلاف امت کے لیے رحمت ہے علامہ سید ابن عابدین رد المحتار مین کہتے ہین کہ مقاصد حسنہ مین لکھا ہے کہ یہ حدیث کو بہین الفاظ بیہقی نے سند منقطع سے بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے اور مولوی احمد علی مرحوم محدث سہارنپوری نے جو علم حدیث وغیرہ مین حافظ محمد صاحب اور اسکے فرزند مولوی محی الدین صاحب لکھوی دونون کے استاذ ہین رسالہ الدلیل القوی علی ترک القراءۃ للمقتدی مین یہ حدیث کو کتاب جزیل المواہب امام جلال الدین سیوطی سے نقل کیا ہے اور یہ مضمون کہ مطابق حدیث دین بھی آئی ہے اَنَّ اِخْتِلَافَ الْاَئِمَّةِ رَحْمَةٌ لِّلْاُمَّةِ یعنے امامان مجتہدین دین کا اختلاف مسائل فرعیہ مین امت کے لیے رحمت ہے یہ حدیث کو امام طیبی نے شرح مصابیح مین اور علامہ محمد طاہر فتنی نے مجمع بحار الانوار شرح صحاح ستہ وغیرہ مین نقل کیا ہے اور یہی حدیث ان لفظون سے بھی آئی ہے اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ لِلنَّاسِ یعنے امت کے مجتہدون کا مسائل فرعیہ مین اختلاف سب مسلمانون کے لیے رحمت ہے کذا فی رد المحتار وغیرہ ان الفاظ حدیث کو عارف شعرانی قطب جید انی نے میزان کبری کے مقدمہ مین اور علامہ سید ابن عابدین نے رد المحتار مین مختصر ابن حاجب سے اور امام سیوطی اور امام قصر مقدسی اور رسالہ اشعریہ امام بیہقی اور امام حلیمی اور قاضی حسین اور امام الحرمین وغیرہم سے نقل کیا ہے اور اسی حدیث کو شرح صحاح ستہ مجمع البحار مین بہین الفاظ مقاصد حسنہ اور امام خطابی سے نقل کرتے ہین کہ اسکے لیے اصل ہے اور شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی نے بھی یہ حدیث کو ترجمہ مشکوٰۃ کے چوتھے ربع مین حدیث رزین منقولہ بالا کے ذیل مین روایت کیا ہے اور پہلے ربع باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین بھی نقل کیا ہے اور حافظ

محمد اور مولوی محی الدین لکھوی کے استاذ مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری نے بھی رسالہ اور اس
فتوی میں بدین الفاظ لکھا ہو قال علیہ السلام اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ یعنے ان چودہ دینی معتبر
کتابوں سے ثابت ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجتہدین امت کا فروعی مسائل میں اختلاف
رحمت ہے پس اس بہت صریح اور واضح دلیل سے جو بالفاظ متعددہ وطرق منتشرہ بائیس معتبر حدیث
اور فقہ کی کتابوں کی سند سے منقول ہوئی ہے (تحقیق ہوگیا ہے کہ مجتہدین دین کا فروعی مسائل
میں اختلاف اخواہ شارع علیہ السلام کے روبرو ہوا ہو یا آپکے بعد میں ہوا عین مرضی جناب الٰہی اور پسندیدہ
حضرت رسالت پناہی ہے اور اس میں کسیکا اختلاف نہیں بلکہ سب کے سب اہلسنت اس اختلاف
کو موجب رحمت جانتے ہیں امام نواوی رحمہ اللہ تعالی نے شرح صحیح مسلم میں حدیث انما ہلک من کان
قبلکم باختلا فہم فی الکتاب کے نیچے لکھتے ہیں وانا الاختلاف فی استنباط فروع الدین منہ ومناظرۃ
اہل العلم فی ذلک علی سبیل الفائدۃ واظہار الحق واختلا فہم فی ذلک فلیس منہیًا عنہ بل ہو مامور بہ وفضیلۃ
ظاہرۃ وقد اجمع المسلمون علی ہذا من عہد الصحابۃ الی الآن واللہ اعلم بالصواب انتہی اور مجمع البحارین میں
اسحدیث کے نیچے لکھتے ہیں وانا الاختلاف فی استنباط الفروع والمناظرۃ لاظہار الحق فیہا فمجمع علی
جوازہ انتہے یعنے اختلاف اصول کا منع ہے اور اختلاف مسائل فروعی میں شارع علیہ السلام کے حکم سے
بالاتفاق روا ہے صحابہ کے زمانہ سے آجتک اس اختلاف کو جواز اور فضیلت میں کسی نے مسلمانوں میں
سے اختلاف نہیں کیا بلکہ سب کے نزدیک روا اور زیبا ہے یہ حاصل ترجمہ ہے عبارت شرح صحیح مسلم اور شرح
صحاح ستہ کا اب ثابت ہوا کہ جو لوگ اس اختلاف مذاہب اربعہ کو (جو فروعی مسائل میں مجتہدین کا اختلاف
ہے) دین نہیں جانتے وہ اہل سنت وجماعت فرقہ ناجیہ سے نہیں ہیں ہداہم اللہ تعالی الی الصراط المستقیم
یہاں پر یہ بھی معلوم کرلینا چاہیے کہ مجتہدین کے فروعی اختلاف کو موجب رحمت قرار دینے کا سر یہ ہے کہ
اس میں امت کے لیے وسعت اور آسانی ہے جس مسلمان کو کسی ایک مذہب کو چار مذہبوں سے اختیار کرلینا
اور جو جیسا مسئلہ مستنبطہ میں عمل درآمد کیا وہ بیشک ہدایت پر ہے اور بہشت کی طرف چلا جاتا ہے سنن
دارمی میں باب اختلاف الفقہا میں لکھا ہے کہ عمر بن عبد العزیز کو کہا گیا کہ کاش آپ مسلمانوں
کو ایک بات پر جمع کردیں تو اس نے کہا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ اختلاف فروعی نہو پھر اپنے قلمرو میں لکھ
بھیجا کہ سب لوگ اپنے اپنے فقہا کے اجتہاد پر حکم کریں یہ ترجمہ ہے اثر سنن دارمی کا اور اصل یہی

حاشیہ پر منقول ہے اور ردالمحتار مین فتاوای تاترخانیہ سے نقل کرتے ہین کہ مجتہدون کا فروعی مسائل مین اختلاف مسلمانون کے لیے وسعت اور فراخ روی ہی اور امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالی نے عمر بن عبد العزیز سے جو خلفاء بنی امیہ سے بادشاہ نہایت باانصاف اور عالم باعمل تھا نقل کیا ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ اگر صحابہ کبار اختلاف نکرتے تو میری دلخوشی نہ ہوتی اسلیے کہ انکے اختلاف سے رخصتین یعنے وسعتین نکلی ہین اور خطیب بغدادی نے ہارون رشید سے جو عرب کے سلاطین عظام سے تھا روایت کی ہے کہ اس نے امام مالک رحمہ اللہ تعالی سے کہا کہ ہم آپ کی کتاب موطا کو نسخے لکھوا کر اسلامی شہرون مین مشتہر کرا کر مسلمانون سے اسپر عمل کرواتے ہین تو امام صاحب مذہب نے فرمایا کہ ای امیر المومنین اِنَّ اِخْتِلَافَ الْعُلَمَاءِ رَحْمَةٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلٰی هٰذِهِ الْاُمَّةِ یعنے مجتہدین کا فروعی اختلاف حقتعالی کی رحمت ہے اس امت مرحومہ پر ہر مجتہد صحیح حذیر کا پیرو ہے اور سب ہدایت پر ہین اور رضائے مولی تعالے کے طالب ہین تمام یہ مذکور کتاب کشف الخفا اور منیل الالباب شرح المنتقی اور اسمعیل حراحی مین مسطور ہی یہانتک ترجمہ ہے عبارت ردالمحتار کا مطلب حدیث اختلاف امتی رحمۃ سے اس منقول بااصول سے جیسا کہ مسئلہ سبحونہ ثابت ہو ویسا ہی یہ بات متحقق ہے کہ مذہبون کا مسلمانون مین پھیلنا بادشاہون کے ذریعہ سے نہین ہوا چنانچہ غیر مقلد لوگ عوام مسلمانون کو دھوکہ دیا کرتے ہین کہ یہ مذاہب بادشاہون کے منتشر اور مشتہر کیے ہوے ہین فقہا کی التجا پر سو یہ انکے وہمیات بات غلط ہے کیونکہ ائمہ مجتہدین ایسا ہرگز نہین کرنے دیتے تھے جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالی سے منقول ہوا ہے کہ آپنے بادشاہ اسلام کے ذریعہ سے (گو اسکے حکم کی اطاعت بھی واجبات شرعیہ سے تھی) اپنے مذہب کی کتاب کو نہ پھیلایا بلکہ مرضی الٰہی پر چھوڑ دیا سو حقتعالی نے ان بزرگون کی محبت اور اطاعت مسلمانون کے دلون مین بخوبی مرکوز کر دیے کہ بحکم سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا اکر سب اہل سنت نے انکے مذہب کو بجان قبول کیا اور کیون نہ قبول کرین جب یہ عین اطاعت قرآن و حدیث ہے جیسا کہ کسیقدر اسکا بیان اوپر گذرا ہے اور بہت آگے آتا ہے اب ہم پھر پہلی بات کیطرف رجوع کرتے ہین اور اسے آسانی اور وسعت امت کے مرضی الٰہی اور رضا حضرت رسالت پناہی کے ہونے پر دلالت صریح کرتی ہے حدیث صحیح مسلم کی جسکا مورد یہ ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے دوسرے صحابی سے تکرار کرنے پر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دونو قرانون کو درست فرمایا تھا تو اسپر اپنے

کرامت مین ع بین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا ۱۲ منہ عفی عنہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہین کہ اسوقت میرے دلمین ایسا شک پڑگیا کہ کفر کی حالت مین بھی ویسا شک نتھا آپنے میرے شک کو معلوم کرکے رفع شک کے لیے میرے سینے پر اپنا ہاتھ مبارک مارکر ایسا تصرف فرمایا کہ مینے خدا تعالیٰ کو دیکھ لیا اور میرا شک جاتا رہا اور مین خوف کے ماری پسینے مین ڈوب گیا اور حقیقات صاف کھل گئی تب آپنے یہ حدیث فرمائی کہ اے میرے فرزند حکم بھیجا گیا میرا طرف کہ پڑہ قرآن کو ایک قراءت مین سو مہینے تو ناکہ عرض کی کہ خداوندا میری امت پر آسان کر سو خدا تعالےٰ نے حکم بھیجا میرا طرف دوسری بار کہ پڑہ قرآن کو دو قراءت مین سو مہینے پھر عرض کی کہ خداوندا میری امت پر آسانی کر سو حقتعالےٰ نے حکم بھیجا میرا طرف کہ پڑہ قرآن کو سات قراءتون میز اور حکم ہوا کہ تین بار پلٹاؤ سے پچھے بار رسول اللہ تین سوال کرنے کی اجازت ہی ہینے تین دعا مانگ مین قبول کرون گا آپ نے فرمایا اسپر مینے عرض کی خداوندا میری امت کو بخش خداوندا میری امت کو بخش یعنے دو بار دعا کرکے امت بخشوائی اور یعنے تیسری دعا کو رکھہ چھوڑ رہے اس دن کیواسطے کہ جب ساری خلقت انتجا کریگی میرا طرف یہانتک کہ ابراہیم علیہ السلام بھی **فائدہ** آگیو اپنی امت پر کیا شفقت تھی کہ مکرر عرض معروض کرکے قرآن کے پڑہنے مین سات قراءت کی اجازت لی تاکہ امت پر مشکل نہ پڑے جو شخص جس قراءت سے پڑہے گویا اس نے قرآن صحیح پڑہا اور ارحم الراحمین کی رحمت کو دیکھو کہ اپنی حبیب کو جب اپنی امت پر ایسا مہربان دیکھا تو امت کے لیے تین دعا مانگنے کی اجازت بخشی سو آپ نے دو مرتبہ دعا کرکے امت کو بخشوایا اور تیسری دعا رکھہ چھوڑی تاکہ قیامت کو جب سب پیغمبر خوف ناک ہوکر نفسی نفسی کرینگے اور کسی کے واسطہ دعا نکر سکین گے تب ہماری حضرت صلے اللہ علیہ وسلم شفاعت پر مستعد ہونگے اور نبیون کی بھی سفارش کرینگے یہانتک کہ ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام بھی امن محمدی پکڑین گے جیسا کہ احدیث سے ثابت ہی پس آپ کی فضیلت سب نبیون پر بخوبی ثابت ہوئی مولوی خرم علی صاحب نے ترجمہ مشارق الانوار مین بھی احدیث کے نیچے ایسا ہی لکھا ہے اللھم صل وسلم علیہ علی اخوانہ من الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ قدر عزہ وجلالہ ومقدار حسنہ وجمالہ اب بخوبی ثابت ہوا کہ شارع علیہ السلام کو اپنی امت کی فراخی اور آسانی مطلوب تھی اسلیے اختلاف امۃ امت کو رحمت فرمایا پس حاصل اس بحث کا یہ نکلا کہ اصول دین مین اختلاف حرام ہے جیسا کہ اوپر مرقوم ہوا ہے اور نیز یہ بیان

کبریٰ کے مقدمہ مین لکھا ہی حرم الاختلاف فی اصل الدین بنحو قولہ تعالیٰ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ اور یہی مطلب شرح صحیح مسلم امام نووی اور شرح صحاح ستہ مجمع بحار الانوار اور دوسرے صدہا دینی کتابون مین درج ہے کہ بحکم قرآن وحدیث اصول دین مین اختلاف حرام ہے اور فروعی مسائل مین مجتہدون کا اختلاف امت کے لیے سراسر رحمت اور عین دین وہدایت ہی جیسا کہ عنقریب قرآن اور حدیث اور اجماع امت سے متحقق ہوگیا ہے اور میر ان کبریٰ کے مقدمہ مین یہی لکھتے ہین وَاحْذَرْ اَنْ يَّشْتَبِهَ عَلَيْكَ الْحَالُ فَتَجْعَلَ الْاِخْتِلَافَ فِي الْفُرُوْعِ كَالْاِخْتِلَافِ فِي الْاُصُوْلِ فَتَزِلَّ بِكَ الْقَدَمُ فِيْ مَهْوَاةٍ مِّنَ التَّلَفِ فَاِنَّ السُّنَّةَ الَّتِيْ هِيَ قَاضِيَةٌ عِنْدَنَا عَلٰى مَا نَفْهَمُ مِنَ الْكِتَابِ مُصَرِّحَةٌ بِاَنَّ اخْتِلَافَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ رَحْمَةٌ یعنے خبردار کہین دھوکہ کھاکر اختلاف فروع کو اختلاف اصول کے ساتھ برابر نکر دینا کیونکہ اختلاف اصول حرام ہے اور اختلاف فروع بحکم قرآن اور حدیث کے رحمت ہی یہانتک بقدر ضروری دور فروگذاشتون کے تکمیل سے فراغت ہوگئی اب تیسری فروگذاشت کو کہ غیر مقلدین نے اپنی گفتگو مین ایک جگہ لکھا ہے کہ تقلید ناجائز ہے کیونکہ قرآن اور حدیث سے ثابت نہین پھر دوسری جگہ لکھا کہ وجوب تقلید شخصی کا ثبوت از کتاب وسنت وسوال اہد پیش کرین انتہے اور اسپر مقلدین کیطرف سے تحقیقی اسکات نہ ہوا) علی قدر الضرورۃ اتمام اور اکمال کے حدتک پہونچایا جاتا ہے وبالله التوفیق واضح رہے کہ حضرت باریتعالی نے اپنے بندون کو اپنے اور اپنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور فرمانبرداری کے واسطہ امر کیا ہے جیسا کہ کئی جگہہ قرآن مجید مین فرمایا ہے اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ پھر اپنے رسول علیہ السلام کی اطاعت کو عین اپنی اطاعت بنالیا ہے کَمَا قَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ مَّنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ اور یہ ظاہر بات ہی کہ مطاع کی اطاعت اسکی احکام کے معلوم کرنے پر موقوف ہی پس ہر مسلمان پر واسطے عمل کرنے کے جاننا احکام الٰہی کا ضروری ہوا اب بعضے احکام الٰہی تو ایسے ہین جن مین ہر مسلمان بشرط فکر اور سوچ کے حق کو پالیتا ہے اور اگر خود نہ پاسکے تو ہر عالم کے بیان کرنے سے سمجھ سکتا ہے جیسے مسائل ایمانیات اور اعتقادیات اور بعضے احکام ایسے ہین جو بسبب شہرت اور کثرت مزاولت کے سب مسلمانون کو معلوم ہین جیسا کہ نماز روزہ زکوۃ حج کی

فرضیت اور کبیرہ گناہوں کی حرمت ان کے جاننے میں سب مسلمان برابر ہیں اور بعضے حکم ایسے ہیں کہ بسبب ورود الفاظ محتملہ یا وقوع تناقض ظاہری وغیرہما کے اکثر مسلمان نہیں سمجھ سکتے چنانچہ وہ احکام جن میں مجتہدین امت کو اجتہاد کو دخل ہے اور بغیر صرف کرنے ملکہ اجتہاد کے ان کو ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے مثل تفصیل احکام ربویات اور تشریحات عبادات اور عدت مطلقہ اور مہر سنکوحہ وغیرہ معاملات پس جو شخص ان احکام شرعیہ اجتہادیہ کو اپنی عقل اور فہم سے شرائط معتبرہ کی پابندی کر کے معلوم کر لیتا ہے اسکو مجتہد کہتے ہیں اور اسکے کئی طبقے ہیں اور جو شخص ایسے احکام کو اپنے فکر سے معلوم نہیں کر سکتا ہے تو اسکو عمل کرنے کے واسطے لامحالہ کسی مجتہد سے دریافت کر کے اسکی اتباع کرے اس شخص کو مقلد بولتے ہیں پس ایسے احکام میں مقلدین پر خواہ عامی ہو یا مجتہد سے کم درجہ کا عالم مجتہدین کی تقلید اور اتباع لازم اور واجب ہے بحکم آیتہ کریمہ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کے کذا فی عامۃ کتب علم الاصول تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر کبیر اور بیضاوی وغیرہا تفاسیر معتبرہ میں لکھا ہے کہ مکہ کے کفار قریش کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے انکار میں یہ عقلی شبہ تھا کہ حقتعالی کا رسول بنی آدم سے ہونا ممکن نہیں بلکہ فرشتوں سے ہونا چاہیے تو اسکے رد میں بار تعالی نے فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ یعنے اور نہیں بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے یعنے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم تجھ سے پہلے بھی کوئی رسول نہیں بھیجا مگر مرد (بنی آدم سے) کہ وحی بھیجی ہم نے انکی طرف پس تم یعنے اے قریش (کہ) پوچھ لو جاننے والوں سے یعنے اہل کتاب سے اگر تم دلائل اور کتابوں کو نہیں جانتے ہو حقتعالی نے یہ اسلیے فرمایا کہ منکرین ملکہ جب اہل کتاب یا تاریخ دانوں سے جنکا قول کو معتبر جانتے ہیں پوچھیں گے تو ضرور جواب یہی ملیگا کہ پہلے رسول بھی آدمیوں سے ہوتے تب انکے اس شبہ کے رفع کا موجب ہو جاویگا یہ آیت اگرچہ کفار کے حق میں نازل ہوئی کہ تم اہل کتاب یا تاریخ دانوں سے پوچھ لو مگر بسبب عام ہونے لفظ کے جسکا اعتبار ہوتا ہے اور نیز اس جہت سے کہ باعث نجاتے ایک امر ضروری کے واقفوں سے پوچھنے کی حاجت پڑ جاتی ہے اس آیت سے یہ معلوم ہو گیا کہ جسوقت کسی مسلمانکو کوئی امر اہم دین کا معلوم نہ ہو تو علماء دین سے جسکو اس امر کی دریافت کا ملکہ ہے سکیہ اور اسکو مان لے اور عامی

شخص کا یا جس عالم کو ملکہ استنباط کا نہیں ہے مسائل مستنبطہ کا مجتہدین سے سیکھنا بطور تقلید کے
ہی ہوگا یعنے جس پر حسن ظن ہے اور جسکو ماہر جانتا ہے اس سے پوچھکر مان لیگا امام ابن الہمام اور شیخ ابن الہلا
فروخ المکی اور سید سمہودی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم بہت سے علماء کبار محققین نے اس آیت سے وجوب ہونا
تقلید مجتہد کا غیر مجتہد پر ثابت کیا ہے باقی رہا یہ کہ اس آیت سے تقلید شخصی کا ثبوت بھی اسوجہ سے ہے
کہ اگر اہل ذکر عام مراد کریں کہ کہا جاوے کہ قریش یکہ ساری اہل کتاب موجودہ اکناف و اطراف عالم
سے پوچھکر اپنا شبہ مٹالین تو ممکن ہے نہیں ہر کیونکہ قریش کا جمیع اہل کتاب اور واقفین اخبار سے باوصف
بعد امکنہ اور بعد دار مسند کو دریافت کرنا محال ہے پس اس تکلیف بالمحال سے نہ قریش سے دریافت ہونا
ممکن ہوگا اور نہ شبہ کا رفع ہو سکیگا تو اس صورت مین یہ حکم ہے غیر متمثل اور حمل ہوجاویگا اب ناگزیر یہی
معنے مراد ہونگے کہ قریش جس شخص کو اہل کتاب یا تاریخ دانون سے معتبر اور اپنے نزدیک راست گو جانتے
ہین اس سے پوچھکر شبہ مٹالین پس بسیطور سے تقلید کرنیوالون کو ہر مجتہد اور اہل علم کیطرف رجوع کرنا
محال ہے اور اگر مان لین کہ قریش یکہ کو بہت سے اہل کتاب یا گذشتہ حالات کے واقفون سے پوچھنا ممکن
ہے تو تقلید بہت سے مجتہدون کی بہرحال غیر ممکن ہے کیونکہ عقول اور ارا مجتہدین دین مین ضرور
اختلاف جزویات مسائل مین ہوگا جن مین مقلد نے انکی تقلید کرنی ہے تو اب وہ بیچارہ نہ کسی
ایک قول مجتہد کو ترجیح دی سکیگا بسبب اپنے عدم استطاعت کے اور نہ سب اقوال پر عمل کر سکیگا بایں
تخالف احکام اجتہادیہ کہ بالضرور سر پیر مار ہوگا کہ ایک مجتہد مقبول کے جسکا مذہب مدون اور مرتب
ہے ایسے مسائل مجتہدہ مین تقلید کرے اور جمیع مسائل مین اسکا مقلد رہے تو اب دلیل شرعی پر عمل
ہوگیا اور کوئی ضرورت نہ رہی کسی دوسرے مجتہد سے پوچھنے کی جیسا کہ ائمہ اربعہ کے مقلدین مین صدہا
سال سے یہی دستور چلا آتا ہے بحکم اس آیت کریمہ کے سب اہل حق دیندار اس بات کو تسلیم کرینگے
اور تقلید شخصی کے قائل ہوجاوینگے اور یہ بھی واضح رہے کہ اہل ذکر کی تخصیص عقل سلیم نے بہ
حکم آیت کریمہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا کے کی ہے کیونکہ سب مجتہدین دین ہی پوچھنے اور انکے
اقوال پر عمل کرنے مین تکلیف مالا یطاق ہے جو دین اسلام مین مرفوع ہے پس تقلید شخصی کا خلاف
بھی مدفوع ہے اور نیز بعضے معتبر تفسیرون مین مثل معالم التنزیل اور مجمع بحار الانوار وغیرہما کے بعضے
مفسرون کی سند سے اہل ذکر سے مراد اہل قرآن لکھے ہین تو اسحالت مین اب ظاہر باہر ہے کہ اہل قرآن

بہتر فرقہ جو مقسم ہین جیسا کہ ساتوین توضیح کے پہلے مقدمہ صفحہ ۲۹ و ۳۰ مین مسطور ہو چکا ہے اور ہر فرقہ اہل قرآن
اہل ذکر کو مخصوص اپنے فرقہ مین جانکر دوسرے فرقون کو اہل ذکر سے خارج سمجھتے ہین و بنیوجہ کہ وہ کہتے ہین کہ
دوسرے فرقون کے علماء نے قرآن اور حدیث کی تاویل باطل طور پر اور مخالف ہوا کے کی ہے اور فرقہ اہل سنت
مین (جو فی الحقیقت اہل قرآن اور شہادت اولہ شرعیہ ناجی ہین جیسا کہ ساتوین توضیح کے پہلے مقدمہ مین صفحہ
۲۹ و ۳۰ مین مبرہن ہو چکا ہے) چار مجتہد مقبول الامامان دین سے ہین انکے برابر تک کسی کو علم اور فہم اور
تدوین مذاہب اہل اسلام حاصل نہین ہوا اور انکا زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے بہت قریب
تھا اور خیر القرون مین داخل ہے امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ تابعی ہے اور باقی تبع تابعین مین سے اسلیے
وے سنت کی رسم اور عادت اور اسوقت کی بول چال کا طریقہ بخوبی سمجھتے ہے ہوقت کہ عالمون
کو سمجھنا بہت مشکل ہے مولوی خرم علی مرحوم نے ترجمہ مشارق الانوار مین ایسا ہی کہا ہے جیسا کہ چوتھی
توضیح مین منقول ہو چکا ہے اب ان چار دون اہل ذکر مقبول اہل سنت وجماعت سو ایک امام کی تقلید
بحکم دلالت آیت کریمہ مرقومہ بالا مسلمانان اہل سنت پر واجب اور لازم ٹھیری کہ سوا ضرورت کے اس
تقلید سے نکلنا ناروا ہو گا کیونکہ اسپر اہل سنت کا اتفاق ہے اور یہی مصلحت عظیم ہے اور اسکے
خلاف مین بہت مفاسد برپا ہوتے ہین جیسا کہ عنقریب کچھ تھوڑا سا اسکا ذکر آتا ہے اگر کوئی غیر مقلد جاہل
یہان پر اعتراض کرے کہ تقلید تو حرام اور کفر ہے اگر ہمارے امامان حرم کی نہین یا تم موتود تکملہ فتح
العزیز مین بذیل آیت لَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کی اطاعت اور تقلید غیر حقتعالی
کو بالاستقلال کفر لکھا ہے تو ہمکا جواب یہ ہو کہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے (جو خود حنفی مذہب کے
مقلد تھے) اطاعت بالاستقلال غیر خدا تعالی کے معنے ہی مقام پر یہ کیے ہین کہ اور را مبلغ احکام او
مذانستہ رقبہ اطاعت او در گردن انداز د و تقلید او لازم شمارد و باو جود ظہور مخالفت حکم او با حکم او تعالی
دست از اتباع او برندارد یعنی تقلید حرام وہ ہے کہ تقلید کرنیوالا جسکی تقلید کرتا ہے اسکو حقتعالی کے
احکام کے پہونچانیوالا نہین جانتا بلکہ اسکو خود حاکم جانکر اسکی اطاعت کرتا ہے اور اسکی تقلید کو لازم جانتا
ہے اور اسکا حکم جب بارتعالی کے حکم سے برخلاف ہو جب بھی اسکی متابعت سے باز نہین آتا ہے یہ ترجمہ
ہے عبارت تفسیر عزیزی کا اب سو جو کہ ہم اہل سنت جو اپنے امام مجتہد کی تقلید کرتے ہین تو اسکو اللہ تعالے
کے احکام کا پہونچانے والا جانکر اور حقتعالی نے جو انکی تقلید کا حکم کیا ہے اس حکم کی امتثال اور

فرمان برداری کرنے کیواسطے کرتے ہین اور انکے حکم کو کہین احکام الٰہی کے مخالف نہین پاتے ہین کیونکہ ان کا اجتہاد نو احکام الٰہیہ شرعیہ کے بیان مین ہوتا ہے اپنی طرف سے کچھ نہین ہے تو اب اس تقلید کو کفر یا ناجائز مانتا ادلہ شرعیہ سے برخلاف جاتا ہے اور مسلمانون کو دہوکہ دینا ہے بلکہ تقلید حرام اور کفر تو ان لوگون کی ہے جو یہود و نصاریٰ وغیرہم سے اپنے علماء کو رب بنا لیتے ہین بدین وجہ کہ جب انکی علماء اور امام احکام الٰہی کو تبدیل کر دیتے ہین پھر بھی وہ لوگ ان علماء کی باتون کو مانے جاتے ہین جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو پہلے نصرانی تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئے اور انکے گلے مین سونے کی صلیب تھی جسکی نصاریٰ تعظیم کرتے ہین تو آپ نے فرمایا اے عدی اس بت کو گلے سے اتار دے اور اسوقت آپ سورہ براءت کی تلاوت فرما رہے تھے آپنے جب آیت اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ پڑھی تب عدی بن حاتم نے عرض کی کہ ہمنے اپنے علما کو ہرگز نہین پوجا ہے یہ رب بنانا کیونکر ہوا تو آپنے فرمایا کہ رب بنانا اور پوجنا یہ تھا کہ حق تعالیٰ کے حلال کو تمہارے علماء اتباع ہوا سے حرام بنا دیتے اور حرام کو حلال کہدیتے تو تم انکی اطاعت کیا کرتے تھے عرض کی یہ تو ضرور تھا فرمایا یہی پرستش ہے یعنے احکام الٰہی اور امر و نواہی کو ترک کر کے انکے حکمون کو مان لینا کذا نے البغوی والنیسابوری وغیرہما اور یہ حدیث ترمذی وغیرہ مین بھی موجود ہے پس اب غور کرو کہ ائمہ مجتہدین دین کبھی مخالف احکام الٰہی کے کچھ نہین فرماتے ورنہ ائمہ دین نہکہلاتے بلکہ مجتہد تو صرف مجمل احکام الٰہیہ شرعیہ کو باجازت شرع خالص نیت سے تفصیلوار بیان کر دیتے ہین اسیواسطے قرآن شریف مین انکے مجتہدات کو باذن اللہ تعبیر کی گئی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکے اتباطون کو موجب حصول اجر و ثواب فرما چکے ہین کما مر غیر مرۃ تو وہ کون مسلمان باایمان ہے جو انکی تقلید کو (جو فی الاصل اتباع قرآن و حدیث ہی) حرام اور کفر یا ناجائز کہے نعوذ باللہ من ذلک غیر مقلد لوگ جو ایسے غیر ثابت کرتے ہین جیسا کہ معیار الحق وغیرہ مین لکھے ہین تو علماء اہل سنت کی طرف سے انکے دندان شکن اور تحقیقی جواب دیے گئے ہین جیسا کہ رسالہ النصرۃ الابرار اور کتاب مدار الحق مین اور انسے بڑھکر کتاب انتصار الحق مین عارف حقانی عالم خاندانی مولانا حافظ محمد ارشاد حسین صاحب فاضل رامپوری نے بہت بسط سے جوابات دیے ہین اور تقلید شخصی کو بہت ادلہ شرعیہ سے ثابت فرمایا ہے جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء اب ان دنو مین جو ایک رسالہ نام اختیار الحق اسکے جواب مین جیسا ہے اگر منصفون کے نزدیک وہ برائے نام جواب

ہے مگر تاہم مولانا صاحب کے اخ کلان مولوی امداد حسین صاحب رامپوری نے اس اختیار الحق کا بھی رد لکھا ہے
خدا کرے کسی عالی ہمت دیندار کی توجہ سے وہ چھپ جاوے تاکہ غیر مقلدوں کی کج فہمی اور خلاف و زبی ہمت
وضاحت اور کمال صراحت سے مخطوظ ہاوے مسلمانوں کو اسکا یقین رکھنا چاہیے کہ ان لوگوں کی تقلید کی
نسبت اعتراضات سراسر ہذیانات ہیں بہلا تفسیر فتح العزیز پر یہ بہتان کرنا کہ وہ تقلید مجتہدین کو کفر لکھتے
ہیں کب قابل تسلیم ہو جب کسی جگہ پر حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ بحکم خدا تعالیٰ اطاعت
مجتہدین دین کی مقلدین پر فرض اور واجب ہے جیسا کہ انکی عبارت بجنس لکھی ہے پس کسا نکی اطاعت کرنا
بحکم خدا فرضست شش گروہ اند انا انجملہ پیغمبران الے قولہ دانا انجملہ مجتہدین شریعت و شروع طریقت اند
کہ بحکم ایشان بطریق واجب مخیر الاتباع ست بر عوام امت نہ بر اکہ فہم اسرار شریعت و دقائق طریقت
ایشان را میسرست فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون الخ اگر کسی کو یہاں پر شبہ
گزرے کہ تفسیر فتح العزیز کی اس عبارت میں عوام امت پر اتباع اور تقلید مجتہدین کی لازم ہے علماء اس سے
خارج رہے تو جواب یہ سکتا ہے کہ خواص صرف مجتہدین ہیں باعتبار وجہ الاجتہاد اور مقلدین خواہ علماء فضلا
فقہا ہوں یا عامی وہ سب عوام میں داخل ہیں درمختار اور ردالمحتار میں فقہا کے سات طبقے بیان کرکے
ساتویں طبقے کے مقلدین صرف کے حق میں لکھا ہے وَ اَمَّا نَحْنُ فَعَلَیْنَا اِتِّبَاعُ مَا رَجَّحُوْہُ وَمَا
صَحَّحُوْہُ کَمَا لَوْ اَفْتَوْا فِیْ حَیَاتِہِمْ یعنے ہم لوگ علماء صاحب تصانیف عجیبہ و غریبہ پس ہمپر لازم ہے
کہ مجتہدین و لوں وجہ ترجیح اور تصحیح کی اتباع کریں یہ ترجمہ ہے خلاصہ کلام درمختار و ردالمحتار کا زیادت ہوا کہ
صدہا سال کے علما فضلا جن کی تصنیفیں عرب و عجم میں مستند ہیں تقلید ہی کرتے رہے ہیں پس سوقت
کے علماء کو کہاں طاقت اور جرات ہے کہ تقلید چھوڑ کر مجتہدانہ طرز اختیار کریں جیسا کہ مولوی حرم علی موحد نے
مشارق الانوار صحیح حدیث کی کتاب کے ترجمہ میں لکھا ہے جو اوپر منقول ہو چکا ہے ایک آیت مبارک
جس سے بہت علما محققین نے وجوب تقلید ثابت کیا ہے اوپر لکھی گئی اور دوسری آیت مبارک وہ ہے
جس کو مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں پیچھے ذکر ان جماعتوں کے جنکی اطاعت بحکم
خدا تعالیٰ فرض ہے ہیں عبارت استدلال کے طور پر لکھتے ہیں و نیز فرمودہ اند اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ
اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ اگر تم
یعنے سورۂ نساء میں باریتعالیٰ کا ارشاد ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ الآیۃ اے ایمان والو

حکم مانو اللہ تعالیٰ کا اور حکم مانو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور جو حکم والی مین تم مین سے پھر اگر جھگڑو کسی چیز
مین تو اسکو لوٹاؤ خدا تعالےٰ کی کتاب اور سنت رسول اللہ کیطرف اس آیت مبارک مین اللہ تعالیٰ نے اپنی
اور اپنے رسول کی فرمانبرداری کے ساتھ اولی الامر کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے اب معلوم کرنا چاہیئے کہ
اولی الامر سے حکم دینے والے کون ہین سو کئی مفسر تو اولی الامر سے امرا اور بادشاہان اسلام مراد کرتے ہین
اور بعض مفسر اولی الامر سے علماء مجتہدین دین کا مراد ہونا فرماتے ہین پہلے فریق کی دلیل یہ ہے کہ یہ آیت
عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حق مین اتری تھی جب اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
پارہ لشکر کا امیر کرکے جنگی کی ایک قوم پر بھیجا تھا کذا فی الصحیحین وغیرہما روایت ابن عباس رضی
اللہ عنہما اب اس دلیل سے اتنا ضرور ثابت ہوا کہ شان نزول اس آیت کا بعضے امرا مین مگر یہ نہ کہا جاویگا
کہ اولی الامر سے امرا ہی مراد ہین کیونکہ یہ لفظ عام ہے اور عموم لفظ معتبر ہوتا ہے خصوص مورد کا اعتبار
نہین کیا جاتا ہے کما حقق فی موضعہ اور اصول مقررہ سے دوسرے اصل مین ثابت کیا گیا ہے کہ العبرۃ لعموم اللفظ
لا لخصوص السبب تو اب یہ قول کہ اس سے امرا ہی مراد ہین محقق نہ ہوا اور کیونکہ محقق ہو جب حدیث کی
راوی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ اولی الامر سے مراد علماء مین جیسا کہ ظاہر
ہو جاتا ہے اور دوسرے فریق کی سند یہ ہے کہ قرآن مجید مین اللہ تعالیٰ نے اسی سورہ نسا مین اس آیت کے
بعد دوسری جگہ پر اولی الامر کا ذکر کرکے آگے خود فرماتا ہے لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ
یعنے اولی الامر کے لیے ملکہ استنباط کا ثابت کیا ہے جس سے پایا گیا کہ اولی الامر مجتہدین ہین جو استنباط
کیا کرتے ہین اور یہی قول ہے حضرت ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم کا اور اسی مذہب پر ہین امام
حسن بصری اور ضحاک اور مجاہد رحمہم اللہ تعالیٰ کما فی التفسیر البغوی وغیرہ اور اس مین شک نہین ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر افسر اور فوجون کے امرا اور نیز آپ کے بعد خلفاء راشدین جو امیر المومنین
تھے سب کے سب اکابر مجتہدین ہی ہوتے تھے کما لا یخفے پس مراد اولی الامر سے امراء و علماء دونون ہونا جیسا کہ
یہ تیسرا مذہب بھی منقول ہے اور فی الحقیقت یہی معقول ہے اور ائمہ مجتہدین دین اگرچہ بظاہر سلاطین
اور امرا سے نہ تھے مگر درحقیقت امرا انکے زیر حکم اور فرمانبردار تھے کما فی التفسیر المدارک والتفسیر الکبیر و
غیرہما ملکہ حدیث امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ مین بروایت عرباض بن ساریہ رضی اللہ
عنہ کے آیا ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فعلیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین

المہدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ کہ اے مسلمانوں میرے سنت اور میرے خلفا جو ہمنا اور راہ یافتہ ہین، انکی سنت کی پیروی کرو اور ان دونوں ستون کے پابند ہو کر اگر محکم پکڑو گے بحار الانوار اور ترجمہ مشکوۃ اور شاہ عبد الغنی محدث دہلوی ثم المدنی رحمہ اللہ تعالی کے انجاح الحاجۃ حاشیہ ابن ماجہ مین لکھا ہے کہ خلفاء راشدین سے چار یار کبار اور جو انکے اطوار پر ہین امامان مجتہدین دین کے سب مراد ہین سنن دارمی ہین، جو صحیح بخاری سے پہلے تالیف ہوئی ہے اور اسکا مؤلف امام ابو محمد عبد اللہ سمرقندی دارمی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے مولفون کے برابر حفاظ مین شمار کیا گیا ہے کما فی مقدمۃ ترجمۃ الشیخ الدہلوی اولی الامر کی تفسیر مین لکھتے ہین اخبرنا یعلی ثنا عبد الملک عن عطاء اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر قال اولوا العلم والفقہ اور امام جلال الدین سیوطی نے اتقان فی علوم القرآن مین حضرت ابن عباس کے خاص طریق ابن ابی طلحہ سے، جو صحیح طریق ہے اور صحیح بخاری مین بسیط طریق پر اعتماد کیا ہے، لکھا ہے واولی الامر اہل الفقہ والدین اور امام رازی تفسیر کبیر مین حضرت ابن عباس اور حسن باصری مجاہد اور ضحاک سے روایت کرتے ہین کہ مراد اولی الامر سے علماء فقہین یعنے مجتہدین ہین اور ایسا ہی تفسیر نیشاپوری مین لکھا ہے پس علماء مجتہدین کا بحکم قرآن وحدیث اولی الامر اور واجب الاطاعت ہونا بخوبی ثابت ہو گیا اب اگر کوئی کہے کہ اس آیت کو اخیر سے ثابت ہے کہ حالت تنازع مین قرآن اور حدیث کیطرف رجوع کرنا مامور ہے اور یہ حدیث بخاری مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الطاعت فی المعروف یعنے اطاعت اولی الامر کی صرف کام مین ہے نہ خلاف شرع مین تو کیا مجتہدین ہمنے خلاف شرع بھی حکم کیا کرتے ہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ اولی الامر جب امراء اور سلاطین ہون تو انسے خلاف شرع حکم کا صادر ہونا ممکن بلکہ وقوع مین آگیا ہے جیسا کہ اسی حدیث بخاری کے ابتدا مین قصہ ہے کہ ایک امیر فوج نے اپنے ماتحتون کو آگ مین پڑ جانے کا حکم دیا تھا تو اول مسلمان مستعد ہوئے آگ مین پڑنے پر پھر سوچی کہ ہم آگ سے بھاگ کر اسلام کیطرف آئے آگ مین کیسے جائین پھر جب یہ واقعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین مذکور ہوا تو آپنے فرمایا الطاعۃ فی المعروف یعنی میری اطاعت نیک کام مین ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ خلاف حکم کا صدور امیرون سے ہی ہوتا ہے نہ مجتہدین دین سے کیونکہ اجتہاد نام ہے انپو وسع اور طاقت کو کام مین لاکر قرآن یا حدیث پر قیاس کر کے حکم نکالنا کذا فی مجمع البحار وغیرہ من کتب الاصول پس ایسا شخص عارف بالاصول مجتہد مقبول کب ہمکن ہے کہ

عمداً خلاف شرع حکم دیوے تو مجتہد کے حق مین ایسا بالفرض محال تصور کیا جاویگا ہان اجتہاد مین خطا کا واقع ہوجانا ممکن ہے اور یہ خطا وہ خطا نہین کہ جسپر مواخذہ ہو بلکہ یہ خطا وہ ہے کہ جسکے برابر ہے کہ اسپر اجر ملتا ہے جیسا کہ چوتھی توضیح مین قرآن اور حدیث صحیح سے اسکا ثبوت گذرا ہے پس اس نام کے خطا سے بروی شرع شریف نہ مجتہد کو کچھ خطرہ ہے اور نہ اسکے مقلدون کو مولانا شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ تحفہ اثنا عشریہ کے گیارہوین باب کے اخیر مین لکھتے ہین مجتہد را تقلید دلیل خود ضرور ست و اجتہاد و مجتہد اتمال خطا دارد و مجتہد بر خطا معاقب نیست بلکہ ماجور یک اجر ست چنانچہ در معالم الاصول شیعہ نیز باین تصریح نمودہ پس خطا محتمل اور رنگ صواب متیقن شد کہ اصلا خوف و خطرہ ندارد نہ در حق او و نہ در حق مقلد او اینقدر شرط ست کہ اجتہاد در محل اجتہاد باشد یعنی بمقابل قرآن صریح و خبر متواتر یا مشہور و اجماع امت واقع نہ شود و اتباع مجتہد کے اجتہاد کا قرآن صریح اور حدیث متواتر یا مشہور اور اجماع امت کے برخلاف واقع ہونا فرض محال ہے جیسا کہ عنقریب اوپر گذرا ہے کہ جو شخص رتبہ اجتہاد پر جو علم دین مین نہایت درجہ کا کمال ہے فائز ہو اس سے کب ممکن ہے کہ قرآن صریح یا حدیث متواتر یا مشہور یا اجماع امت کے برخلاف حکم دے پس فاہم لیسخت غلطی ہے غیر مقلدین کی جو اس آیت سے صرف اطاعت خدا تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت کرتے ہین اور اطاعت اولی الامر کا انکار کرتے اور عوام کالانعام کو مجتہدین دین سے بے اعتقاد کر کے خود مجتہد ہی بن بیٹھتے ہین اللہ تعالیٰ ائمہ مجتہدین کی برادلی سے پناہ دیکر اہل سنت مین شامل رکھے الغرض جب ثابت ہوا کہ اطاعت مجتہدین دین کے قرآن اور حدیث کی حکم سے واجب ہے تو اب ان مجتہدین سے ایک کی اطاعت بھی واجب ہوئی کیونکہ وہ ایک بھی اولی الامر مین ہے جب پانچ نماز فرض ہین تو ان مین سے ایک بھی فرض ہوئی رمضان مبارک کے سارے مہینے کے روزے جب فرض ہین تو ان مین سے ایک بھی فرض ہے اتفاق ہے کہ یہ منصوصات قرآنیہ ہین اور وہ مدلولات اور اجماعیات شرعیہ سے ہے اور جب باستثنا حکم شرع کے واسطے ایک مجتہد مقبول کی تقلید کرلی اپنے اختیار سے تو دوسرے کی تقلید کی حاجت نرہی کیونکہ اسکے مذہب مین کوئی فروگذاشت نہین ہر طور مدون اور مضبوط اور مرتب ہے اور باوجود اختلاف فروعی کے جو فیما بین ائمہ اربعہ کے ہے سب کی یا دو کی تقلید غیر ممکن بھی ہے اور نیز مستنبط ہوتی ہے داب یحلونہ عاما و یحرمونہ عاما کے جو خدا کے بے حکمون کی طرح ہے پس اگر یہ تقلید شخصی ہی کرنی پڑی اگرچہ اس سہولت کو کمال بسط سے ثابت کیا جاسکتا ہے مگر منصف مزاجون کی لیے

اتنا فقہ ہی کافی ہوگا اور بہت سے ہم آدمی کے آگے الحمد سے والناس تک قرآن مجید کا پڑھنا شافی نہ ہوگا واللہ
ہوالموفق وشاہد عدل کی شہادت تو ہو چکی ایک تیسری شہادت اور بھی ادا کردے جاتی ہے حق تعالی کا
فرمان ہے وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ
مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا جو شی توضیح کے ابتدا میں اس آیت مبارک کا ترجمہ لکھا
گیا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو کوئی اجماع اور اتفاق مسلمانوں سے علیحدہ ہو تو وہ دوزخ میں جاویگا اور اسی
مقام پر احادیث سید الانس والجان اور توضیح القرآن سے بھی منقول ہو چکا ہے کہ جن بات پر امت کا اجماع ہو
وہ بھی اللہ تعالی کی رضی ہے اور منکر اس کا دوزخی ہے اور یہ بھی اسی جگہ مرقوم ہو چکا ہے کہ حدیث
ابوداؤد اور ابن ماجہ سے اجماع کا برابر قرآن کی اور حدیث کے ہونا ثابت ہے اسلیے علماء اہل سنت سے متفق
الکلمہ اسباب بین تصریحات انکی ہے جیسا کہ تفسیر نیشم الغریز اور ترجمہ مشکوۃ سے وہاں پر منقول ہو چکا
ہے امام رازی تفسیر کبیر میں کہتے ہیں کہ امام شافعی رضی اللہ تعالے عنہ نے اس آیت سے اجماع کا حجت
ہونا ثابت کیا ہے اور تفسیر نیشاپوری میں بھی ایسا ہی ہے اور تفسیر ابوالسعود وغیرہ میں بھی لکھا ہے کہ یہ
آیت دلیل ہے اجماع کے حجت ہونے پر اور نیز اسکے کہ اجماع کی مخالفت حرام ہے جیسا کہ اہل عبارت اس
کی یہ ہے وفیہا دلالۃ علی حجیۃ الاجماع وحرمۃ مخالفتہ انتہے اور امام نووی رحمہ اللہ تعالی شرح صحیح مسلم
کے دیباچہ میں لکھتے ہیں اِجْمَاعُ اُمَّتِہٖ حُجَّۃٌ مَقْطُوْعًا بِهَا كَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ یعنے امت محمدی کا
اجماع اور اتفاق قرآن مجید کی طرح یقینے دلائل سے ہے اور تفسیر فتح العزیز میں بذیل آیت ولا تحملوا
اسفارا وانتم قتلون کے لکھتے ہیں واما الحقہ بہا طریق الوان در ثابت کتاب اللہ یا سنت پیغمبر ان
یا اجماع مجتہدان یا قیاس جلی انتہے اب ان مراتب کو ملحوظ رکھکر سنو کہ محققین اصولیین کے نزدیک
اجماع اتفاق ہی مجتہدین کا خواہ کسی طبقہ کے ہوں ایک حکم شرعی پر کما فی مسلم الثبوت ونہایۃ الوصول
وغیرہما اور انمیں کتابوں سے یہ بھی واضح ہے کہ اجماع میں قول مجمعین کا ضروری نہیں ہے بلکہ فعل
اور سکوت اور تقریر سے بھی اجماع ثابت ہوجاتا ہے چنانچہ منار اور اسکی شرح میں بھی لکھا ہے الاجماع
فی اللغۃ الاتفاق وفی الشرع اتفاق مجتہدین صالحین من امۃ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فی عصر واحد
علی امر قولی او فعلی یعنے قول ہو یا فعل اسپر مجتہدین امت مرحومہ کے ایک وقت میں اتفاق کرنے
سے اجماع حاصل ہوجاتا ہے اب غور کرو اس میں جو علامہ سید احمد طحطاوی رحمہ اللہ سبحانہ وتعالے

حاشیہ درمختار میں لکھتے ہیں قال بعض المفسرین فعلیکم یامعشر المؤمنین باتباع الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باہل السنۃ والجماعۃ فان نصرۃ اللہ تعالی وتوفیقہ فی موافقتھم وخذلانہ وسخطہ ومقتہ فی مخالفتھم وہذہ الطائفۃ الناجیۃ قد اجتمعت الیوم فی المذاہب الاربعۃ ہم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجا عن ہذہ المذاہب الاربعۃ فی ذلک الزمان فہو من اہل البدعۃ والنار یعنے بعضے تفسیر والے میں لکھا ہے کہ آگاہ ہوجاؤ اے مسلمانو فرقہ اہل سنت کی متابعت لازم پکڑو کیونکہ اللہ تعالی کی مدد اور توفیق اہلسنت کی موافقت میں ہے اور غضب اور رسوائی اسکی اہل سنت کی مخالفت میں ہے اور یہ طائفہ ناجیہ اہل سنت کا چار مذہب حنفی مالکی شافعی حنبلی ہیں جمع اور مشخص ہے اور جو کوئی ان چار مذہب سے جیسے یہ رائج ہیں باہر ہوا پس وہ بدعتی اور دوزخی ہے یہ ترجمہ ہے اس عبارت کا اور ایسا ہی امام المحررین اور امام فخر الدین رازی اور امام ابی الفتح بغدادی اور امام غزالی اور ابن الصلاح اور ابن السمعانی اور علامہ تقی الدین سبکی اور عارف شعرانی اور ملا علی قاری اور علامہ محمد طاہر فتنی وغیرہم من المحققین رحمہم اللہ اجمعین کی تصریحات منقول ہیں جنسے ثابت ہے کہ امام معین کی تقلید ضروری ہے اگر اختصار مطلوب نہ ہوتا تو ان سب بزرگوار کی روایات نقل کی جاتیں وہ سب وہ تیس انتصار الحق جواب معیار الحق میں موجود ہیں پس جب یہ مذہب الحق ہوئے جسکو قریب ایک ہزار برس کے مدت گہنا چاہیے اجماع فعلی اور تقریری سے ثابت ہوا کہ اہل سنت ان چاروں مذہبوں میں منحصر ہیں یعنے استقرار اور جستجو سے پایا جاتا ہے کہ نیکوکار ان اسلام محققین اور موسنین منصفین سے ان چاروں مذہبوں سے کسی ایک مذہب کے مقلدین اور عادت خواص وعوام اہل اسلام سے دریافت ہوا کہ سوا ان چار مذہبوں کے کوئی سبیل موسنین اور طریق مختار صالحین کا نہیں ہے پس بحکم قرآن اس معتاد خواص وعوام مسلمانان سے متحقق ہوا کہ حنفی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی بنا واب فرقہ ناجیہ اہل سنت ہوا اور سوا اسکے بدعتی اور ناری کہلاتا ہے نعوذ باللہ من ذلک پوشیدہ نہ رہے کہ جب کسی مسلمان نے ائمہ اربعہ مین سے جنکی مذاہب مرتب و مہذب مدون مبوب ہوچکے ہین کسی ایک کی تقلید کرلے تو اب وہ استمثال شرعی سے بری الذمہ ہوگیا اور اپنے مطلب اور منزل مقصود کو پہونچا اسلیے اسکو دوسرے مذہب یا دوسرے مجتہدون کی طرف رجوع کرنیکی حاجت نرہی نہ یہ کہ وہ دوسرے مجتہدون کو لائق تقلید نہین سمجھتا یا ان پر کسیوجہ سے بدظن ہے حاشا وکلا اور اسی بنیاد پر ہے مدار اس روایت کا جو امام ابن الہمام امام رازی رحمہما اللہ تعالی سے نقل

کرنیمین جیسا کہ علامہ سید سیہودی عقد فرید مین لکھتے ہین وقال محقق الحنفیہ الکمال ابن الہمام رحمہ اللہ تعالی نقل الامام الرازی رحمہ اللہ تعالی اجماع المحققین علے منع العوام من تقلید اعیان الصحابۃ بل یقلدون من بعدہم الذین سہروا دونوا وضعوا دونوا اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالی عقد الجید مین لکھتے ہین اعلم ان فی الاخذ بہذہ المذاہب الاربعۃ مصلحۃ عظیمۃ وفی الاعراض عنہا کلہا مفسدۃ کبیرۃ ونحن نبین فی ذلک بوجوہ الخ یعنے علماء دین محققین سے ارشاد ہے کہ مسلمان ان چار مذہبون کی تقلید کرین نہ صحابہ کبار اور دوسرے مجتہدین صلاح شعار کی کیونکہ جیسا کہ تقلید اور عمل کرنیکے واسطے ضروری لوازم بکار ہین وہ سب ان چار مذہبون مین موجود ہین نہ کسی دوسرے مذہب مین پس انکی ہی تقلید مین بہت بھلائی اور اس تقلید کے چھوڑنیمین بڑے فتنے اور فساد نکلتے ہین یہ حاصل ترجمہ ہے ان عبارات کا فقیر راقم الحروف کہتا ہے کہ بیشک اس تقلید کے چھوڑ بیٹھنے والے ہمارے عہد مین اور تہلکون مین پڑ گئے کئی تو بیچارے مین مبتلا ہو کر دجالون مین شمار کیے گئے اور کئی شکاکی وغیرہ کی کتابون کی تقلید کرکے ائمہ اربعہ کی تقلید پر طعین اور حرف زدہ کے بھاری بلیدیون کو پاک اور اتقانی حواسون کو حلال بنانے اور نصف دین اجماع اور قیاس مجتہدین کو اڑانے تقدیس اور تنزیہ باری تعالی کو مٹانے لگ گئے اور اسپر یہ فخر ہے کہ ہم موحد اور متبع سنت ہین اور مقلدین اہل سنت مشرک اور بدعتی ہین نعوذ باللہ من الحور بعد الکور کچھ مختصر ذکر ان لوگون کا دیباچہ ہدیۃ الشیعتین اور رسالہ عروۃ المقلدین مین لکھدیا ہون اور بعونہ تعالی تشریح انکی اغلوطات کی ہو بال والون کی رد کبیر مین لکھون گا اللہ تعالی شاہد ہے وکفی باللہ شہیدا کہ فقیر بحسب قدر تحریر و تقریر کرچکا اور کر رہا ہے محض تائید دین متین کے لیے ہرگز کسی اور غرض سے باقی رہا یہ کہ غیر مقلد لوگ عام مسلمانون کو دھوکہ دیا کرتے ہین کہ سوا صحابہ کبار کیوقت مین یہ چار مذہب کہان تھے ہو وقت مین مثلا صدیق اکبر کے اجتہاد پر عمل کرلیتا تھا اور کوئی فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی رائے رزین پر جیسا کہ اسوقت لوگ مخیر تھے ویسا ہی ہمکو اختیار ہے کہ جو مسئلہ جس مذہب کا پسند آیا اسپر عمل کرلیا ہے سو اسکا جواب یہ ہے کہ صحابہ کبار کے زمان سعادت نشان مین سب لوگ خیر القرون کے دینی علوم سے اکثر ماہر تھے اور صحابہ کو بسبب شغل مہمات امور مین تدوین مذہب کی فرصت کم تھی کسی کا مذہب مدون اور مہذب نہین ہوا تھا اور نہ چنداں حاجت تھی جو مسئلہ استنباطی کسیپر مخفی ہوتا تو اپنے کمال مقتدیہ سے بیچکہ عمل کرلیتا بہ حکم اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم جیسا کہ اسکی تحقیق دوسری فروگذاشت کی تکمیل مین گذری ہے پہر جیسے

خیر القرون گزرے اور مذاہب اربعہ مدون ہوگئے تو ان مذاہب کے اماموں کی تقلید کے سوا چارہ نہ رہا کہ یہ خیر القرون ہی اور لائق اقتدا کرنیکے ہین ایک مذہب کے اختیار کرنیمین جو سب مسائل مین کفایت ہوگئی تو دوسرے کیطرف رجوع کرنے کی حاجت نرہی مولانا قاری علیہ رحمۃ الباری رسالہ التشییع الفقہاء الحنفیۃ مین لکھتے ہین فان قیل لیس فی عمد الصحابہ رضے اللہ تعالی عنہم کان الواحد من الناس مخیرا بین ان یاخذ فی بعض الوقائع بمذہب الصدیق الاکبر وفی بعضہا بمذہب الفاروق قلت انما کان کذلک لان اصول الصحابۃ لم تکن کافیۃ لعامۃ الوقائع ولا شاملۃ لکافۃ المسائل لانہم لم یتفرغوا للتفریع التفاریع وتمہید الاصول والتاصیل فلما جعل الضرورۃ یحل للمقلدین اتباع الصدیق فی بعض الوقائع واتباع الفاروق فی بعضہا واما فی زماننا فمذاہب الائمۃ کافیۃ لمعرفۃ الکل فانہ امن واقعۃ تقع الا وتجد ہا فی مذہب الشافعی او غیرہ ایضا او تحریجا فلا ضرورۃ الی اتباع الامامین انتہے حاصل ترجمہ اس عبارت کا وہ ہی جو اوپر اسکے لکھا گیا ہے مجمع بحار الانوار مین جو معتبر شرح ہے کتب صحاح ستہ وغیرہ کے لکھتے ہین کہ دو مجتہد کی تقلید کو علماء اصول نے منع کیا ہے مصلحت کے لیے اور جو شخص ہر مذہب سے اپنی آسانی اختیار کرے تو وہ فاسق ہی اصل عبارت یہ ہے لکن منعہ الاصولیون للمصلحۃ وحکی عن بعضہم ان من اختار من کل مذہب ما ہو اہون یفسق انتہی جبھی گلے اچھے زمانون مین یہ فتوی تھے تو اب تیرہوین صدی کے اخیر مین جو نام کے علما چارون مذہبون کے برخلاف ہو کر مسلمانون کے دین کو برباد کر رہے ہین اور تکبر اور خودرای سے بسبب اپنی جہالت کے خود بھی گمراہ اور لوگون کو بھی گمراہ کر رہے ہین انکے کہنے سے تقلید شخصی کب ناجائز اور حرام ہوسکتی ہے ان لوگون کی بے علمی کا تھوڑا سا نمونہ گیارہوین اور بارہوین ترضیح مین لکھون گا انشاء اللہ تعالی ابھی رجوع مطلب کیطرف کر کے لکھا جاتا ہے صحیحین وغیرہما کی حدیثون مین وارد ہی کہ سب زمانون سے اچھا زمانہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا تھا اس سے پیچھے جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسمین رائج ہوجاوین گی یعنے دروغ فاش ہوگا بے علمی اور بے دینی کے سبب سے مولوی حرم علی موحد ترجمہ مشارق الانوار مین ان حدیثون کے نیچے لکھتے ہین کہ یہ تینون نیک زمانے دو سو بیس برس ہجری ہی تمام ہوچکے سو اسیوقت مین نہایت بدتغیر ظاہر ہوئین اور فرقہ معتزلی نے زباندازی شروع کی اور حکمت فلسفہ کا یونانی سے عربی مین ترجمہ ہوا اسکو دریافت کر کے کچھ مسلمانون کے عقیدے بگڑ گئے اور علما راہل سنت پر بادشاہون کے زیادتیان شروع ہوئین غرضکہ اسلام مین بڑی مصیبت پڑی اور دین الٹ پلٹ گیا اور ہمیشہ دین مین کمی ہوتی گئی مطلب

یہ کہ جب زمانہ بگڑا اور شر غالب ہوا تو کسی کے قول فعل کا اعتبار نہ رہا تو دین داروں کو لازم ہوا کہ سوا اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین کے کسی کی راہ و رسم کو قبول نکریں امام اعظم اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں تھے دین کا بوجھنا انکی محنتوں کے سبب سے مسلمانوں کو آسان ہوگیا اسواسطے کہ وہی خیر القرون میں داخل تھے سہولت سے اہل سنت نے دین کے سمجھنے میں ان کو اپنا پیشوا بنایا تھے اور واضح رہے کہ روایات مثبتہ تقلید امام معین اور تابعیت امام اعظم رضی اللہ عنہ بر جو معیار الحق وغیرہ رسائل غیر مقلدین میں اعتراضات واہیات لکھے ہیں انکے شافی جواب نہایت سنجیدگی سے کتابہ انتصار الحق وغیرہ میں تحریر ہیں جسکا جی چاہے ان میں دیکھ لے اس جگہ پر طوالت منظور نہیں صرف منصف مزاج کا سمجھانا قدر کفایت سے مدنظر ہے واللہ ہو الہادی اگرچہ ان آیات بینات کے ضمن میں کئی حدیثیں جن سے تقلید شخصی کا ثبوت نکلتا ہے مرقوم ہوئی ہیں مگر علاحدہ کرکے بھی ایک دو حدیث مبارک لکھدیجاتی ہیں تا کہ طالب تحقیق کو بخوبی اطمینان آجاوے اور کوئی حسرت اسکے دل کی باقی نہ رہے بصابیح اور مشکوۃ میں سنن ابن ماجہ سے مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اتبعوا السواد الاعظم یعنے جسطرف اکثر علماء اور بہت سے مسلمان بنگر کاربند ہوں اس کی پیروی کرو فانہ من شذ شذ فی النار یعنی جو شخص اس جماعت کثیر سے علیحدہ ہوا وہ دوزخ میں ڈالا جاویگا کذا فی ترجمہ شیخ الدہلوی طیبی شرح مصابیح میں لکھا ہے کہ جو شخص سواد اعظم سے نکلا ایسی طرف گیا جہاں سے دوزخ میں داخل ہوگا کذا فی مجمع بحار الانوار تحت شذ ذیہ حدیث جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں ہے ویسا ہی کتاب السنۃ ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہم میں بھی ہے کذا فی الترجمہ شیخ الدہلوی پس یہ حدیث صحیح مطابق ہے احادیث صحیحہ مسلم وغیرہ کے جو بروایت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے من سرہ ان یسکن بحبوحۃ الجنۃ فعلیہ بالجماعۃ فان الشیطان مع الفرد یعنے جسکو پسند ہو کہ اعلے جنت میں رہے تو لازم پکڑے جماعت کثیرہ اور سواد اعظم کو اور جو تنہا رہا شیطان کا ساتھی ہے یعنے دوزخی بنا اب اس حکم کو مدنظر رکھکر سنو کہ قریب ایک ہزار سال کے جو بے مؤمنین صالحین نے چار مذہبوں کی تقلید اختیار کی ہے تو یہ طریقہ علماء راسخین مؤمنین مقلدین کا یہی ہے کہ جمیع مسائل میں ایک ہی امام کی تقلید کرتے ہیں اور بلا ضرورت انچہ امام کی تقلید سے باہر نہیں جاتے ہیں کیونکہ ادلہ شرعیہ سے یہی مستنبط ہوتا ہے جیسا کہ مختصر ذکر اسکا اوپر ہو چکا ہے اسکو بدعت اور ناجائز کہنے والے شرع کے اصول سے ناواقف ہیں

پس ہر مسلم مکلف پر اتباع سواد اعظم جو تقلید امام معین کی ہو محکم شرع مطہر ہوئی اور جو لوگ باوصف ہونے
ملکہ اجتہاد کے جوئی زنانا عنقا صفت ہین کسی ایک امام کی ائمہ اربعہ مین سے تقلید نہین کرتے اور اپنی
ہوا اور تکبر کے پیچھے لگ کر مجتہدانہ طور پر کہ اہل سنت سے جو سواد اعظم ہین اصول اور فروع مین مخالفت رکھتے
ہین بیشک وہ لوگ بحکم محکم من شذ شذ فی النار کے بدعتی اور ناری ہین العیاذ باللہ من ہذا الضلال البعید
دوسرے حدیث جو دوسری فرقہ ہلکت کی تکمیل مین باعث دینی کتابین حدیث اور فقہ سے نقل کی گئی ہے جسکا
مضمون یہ تھا کہ امت کے مجتہدون کا اختلاف مسلمانون کے لیے رحمت ہے اسکو یاد کر کہ آگے سنو کہ یہہ
اختلاف جو رحمت ہو مسلمانون پر ایک ہی امام مجتہد کی ائمہ اربعہ مین سے تقلید کرنے مین اور بلا ضرورت
دوسرے کیطرف رجوع نہ کرنے مین قائم رہیگا جب ہم حنفیون نے عدم رفعیدین اور عدم قرات فاتحہ خلف
الامام اور اخفاء آمین وغیرہا کو جو ہمارے امام کا مذہب قرآن اور حدیث سے ثابت ہو لازم پکڑا اور انکی مخالفات
سے محترز اور مجتنب رہے تو وہ اختلاف موجب حصول رحمت الٰہی قائم رہا پس جس نے ایک امام کی تقلید نہ کی
بلکہ چاروں اماموں کے مسائل سے جیسا جی مین آیا اخذ کر کے عمل کرتا رہا تو قطع نظر ان قباحتون سے
کہ کبھی ایک کام کو حلال سمجھیگا اور پھر اسکو حرام جیسا کہ ایک دفعہ امام شافعی کے مذہب پر چلکر سو سمار یعنی
گوہ کو کھا لیا حلال جانکر اور پھر جب اس سے دل نے نفرت کی تو امام اعظم کے مذہب کے بموجب اسکو حرام جانکر
ترک کر دیا تو اس مین کفار کے ساتھ ملنے سے تشبیہ ہوئی کہ بحالت عاداو پھر مونہ عادا یعنے ایک چیز کو اب کے برس حلال
جانتے ہین اور دوسرے برس حرام مانتے ہین مولانا قاری خیر فقہ اکبر مین بحکم حدیث من تشبہ بقوم
فھو منھم کے بمقتضین سے مشابہت کو ناروا کہتے ہین تو کفار کی مشابہت تو سخت ہی ناسزا ہوگی اور
انکے درمیان ہو پہنچاوے گی العاذنا اللہ وجمیع المسلمین من ذلک اور نیز چاروں اماموں کے مسائل پر عمل کرنی
سے تلفیق پیدا ہوگی جو بالاتفاق باطل ہے یعنے اس صورت مین کسی امام کے نزدیک بھی وہ عمل روا نہ ہوگا
جیسا کہ صدہا دینی کتابون مین لکھا ہے اگر اور کتابون مین دیکھنا دشوار ہے تو رسالہ جواب سوالات عشرہ
مین دیکھین کہ مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین جسکی اصل عبارت حاشیہ پر لکھی جاتی ہے اور
ترجمہ اسکا یہ ہے کہ ضرورت کی تین صورتون مین دوسرے مذہب پر عمل کر لینا روا ہے مگر دین شرط کہ تلفیق واقع
نہ ہو یعنے دونون مذہبون پر عمل کرنے سے ایسی صورت پیدا نہ ہو کہ جس سے وہ عمل دونون مذہب مین باطل
ہو جاوے جیسا کہ امام شافعی کے مذہب پر وضو کو فصد کے بعد فاسد نہ جانکر سیدھے سے امام کے پیچھے سوائے

الحمد کے نماز پڑھ لے تو حنفی اور شافعی دونوں مذہبوں کے رو سے یہ نماز باطل ٹھہری یہ ترجمہ عبارت رسالہ مذکور کا اور ایسی ہی صدہا صور تین ہیں کہ جن میں چاروں مذہبوں پر چلنے سے چاروں مذہبوں کے متروک عمل باطل ہو جاتے ہیں جیسا کہ علماء دین نے انکی تشریحات کی ہیں اقوان قباحتوں سے بڑھکر دو یا تین چار مذہبوں پر عمل کرنے سے اشد قباحت اور سخت شناعت یہ ہے کہ وہ اختلاف جو خدا کیطرف سے رحمت اور برکت تھا رفع ہو گیا بے رحمتی اور بے برکتی شامل حال ہو گئی معاذ اللہ من ذالک پس ثابت ہوا کہ ایک ہی امام کے مذہب پر چلنے سے رحمت و دستگیری کرتی ہے ورنہ بار رحمتی اور رحمت موجود ہے تنبیہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ یا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کسی دوسرے امام کا نام لیکر انکی تقلید کا حکم دیا ہے کیونکہ بصورت تین تو یہ تقلید شخصی فرض اور واجب کے اتی نجاتے منکر اسکا کافر ہوتا مگر اس مین شک نہین ہے کہ جب قرآن اور حدیث سے صریح طور پر کسی مجتہد کی تقلید واجب ہوئی تو ہم نے جب ایک مجتہد مقبول کی اسکے کمال تقوی اور جلال علم پر اعتقاد کر کے تقلید اختیار کی جسکا نام واجب مخیر ہے تو دوسرے ادلہ شرعیہ کے استنباط سے بڑھکر یہ ایک عہد اور اقرار ہی ہو گیا اب پورا کرنا اس عہد کا بحکم آیت کریمہ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا یعنے اور پورا کرو عہد کو بیشک اقرار کی پرسش ہو گی اور نیز بمنشار آیت مبارک وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا یعنے اور پورا کرنے والے اپنے اقرار کو جب اقرار کرتے ہیں بننے یہ لوگ نیکوکاروں میں ہیں اور نیز بفحوائے حدیث لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے کما فی المشکوۃ من شعب الایمان للبیہقی واجب اور لازم ہو گیا یہ نہ جو کہ ہم اس مجتہد کی تقلید پر باستمثال حکم قرآن و حدیث مدت العمر قائم رہیں اور اس پر بلا ضرورت تخلف نکریں ورنہ تفرق اور بدعت میں ابتلا ہو گا جیسا کہ شاہ صاحب رسالہ جواب سوالات عشرہ میں لکھتے ہیں واگر سوائے این وجوہ شمہ ترک اقتدا حنفی نمودہ اقتدا شافعی نماید یا بہیچ کس مکروہ قریب بحرام ست زیرا کہ لعب ست در دین لنتھے اور اسی بنیاد پر ہے جو بہت سے معتبر فقہ کی کتابوں میں مثل درمختار و ردالمحتار و فتاوای عالمگیریہ و فتاوی خانیہ و فتاوی تاتارخانیہ وقنیہ وغیرہ میں لکھا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیطرف انتقال کرنیوالے کو تعزیر لگانی چاہیے لنتھے اور جن صورتوں میں دوسرے مذہب پر عمل کر لینا روا ہے ایک تو ضرورت ہے کہ الضرورات تبیح المحظورات اصل ہے اصول دین میں سے دوسرا حصول ملکہ اجتہاد ہے دلونی بعض السائل جب ایسا عالم صاحب ملکہ دوسرے مذہب کے

کسی بات مین ترجیح دیکھی یا احتیاط تو اس کو بھی اس مذہب پر عمل کر لینا روا ہے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے
وقتون مین ایسے عالم کا وجود نادرات سے ہے مولانا شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی جنکی علمون سے سارا ہند وسند
و پنجاب روشن ہے بلکہ بلا مبالغہ فخر الاسلام ہین اور ان اکثر غیر مقلدون کی تیسری چوتھی جگہ پر استاذ ہین
اور جنکی مثل نظیر نظر نہین آتی ہے اونہون نے کبھی بھی عبادات اور معاملات مین حنفی مذہب ترک نکیا
اور مدت العمر اسی تقلید پر رہے اور عمل بالحدیث کا نام نہ لیا اور کیون لیتے جب اس تقلید مین عمل بالقرآن
والحدیث دونو تھے تو اب کے علماء غیر مقلد جن کا استنباط کرنا بجا ہے خود بات کرنہین اور عربی عبارت کے طلب
سمجھنے اور تحریرین قدم قدم پر غلطیان کر رہے ہین جیسا کہ اس رسالہ کے ناظرین کو اسپر یقین ہو جاویگا انہین
معلوم کس منہ سے عمل بالحدیث کا نام کر کے تقلید چھوڑتے اور شمول سواد اعظم سے منہ نہ موڑتے مین اللہ تعالے
ہدایت فرماوے اور مسلمانون کو یہ بیجا اختلاف اٹھائے بیاتک فضل الٰہی سے تینون فرو گذاشتون کا بقدر
لابدی تدارک ہو گیا اب فریقین کے دلائل نقل کیے جاتے ہین جو ۱۷ جنوری کے اس حکم پر کہ جسکو پیش کرنی
دلائل ہین کوئی عذر باقی رہا ہو تحریر کر کے پیش کرے غیر مقلدین کی طرف سے تقلید شخصی کے ناجائز ہونے
مین قرآن مجید اور حدیث شریف سے وجوہات پیش ہوئین اور مقلدین کی جانب سے تقلید کے وجوب مین دلائل
پیش ہوئین سو جبکہ غیر مقلدین مان چکے تھے اور اپنے دستخط کر دیے تھے کہ ایک مجتہد کا قول مجتہدین اربعہ
مین سے ماننا واجب ہے سو اب اس سے انکاری ہو کر ناجائز ہونے تقلید مذہب معین پر وجوہات کیون نا پیش
ہوئین اور مقلدین نے جب تسلیم کرا لی تھی تو اب ان دلائل کے تحریر کرنے کی کیا حاجت تھی البتہ جیسا کہ
فقیر نے قرآن مجید اور حدیث شریف سے وجوب تقلید شخصی کا ثبوت اپنے موقعہ پر لکھ دیا ہے اگر ایسا وقوع
مین آتا تو یہ دوبارہ عذر باقی نہ رہجاتا بہرحال اول ہم فریقین کے دلائل کو جسوجہ سے انہون نے لکھا ہے
بجنس نقل کر کے بعد ازان جس قدر توضیح لکھنی مناسب ہوگی لکھدین گے آہ ۱۷ و ۱۸ جنوری مین غیر
مقلدین نے تقلید شخصی کے ناجائز ہونے مین یہ آیات و احادیث تحریر کر کے پیش کین آیت سپارہ ۳ سورہ
آل عمران قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ترجمہ کہو حکم مانو اللہ
تعالی کا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا پس اگر منہ پھیرو گے خدا اور رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کے حکم سے
پس تحقیق اللہ دوست نہین رکھتا کافرون کو آیت پارہ ۲۲ سورہ احزاب وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ
اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

پر تغلیب نہین لکھا گیا ہے ۱۲ (۱) یہ عبارت ثانی مین کاتب نے مین السطرین لفظ علیہ السلام کو نہین لکھا اور اسکے عوض مین متن ترجمہ مین درمیان

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ترجمہ نہیں ہے واسطے کسی ایمان والے مرد اور نہ عورت کو جبکہ ٹھیرا دی اللہ تعالیٰ اور رسول اسکا ایک کام کو یہ کہ ہو ان کو اختیار اپنے کام کا اور جس نے بیفرمانی کی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پس تحقیق گمراہ ہوا گمراہ ہونا ظاہر حدیث مشکوٰۃ صفحہ ۱۹ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ رواہ البخاری ترجمہ پس جس نے پیروی کی پیغمبر صاحب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پس تحقیق فرمانبرداری کی اللہ (تعالیٰ) کی اور جس نے بیفرمانی کی پیغمبر صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پس تحقیق اس نے بیفرمانی کی اللہ کی اور پیغمبر صاحب فرق ہے لوگوں میں حدیث مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۔ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ ترجمہ جس نے سیری طریقہ سے موند پھیرا وہ میری امت سے نہیں ہے حدیث بخاری صفحہ ۱۰۸۱ مطبع احمدی كُلُّ اُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى قِيْلَ وَمَنْ اَبٰى قَالَ مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى رواہ البخاری ترجمہ سب امت میری داخل بہشت میں ہونگی مگر وہ کہ منکر ہیں پوچھا گیا کون منکر ہے فرمایا جس نے میری پیروی کی وہ بہشت میں داخل ہوا اور جس نے پیروی نہیں کی وہ بیفرمان ہے حدیث بخاری صفحہ ۶۷۹ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اَجِبْهُ ثُمَّ اَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ قَالَ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ الخ ترجمہ کہا راوی نے تھا میں نماز پڑھتا مسجد میں پکارا مجھکو پیغمبر صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پس نہیں جواب دیا میں نے ان کو نماز کے بعد میں انکے پاس آکر عرض کیا یعنے یا پیغمبر صاحب میں نماز پڑھتا تھا فرمایا آپ نے کیا نہیں حکم دیا اللہ جلشانہ نے جواب دیا کرو تم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الخ حدیث مشکوٰۃ صفحہ ۳۱۳ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ رواہ فی شرح السنۃ ترجمہ خلقت کی تابعداری جائز نہیں ہے خدا تعالیٰ کی بیفرمانی میں العبد محی الدین عفی عنہ عبد القادر عفی عنہ العبد محمد عبد العزیز عفی عنہ العبد حامی الدین محمد

مناظر غیر مقلدین نے بشمول دوسرے علما اپنے گروہ کی یہ دو آیات اور پانچ حدیث تقلید شخصی کے ناجائز ہونے پر دلائل تحریری پیش کین ۱۹ جنوری کو مناظر سرکار والا علما غیر مقلدین پر یہ سوال ہوا کہ آپ نے جو تقلید شخصی کے ناجائز ہونے پر دو آیت دلیل پیش کین جن سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنی چاہیے ان میں تقلید شخصی سے ممانعت نہیں ہے اور پہلی اور تیسری حدیث سے پایا گیا کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نافرمان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بھی نافرمان ہے اور

دوسری حدیث مین بھی یہی ذکر ہے کہ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کا نافرمان مسلمانون سے نہین ہے ان مین تقلید کا انکار نہین چوتھی حدیث کا منشا یہ ہے کہ نماز مین ایک شخص نے حضرت کو جواب نہ دیا بعد نماز کے آپنے اسکو فرمایا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ جب رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاوے تو جواب دو یہ بات بھی تقلید کے متعلق نہین ہے پانچوین حدیث کا مطلب ہے یہ ہے کہ گناہ مین کسی کی متابعت نکرو تقلید شخصی کے ناجائز ہونیکا ذکر نہین کیونکہ وہ امامان دین کی تابعداری ہے اور یہ اصل موضوعہ پنجم مین فریقین کی تسلیم سے دین مانا گیا ہے پس ان دلیلون سے تقلید شخصی کا ناجائز ہونا صاف طور پر پایا نہین جاتا ہے آپنے کس مراد سے انکا حوالہ دیا ہے جواب جبکہ یہ حکم ہے کہ اللہ پاک اور پیغمبر صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم مانو تو اسکا صاف یہی مطلب ہے کہ دوسرے کا حکم نہ مانو تو تقلید کہان رہی تقلید شخصی کا تو کیا ذکر ہے ٭

محی الدین عفی عنہ حامی الدین محمد یکن کالہ عبدالقادر عفی عنہ محمد عبدالغزیز عفی عنہ

سوال مفتی صاحب جالندہری آپنے ایک آیت بیان کرنے پر اکتفا کیا اور دوسری آیت بیان نہین کی بلکہ اسی آیت پر ہر اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ترجمہ یعنے تابعداری کرو اللہ تعالی کی اور اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حکام یا اہل فقہ کی جو مجتہد اور امام دین ہین جیسا کہ کتاب دارمی صفحہ ۳۴ مین اسکی تفسیر مین لکھا ہے اب دیکھیے کہ تیسرے کی تابعداری کا خداوند کریم نے خود حکم فرمایا ہے پھر یہ کہ فرضیہ عادلہ کو جو عبارت ہم قیاس مجتہد اور اجماع امت سے آپ خود مان چکے ہو الغرض یہ استدلال مخالف قرآن وحدیث کے ہین جلسہ برخاست ہوا۔ پھر ۲ جنوری کو مفتی صاحب ناظر مقلدین کیطرف سے یہ سوال ہوا کہ جو مسئلہ قرآن شریف یا حدیث مین نہو تو اس مین کسی امام کی تقلید جائز ہے یا نہین جواب جو مسئلہ قرآن اور حدیث مین نہ ملے تو پھر رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابون کی تابعداری ضرور ہے اور اگر صحابون کے اقوال بھی نہ ملین تو پھر امامون کے اقوال بمنادی الاقدام ہین ان مین سے جسکی چاہین تابعداری کرین پھر مفتی صاحب نے سوال کیا کہ جب آپ یہ کہتے ہو کہ جس مسئلہ کی بابت قرآن یا حدیث مین ذکر نہو تو کسی امام کی تابعداری کرنی چاہیے تو پھر تقلید شخصی ناجائز کسطرح ہوئی جواب جوابات قرآن وحدیث مین نہلے اسکی بابت تقلید جائز ہے ورنہ جائز نہین عبدالقادر محی الدین اور مقلدین کیطرف سے ۱۷ و ۱۸ جنوری کو تقلید شخصی کے وجوب مین یہ دلائل تحریری پیش ہوئین آیت سورہ بنی اسرائیل سپارہ ۱۵۔ یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِہِمْ ترجمہ جسدن پکارینگے ہم سب لوگون

کرساتھ نام امام انکے کہ تفسیر حسینی مین ہے یا حنفی یا شافعی مگر کہ آیت سورۂ فرقان س ۱۹ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ
إِمَامًا ترجمہ اور کر ہم کو واسطے متقیون کے امام آیت سورہ نساس ۵ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ
نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ترجمہ اور تابعداری کرے غیر رستہ مومنون کی
سوہم اسکو حوالہ کرین وہی جو اس نے پکڑی اور ڈالین ہم اسکو دوزخ مین آیت سورۂ انبیاس ۷ فَاسْأَلُوْا
أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ترجمہ سو پوچھو یاد کرنیوالون سے اگر تم نہین جانتے آیت سورہ
شوری س ۲۵ - وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ
عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ترجمہ اور جو لوگ جھگڑا ڈالتے ہین
اللہ تعالی کی بات مین جب خلق اسکو مان چکی انکا جھگڑا ڈگل رہا ہے ان کے رب کے ہان اور ان پر غصہ
ہے اور انکو سخت مار ہے آیت سورہ انعام س ۱۹ إِنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا
السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ الآیۃ قال فی القسطلانی شرح البخاری عن ابن عباس فی تفسیر
امر المؤمنین بالجماعۃ ونہی عن الاختلاف والفرقۃ ترجمہ بیشک یہی رستہ میرا سیدھا پس تابعداری
کرو تم اسکی اور نہ تابعداری کرو کسی راہون کی پھر تم کو ہٹا دین گے اسکی راہ سے اور کہا قسطلانی
شرح بخاری مین ابن عباس سے اسکی تفسیر مین امر کیا اللہ تبارک وتعالی نے مومنون کو بڑے گروہ سے ملے
رہنے کا اور منع فرمایا ہے مخالفت اور پھوٹ ڈالنے جدائی سے آیت سورہ ملک سیپارہ ۲۹ وَقَالُوْا
لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ أَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ترجمہ اور بولے اگر ہم ہوتے سنتے یا بوجھتے ہوتے
دوزخ والون مین آیت سورہ مائدہ پ ۶ وَابْتَغُوْا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ترجمہ اور طلب کرو طرف اسکی
وسیلہ آیت سورہ مائدہ پ ۶ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ
الْغٰلِبُوْنَ اور جو کوئی رفاقت پکڑے اللہ تعالی کی اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اور
ایمان والون کی تو اسمجھا وہ تعالی کی جماعت وہی ہونگے غالب آیت نمبر (۱۰) سورہ لقمان سیپارہ ۲۱
مین ہے وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ترجمہ اور تابعداری کر اسکی راہ کی جو رجوع کرے طرف
میری آیت سورہ نساس ۱۳ إِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ إِلَى
الرَّسُوْلِ وَإِلٰى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ترجمہ جب ان کے
پاس پہونچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی اسکو مشہور کرتے ہین اور اگر لیجاتے اسکو طرف رسول اور

صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے اختیار والوں کو جانتے اسکو وہ لوگ جو تحقیق کر کے سمجھنے والے ہیں آیت اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ ترجمہ اتباع کرو اللہ تعالیٰ کی اور اتباع کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اولی الامر کی پس اگر جھگڑو تم بیچ کسی چیز کے پس پھیرو تم اسکو اللہ تعالیٰ اور رسول کی طرف حدیث دارمی صفحہ ۲۲ لَا یَعْتَقِدُ قَلْبُ مُسْلِمٍ عَلٰی ثَلٰثِ خِصَالٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ قَالَ قُلْتُ مَا ھُنَّ قَالَ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ وَالنَّصِیْحَۃُ لِوُلَاۃِ الْاَمْرِ وَلُزُوْمُ الْجَمَاعَۃِ فَاِنَّ دَعْوَتَھُمْ مُحِیْطٌ مِنْ وَرَائِھِمْ ترجمہ نہیں جماتا دل مسلمان کا تین خصلتوں پر مگر کہ داخل ہوتا ہے جنت میں کہا راوی نے کیا ہیں وہ تین خصلتیں فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپریا عمل کرنا واسطے اللہ تعالیٰ کے اور خیر خواہی حکام کی اور نہ چھوڑنا بڑے گروہ کو حدیث مشکوٰۃ صفحہ ۲۲ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ ترجمہ تابعداری کرو بڑے گروہ کی پس جو الگ ہوا الگ ہوا گروہ سے اکیلا ہوگر لگا دوزخ میں حدیث مشکوٰۃ صفحہ ۳۱۲ عَنْ عَرْفَجَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتَاکُمْ وَاَمْرُکُمْ جَمِیْعٌ عَلٰی رَجُلٍ وَاحِدٍ یُرِیْدُ اَنْ یَّشُقَّ عَصَاکُمْ اَوْ یُفَرِّقَ جَمَاعَتَکُمْ فَاقْتُلُوْہُ فَاِنَّ یَدَ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَاِنَّ الشَّیْطَانَ مَعَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ یَرْکُضُ ترجمہ کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جو فرماتے تھے جو کوئی آوے تمہارے پاس اور حال انکہ تم سب ایک شخص کے فرمانبردار ہو چاہے یہ کہ توڑے حکومت تمہاری یا پھاڑے جماعت تمہاری پس قتل کرو اسکو الخ صفحہ ۵۶ مشکوٰۃ فرمایا ابو موسیٰ اشعری نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالہ سے کہ نہیں کہا کسی نے کوئی مسئلہ جبتک یہ عالم تم میں ہے روایت ملا علی قاری نے کتاب شم العوارض صفحہ ۳۳ میں لکھا ہے وَاَمَّا اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ فَاِنَّہٗ لَمْ یَکُنْ مِنْ اَھْلِ الْفَتْوٰی بَلْ کَانَ مِنَ الْمُرْوٰۃِ فِیْمَا یَرْوِیْ لَا یَتَاَمَّلُ فِی الْمَعْنٰی وَکَانَ لَا یَعْرِفُ النَّاسِخَ مِنَ الْمَنْسُوْخِ وَکَاَجْلِ ذٰلِکَ حَجَرَ عَلَیْہِ عُمَرُ عَنِ الْفَتْوٰی فِیْ اٰخِرِ عُمُرِہٖ اور رہا ابو ہریرہ پس تحقیق وہ نہیں تھے اہل فتوی سے بلکہ وہ تھے ایک راوی راویوں سے نہیں سوچتے تھے معنی میں اور نہیں تمیز کرتے تھے ناسخ اور منسوخ میں اسی سبب سے روکدیا ان کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتوی دینے سے اخیر عمر میں حدیث مشکوٰۃ صفحہ ۲۷ اَلْعِلْمُ ثَلٰثَۃٌ اٰیَۃٌ مُحْکَمَۃٌ اَوْ سُنَّۃٌ قَائِمَۃٌ اَوْ فَرِیْضَۃٌ عَادِلَۃٌ ترجمہ علم تین ہیں آیت محکم یا سنت ثابتہ یا احکام مستنبطہ اجتہادی جو برابر ہیں قرآن اور حدیث کے وجوب

عمل مین بیان عدم تطابق دلیل بامدعی غیر مقلدین آیت وحدیث نمبر اول وغیرہ دلیل ہماری مدعی کی ہے
نہ آپکے مدعی کی کیونکہ تقلید مذہب کی آیات واحادیث مذکورہ مستدلہ ہماری سے ثابت ہوئیں پس کرنا تقلید
مذہب معین کا عین تعمیل آیات واحادیث مسطورہ کے ہے العبد مفتی ولی محمد اجتہادی کہ غیر مقلدین کی
طرف سے مقلدین کی دلیلون ہی اجو وجوب تقلید شخصی پر تحریر کیے ہین) پہلی آیت یوم ندعوا کل اناس
بامامہم پر یہ سوال ہوا کہ اس آیت کے معنے جو یہ کہتے ہین کہ جس امن پکارین گے ہم سب لوگون کو ساتھ انام
امام انکے کہ الم سے مراد کتاب اللہ یا رسول غیر صلی اللہ علیہ وسلم حنفی وشافعی کا حصر نہین ہے جو پیشوا ہو
ہدایت کا یا گمراہی کا اور امامان دین بھی اس مین داخل ہین اتفسیر کبیر امام صفحہ ۵۳ جامع البیان صفحہ ۲۴۶
العبد محی الدین اسپر سرکار دو عالم سے مقلدین ہی سوال کیا کہ سو مدین کہتے ہین کہ یا حنفی یا شافعی ہی پکارے جاوین گے تم کس طرح ثابت کرتے ہو جواب مفتی صاحب نے تفسیر حسینی سے دکھایا کہ ایک معنی اس
آیت کے یہ ہین کہ یا حنفی یا شافعی کر کے پکارا جاویگا بجنس عبارت اسکی یہ ہے یا مقتدیکہ در مذہب
متابعت او نمودہ باشند چنانچہ مذاز نند یا حنفی یا شافعی وور ینباب از مرتضے علی کرم اللہ وجہہ نقل می
کنند کہ دران روز ہر قومی را بخوانند بنام زمان ایشان صفحہ ۴۹۵ العبد مفتی ولی محمد مناظر غیر
مقلدین نے اسپر یہ اعتراض کیا کہ یہ معنے احتمالا درست ہین اور اصول موضوعہ مین لکھا گیا ہے کہ جب
احتمال دلیل مین آوے تو اس سے دلیل پکڑنا درست نہین العبد محی الدین مفتی صاحب نے جواب دیا کہ جو
آپنے احتمال بیان کیا ہے یہ احتمال عقلی ہے یا ممکن الاجتماع جب یہ حسب حالات ممکن الاجتماع ہین تو
عقلی استدلال کے نہین ہین کیونکہ مضر استدلال کے وہ احتمال ہوتا ہے جو عقلی ہو العبد مفتی ولی محمد
مناظر غیر مقلدین نے اسپر یون کہا کہ تفسیر حسینی مین اسکے سوا اور احتمالات بھی مذکور ہین اول یہ کہ دین
کے نام سے بلائے جاوین گے مثلا اے مسلمان اے یہودی دوسرے یہ کہ اپنے مادران کے نام سے بلائے
جاوین گے یعنی امام جو امام کی ہے اور ام مادر کو کہتے ہین تیسرے یہ کہ اپنے اعمالنامہ سے بلائے جاوین گے
چوتھے یہ کہ اپنے معبود کے نام سے بلائے جاوین گے سب سے قوی احتمال اعمالنامہ کے معنے لینا ٹھیک ہے
جیسا کہ حدیث جامع ترمذی مین آیا ہے جیسا کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک
بلایا جاویگا یہ اعمالنامہ ہاتھ درست انکے مین دیا جاویگا اور لپٹا کیا جاویگا اسکا جسم ساٹھ گز اور سفید
کیا جاویگا سونے اسکا اور ایک تاج موتیون کا اسکے سر پر رکھا جاویگا جو چمکتا ہوگا اللہ جاوے گا وہ طرف

یا دن اپنے کی پس دیکھین گے اسکو جیسے اسکے پس کہین گے یا اسنے ہم کو ایسا ہی پس کہا جاویگا ان کو
خوشخبری ہو تم کو واسطے ہر شخص کے تم مین سے ایسا ہی ہوگا برخلاف اسکے کافرون کا قد لمبا کیا جاوے گے
اور اسکا رو سیاہ کیا جاویگا اور دیکھین گے اسکے ایا اور پناہ مانگین گے اور ان کو یہ حکم ہوگا کہ تمہارا بھی کا یہی
حال ہوگا اور بلائے جاوین گے ساتھ امام یعنے اعمالنامہ اپنے کے کیونکہ یہ معنے امم کی حدیث شریف مین
آئے ہین اور سیاق آیت کا بھی یہ مضمون پر دلالت کرتا ہے اسطرح سے کہ ہر وہ شخص جسکو دیا جاویگا
اعمالنامہ اسکے ہاتھ رہست مین اور یہ لوگ پڑہین گے کتاب اپنی نہ ظلم کیے جاوینگے تاکہ برابر اور سوا
اسکے جو دوسرے معنے بیان کیے ہین وہ ضعیف ہین سرکار والا کیطرف سے اسپر یہ سوال ہوا جو معنے کہ اس
معنے کو سوا ہین اور دوسری کتابون مین بیان کیے گئے ہین جیسا کہ اوپر انکا ذکر ہوا ہے ان کے ضعیف
ہونیکی کیا وجہ ہے ان مصنفون نے احدیث شریف کے برخلاف کیون لکھا اور ان کو کیا یہ حدیث شریف
معلوم نہتی مولوی نور احمد نے منجملہ غیر مقلدون کے اسکا جواب دیا کہ تو پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے نام سے بلائے جاوین گے اور نہ دین کے نام سے نہ فرقان شریف کے نام سے اور نہ امام کے صرف
اعمالنامہ کے نام سے بلائے جاوین گے وہی اعمالنامہ امام ہے کیونکہ حدیث شریف مین آچکا ہے اسپر
سرکار والا نے دو سرے علماء غیر مقلدین سے سوال کیا کہ آپ صاحبون کا اس مین اتفاق ہے یا نہین ہوئے
محی الدین مناظر غیر مقلدین نے کہا کہ مولوی نور احمد کی خطا ہے مولوی قمر الدین نے کہا آدھے معنی یہی
ہین نور احمد سے اتفاق نہین مولوی عبد القادر نے کہا کہ نور احمد کی اسقدر غلطی ہے کہ صرف اعمالنامہ
ہی کے نام سے بلائے جاوینگے اور اصلی مولوی محی الدین صاحب کی غرض یہ ہے کہ حدیث شریف سے اعمالنامہ
کی بابت تائید پائی جاتی ہے نہ کہ صرف دوسری تفسیرون کے معنی ہی اس آیت کی اب سب جائز ہین تب
سرکار والا نے مفتی صاحب سے سوال کیا کہ مولوی محی الدین نے جو یہ جب حدیث مرفوعہ بالا کے امام
کے معنے اعمالنامہ کے کیے ہین اس مین آپ کی کیا رائے ہے مفتی صاحب نے جواب دیا کہ احدیث مذکورہ بالا
مین امام کے معنے کتاب اعمالنامہ کے نہین وارد ہوے بلکہ احدیث کی یہ عبارت ہے یُدْعٰی اَحَدُهُمْ فَیُعْطٰی
کِتَابَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ترجمہ پکارا جاویگا ایک انکا پھر دیجاوے گی اسکی کتاب اسکے ہاتھ مین الحدیث
پس اس سے صاف ثابت ہوا کہ بعد بلائے جانے کے کتاب دیجاویگی اور یہ نہین معلوم ہوا کہ وہ کتاب جسکے ساتھ بلائے جاوینگے وہ امام

کو جمع ام کی لیا جاوے تو لازم آتا ہے کہ ہر ایک کے واسطے بہت مائیں ہوں جیسا کہ بالصاف ظاہر ہوتا ہے اور یہ ظاہر غلط ہے پھر یہ کہ بعضے ایسے ہونگے کہ جنکی ماں نہیں جیسے حضرت آدم یا حضرت حوا علیہما السلام اور لفظ کل استغراق پر دلالت کرتا ہے اب امام لفظ مفرد کو جو وحدت پر دلالت کرتا ہے طرف جمع کے مضاف کرنا جیسا کہ کلام الٰہی میں وارد ہے پوری طرح شہادت دیتا ہے اگر پھر وہ کیوں ایک امام موناصر زوری ہو مفتی ولی محمد تو تضیع غیر مقلدین کیطرف سے دو آیت اور پانچ حدیث جو برائی نام تقلید شخصی کے عدم جواز پر دلیل گزرین ہیں ان میں سے کسی ایک سے بھی پایا نہیں جاتا ہے کہ چار امام سے کسی ایک امام کی تقلید شخصی جائز نہیں یا اس میں کوئی قباحت ہے اسلیے سرکار والا نے ان سے بکمال دانشمندی سوال کیا کہ ان دلائل سے تقلید شخصی کا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہے تو پھر ناظر غیر مقلدین نے بشمول دوسرے علماء غیر مقلدین کے ایسا علم کے مخالف جو ابدیا جسکو ادنی علم دار جو مسائل نحویہ میں سے فاعل اور مفعول کے تقدیم اور تاخیر کے مواضع سے آگاہ ہو وہ بھی تسلیم نکرے گا کسی عالم فاضل کا تو کیا ذکر ہے کیا سمجھے کہ وہ جواب جو بدین عبارت اوپر منقول ہوا ہے جسکا یہ حکم ہے کہ اللہ پاک اور پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانو تو اسکا صاف بھی مطلب ہے کہ دوسرے کا حکم نہ مانو تو تقلید کہاں رہی اور تقلید شخصی کا تو کیا ذکر ہے محی الدین و محمد بن والد وغیرہما) پس غیر مقلدین نے خانہ ساز حصر پیدا کردی ہے حالانکہ آیت و حدیث جسے استدلال کی ہے ان میں اصلا کوئی کلمہ مفید حصر نہیں ہے پس اس سے ہرگز ہرگز یہ بات نہیں پائی جاتی ہے کہ تیسری کا حکم نہ مانو البتہ حصر ثابت ہوتی ہے جب آیت یا حدیث میں انما یا الا کسی کلمہ حصر کے فائدہ دینے والے کا ذکر آتا اور یوں فرمایا ہوتا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُطِیْعُوْا اِلَّا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ ۔ یا۔ اِنَّمَا الطَّاعَۃُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ سوا یا تو کہیں نہیں فرمایا بلکہ برخلاف اسکے حاکم حقیقی نے اولی الامر کی اطاعت کو بھی اپنی اور اپنے خلیفہ اتم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ ملا دیا ہے اور علماء دین نے اور جمیع مسلمین نے بھی اس اطاعت کو انہی اوپر لازم اور واجب کر لیا ہے جیسا کہ آیت سورہ النساء بسلسلہ مناسب کے ساتھ تیسری زود گذاشت کی تکمیل میں لکھا گیا ہے اور عنقریب مقلدین کیطرف سے بھی ۱۲ نمبر پر دلائل وجوب تقلید شخصی میں تحریر ہو چکا ہے وہو ہذا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اب وہ کونسا علم سلمان ہے جو یوں کہے کہ دوسرے کا حکم نہ مانو کہ یہ تو صرف قرآن کے حکم کا انکار ہے پس تقلید

شخصی یعنے ایک امام کی تقلید کا انکار کرمان اور تقلید کے انکار کا تو کیا ذکر ہے ہان بیشک غیر مقلدین کی فہمید مین اجو علما سلف اور خلف کی مخالفت سے غیر سدید ہی ایسا آچکا ہے یا زمانہ حال کے دیہاتی وغیرہ عوام مسلمانون سے اپنی تقلید کرانے کے لیے چیلہ ہو رہا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا بلکہ لکھدیتے ہین کہ مقلدین ائمہ اربعہ خصوصہ حنفیہ علیہا اپنے اماموں کے حکمون کو خدا کے کریم اور رسول علیہ التسلیم کے حکمون پر اختیار کر رہے ہین چنانچہ اسی غرض سے دوسرے نمبر کی آیت مبارکہ کو نقل کیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ کسی مرد یا عورت ایماندار کو روا نہین کہ جب حقتعالی اور اسکا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کچھ حکم کرین تو وے اپنے کام مین کچھ اور اختیار کرین اتنے یعنے اس سے موڑ کر کسی اور کا حکم مانین سو مقلدین کی نسبت غیر مقلدین کا یہ زعم باطل اور محض خلاف ہے کیونکہ کوئی حکم بھی ائمہ اربعہ کا قرآن اور حدیث کی ہرگز برخلاف نہین جا سکتا کل اسلیے کہ مجتہدین دین تو احکام شرعیہ کے بیان کرنیوالے ہین نہ کہ اپنی طرف سے کوئی حکم دینے والے ہین اور اہل سنت مقلدین عموماً اور حنفیہ علیہ خصوصاً کہین بھی اپنے اماموں کے حکمون کو احکام الٰہیہ و نبویہ پر اختیار نہین کرتے بلکہ اماموں کے جسقدر قول اور حکم ہین وہ سب کے سب آیات اور احادیث اور اجماع سے ہو مستنبط ہین اسلیے احکام مستنبطہ کو تسلیم اور مان لینے مین برابر قرآن اور حدیث کے رکھا گیا ہے جیسا کہ حدیث ابوداود اور ابن ماجہ سے کئی مرتبہ اوپر مذکور ہو چکا ہے بیت کنیند روز شپرہ چشم + چشمہ آفتاب راچہ گناہ + حاصل الکلام اور خلاصۃ المرام یہ ہے کہ کسی آیت یا حدیث سے ناجایز ہونا تقلید کسی امام کا ائمہ اربعہ مین سے ہرگز نہین ثابت ہوتا ہے البتہ بعضے آیات قرآنی جن مین یہ ذکر ہے کہ انبیاء جب کفار سے فرماتے کہ تم ان حکمون کی پیروی کرو جو خدا تعالی کیطرف سے نازل ہوے ہین تو کافر انکے جواب مین کہتے تھے کہ ہم تو اپ دادی کی راہ و رسم کی پیروی کرینگے ایسی آیتون کو اخذ کرکے غیر مقلد لوگ ائمہ اربعہ کی تقلید پر ہی ناروا بیان کرتے ہین جیسا کہ اس بیباختہ مین بھی مولوی محمد یحیی والے جو بذریعہ عرضی سمیان چنیوٹ پٹولی اور حبیب الدین اور سکی بھای عبد الرحمان اور محمد الدین کوٹھی دار اور حافظ بہادر دین ٹھیکہ دار اور شیخ محی الدین کتب فروش لاہور وغیرہم سوحدین سکنائے لاہور کے

مولوی محی الدین صاحب لکھوی سے اول بمرتبہ صور ہوکر حنفی صاحب مناظر مقلدین کے ساتھ بحث کرنے کے لیے سرکار والا کی خدمت میں آیا تھا ایک ورق کاغذ پر کچھ آیتیں اور حدیثیں اور اماموں کا قول تقلید شخصی کے رد میں اپنے دستخطی لکھکر شامل شمل کرائے جس میں یہ آیت مرقوم ہے واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰبآءنا سو واضح رہے کہ بحمدہ این الفاظ ساری قرآن مجید میں کوئی آیت نہیں ہے اسلیے کہ اس مضمون کے تین جگہ پر فرقان حمید میں آئیں ہیں پہلے سورہ بقرہ میں یوں ہے وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا دوسری سورہ مائدہ میں یوں ہے وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا تیسری سورہ لقمان میں یہ ہے وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا پس اب غور کرکے دیکھ لو کہ ان تینوں آیتوں سے وہ اوپر کی عبارت جسکو آیت بناکر لکھا ہے نہیں ملتی بلکہ اگر یوں کہیں کہ پہلی آیت مبارکہ سو مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ کو لیکر لفظ مبارک اللہ کا جو اسم ذات ہے اڑا دیا اور اسکی جگہ پر الیکہ جار مجرور قائم کیا اور انزل ماضی معلوم کو مجہول جان لیا اور آیت قرآنی میں تحریف کرکے لکھدیا تو بجا ہے دیکھو یہ حال ہے غیر مقلدین کے علماء کبار اور فضلاء نامدار کا جنکو وے لوگ اپنا امام ہمام اور مدار المہام جانکر زر فشان کاغذ پر سفارش کے عرائض لکھکر علماء مقلدین سے مباحثہ کراتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ یہ انکے مربی پیشوا یا تو قرآن محفوظ میں تحریف پکڑ لیتے ہیں یا الفاظ قرآنی میں صحت اور سقم کی تمیز نہیں رکھتے اور کبھی قرآن کے منزل بھی نہیں پڑھتے کہ انکو اس پاک کتاب سے کچھ نسبت پیدا ہو فقیر اس مقدس کتاب کا حافظ نہیں مگر قریب بیس سال سے بتوفیق موفق حقیقی اسکی منزل خوانی سے فیضیاب ہے جسکی برکت سے تحریر اور تقریر میں سبقت ہے کما لا یخفی علی من طالع رسائلی سیما رسالہ محرم عقائد نوری محق المعارف وصلب لغفہ طنبوری و رسالہ ہدیۃ الشیعتین ؎ روح پدرم شاد کہ مے گفت باستاذ ؎ فرزند مرا عشق بیاموز دوگر ہیچ ؎ مسلمانوں کی خیر خواہی کی نیت سے اتنا اور بھی لکھتا ہوں کہ ربیع الآخر ۱۲۹۹ ہجری کا واقعہ ہے کہ فقیر کو قصبہ امین آباد کے مسلمان تحقیق مسئلہ قرات فاتحہ خلف الامام کیواسطے وہاں پہ لیگئے تھے اور آگے غیر مقلد لوگ شور کر رہے تھے کہ امام کے پیچھے الحمد کے نہ پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی ہے تو اسوقت چار مولوی غیر مقلد آئے جن میں یہ مولوی محی الدین والا منتخب

ہو کر جمعہ کے دن جامع مسجد مین بحث کیواسطے فقیر کے مقابل کرسی نشین ہوئے اور ایک پرزہ کاغذ کا جسمین تصوری سی عربی عبارت اس مضمون کی تحریر تھی کہ تم نے علم کہان تحصیل کیا اور کہانتک، فقیر کو دیا اسکے دیکھنے سے فقیر نے معلوم کیا کہ یہ صاحب بٹالہ کی باتون سے طلب تک پہونچنا دشوار کرینگے اسلیے فقیر نے جواب اسکا تحریری نہ دیا اور زبانی سمجھایا کہ خاندان مین بزرگوار قصور از ایں شہور ہے جن سے اطراف ہند پنجاب ڈیرہ جات تک کے بہت خاص و عام فیضیاب اور فائز المرام ہین یعنے جب سے سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر رسالت کا نزول ہوا تب سے بزرگان اس خاندان مین علم کا حلول ہوا اور باسوا اسکے فقیر کے قبلہ و کعبہ استاذ اور مرشد حضرت میان صاحب قصوری علیہ الرحمۃ کو اپنے خاندان کے فیض سے بڑھکر رئیس العلم و متمم ختم المحدثین و المفسرین مولانا شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی سے علم حدیث اور تفسیر مین سند متصل حاصل ہے اور اس فقیر نے ان سے بہرہ یاب ہو کر کئی رسالے لکھے جنکو علماء عرب و عجم نے پسند فرمایا اور بہت برسون سے وہ چھپکر مشتہر ہوئی ہین جن سے حقیر کا حال علم معلوم ہو سکتا ہے اسپر مولوی محمد بولے کہ ہم کہہ سکتے ہین کہ یہ کونسا شاہ عبد العزیز کے باپ شاہ ولی اللہ سے سند حاصل ہے اور کیا بعید ہے کہ کسی اور عالم کے مؤلف رسالے اپنا نام کر کے چھپوا لیے ہون سند تحریری پیش کرو فقیر نے دلمین خیال کیا کہ کج بحث آدمی سے مقابلہ ہوا خدا تعالی خیر کرے تب فقیر نے امین آباد کی سلمانون سے جنہون نے بلوایا تھا مخاطب ہو کر کہا کہ فقیر نوکری کا طالب نہین ہے کہ کسی کی پاس سندین پیش کرے جس مطلب کے واسطے بلایا ہے ظاہر کر دی بولے کہ امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کی تحقیق کے واسطے تکلیف دیگئی ہے فقیر نے پوچھا تم کسی مذہب کے پابند ہو بولے قدیم الایام سے حنفی مذہب کے قدیم آٹھہ آٹھہ لونز سو برس کی معتبر کتابون سے دکھا دیا جاتا ہے کہ امام کے پیچھے الحمد پڑھنی سے نماز مکروہ ہوتی ہے تب مولوی محمد امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تحقیر کر کے بولے کہ ہم بارہ سو برس سے زائد کی کتاب سے دکھا دیتے ہین کہ امام کے پیچھے الحمد کا پڑھنا فرض ہے اسپر کتاب مشکوۃ المصابیح جسکی اصل کی تالیف چھٹی صدی مین ہوئی ہے نکالکر یہ حدیث پڑھی کا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب یعنے حضرت نے فرمایا کہ بدون الحمد کے نماز نہین ہوتی ہے سلمانون نے کہا حضرت کی یہ وہی کرانی ہو اسپر عمل کرو فقیر نے کہا ہمکا جواب دون بولے تم عالم لائق بحث کرنے کے نہین ہو حقیر کلمہ گو بھائی ہونے کی شرکت ہو جواب دو فقیر نے صبر کر کے کہا کہ اسکا جواب

مین یہ آیت اور حدیث پیش کرتا ہون درمختار جو بہت ہی با اعتبار کتاب ہے اس مین لکھتے ہین کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہم امام کے پیچھے قرآن پڑھتے تھے تو یہ آیت اتری وَاِذَا قُرِءَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا اس پر مولوی محمد بولی کہ تم نے غلط پڑھا فقیر دلمین خوش ہوا کہ ابھی تکبر کا انجام بدنکل آتا ہے اور اسکا جواب کچھ نہ دیا مسلمانون کو سمجھایا کہ حنفا کے امام کے پیچھے قرآن کے پڑھنے سے منع فرماتا ہے پھر فقیر نے صحیح مسلم اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ کی یہ حدیث پڑھی کہ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا اس پر بھی چالاک مناظر بولا کہ پھر غلطی کی فقیر نے اس سے اعراض کیا اور مسلمانون کو سمجھایا کہ اس حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے چپکے رہنا چاہیے اور قرآن کا نہ پڑھنا لازم ہے تو یہ حکم اس آیت اور حدیث کے خلاف ثابت ہوا کہ وہ پہلے حدیث امام اور مقتدی کے بارہ مین ہے مقتدی اس سے خارج ہے پھر فقیر نے مولوی محمد صاحب سے کہا کہ حضرت مولوی صاحب فقیر نے کیا غلطی کی تھی فرمایئے بولے صحیح لفظ وَاَنْصِتُوْا ہے تم نے وَاَنْصِتُوْا پڑھا ہے فقیر نے کہا کہ آپ کو دو ہوگیا ہوا ہے صحیح وَاَنْصِتُوْا ہی ہے جیسا کہ مین نے پڑھا ہے کیونکہ یہ لفظ باب افعال کا امر ہے اور ہکا ہمزہ قطعیہ درج کلام ہین ساقط نہین ہوتا ہے تم اسکو باب الفعال یا فتعال جانکر ہمزہ ساقط کرتے ہو یہ آپ کی غلطی ہے بولے نہین ہم صحیح کہتے ہین اس صدہا آدمیون کی ہجوم مین کئی اہل علم موجود تھے ان مین سے سبحان غلام مصطفی ہے، جو امین آباد کے مشہور اہل علم ہین) فقیر نے مخاطب ہوکر کہا کہ مولوی غلام مصطفی آپ بیان کرو یہ لفظ کیونکر ہے اونہون نے کہا کہ یارو تصور والے مولوی صاحب نے درست پڑھا ہے مولوی محمد غلطی پر ہے اسپر جھنجلا کر بولے تم کیا جانتے ہو فقیر بہت خوش ہوا اونکی طرف سے مولوی علاؤالدین صاحب آن گوجرانوالہ کو اوٹھا کر اپنے پاس لایا اور کرسی پر بٹھایا اور پوچھا کہ سچی گواہی دو کہ فقیر کی غلطی ہے یا نہین اتنے مین مقابل نے قرآن مجید کھولکر دیکھ لیا کہ غلطی پر ہی اصرار کر رہا ہے تب گھبرا کر بولے کہ مولوی علاؤالدین صاحب آپ یعنی مین منصف ہون تب فقیر نے کہا کہ تم نے دیکھ لیا ہے مگر صبر کرو لفظون کو پہلے صحیح ہم لینے دو پھر سنئے کیطرف رجوع کیا جاویگا مولوی علاؤالدین نے لطائف الحیل سے دیر لگائی فقیر نے کہا وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ حکم الٰہی ہے اگر آپ سچ نہ کہوگے تو ابھی گئی حافظ بول اٹھین گے یا مہری قرآن شریف منگوا کر دیکھ لیا جاویگا سب کو انکی غلطی پر پورا پورا یقین

آویگا آخر الامر مولوی علاؤالدین صاحب بولے کہ یارو ان مولوی صاحب نے یعنے فقیر نے قرآن مجید اور حدیث شریف کا لفظ صحیح اور درست پڑہا ہے تب فوراً فقیر نے کہڑی ہو کر سب کو کہا کہ یہ مناظر محض بے علم اور جاہل ہے اسکو میری مقابلہ سے ہٹاؤ اگر کچھ اور گفتگو کرانی ہے تو مولوی علاؤالدین صاحب کو اوس کی کرسی پر بٹھاؤ کہ یہ کلام کریں تب مباحث کا سلسلہ جاری ہوا اور چہرہ مین فقیر ساری لوگ انکی جانب سے فقیر کے پاس آکر ہاتھہ باندہتے تھے کہ جانے دو اور کرسی سے نہ اٹھاؤ فقیر نے کہا میرے حقین اس شخص نے جو کہا تھا فقیر نے اسکو جرا مگر جب باری تعالی کی کلام پاک اور حدیث مبارک کو اصرار سے غلط بنادے اور قرآن اور حدیث کی بے ادبی سے نہ شرماوے تو فقیر نے درگذر کرنا کیا اگر کوئی حاکم اسلام ہوتا تو یہ شخص پاداش وہابی کو پہونچتا اسی اثنا مین حکیم غلام اللہ چشتی امین آبادی سب کی ہجوم مین باآواز بلند بولے کہ ان لوگون کا کہنا ہمکو کبھی پذیرا نہ ہوگا غیر مقلد بولے کیون اونہون نے کہا حب ان کو قرآن مجید کے لفظون کی صحت نہین ہے تو معنے کی صحت کا تو امکان ہی نہین ہے آخر دیر کے بعد غیر مقلد نداست سے سر نیچے ڈھکائے جاتے تھے اور مقلدین مذہب خوشی سے جامے مین نہین سماتے تھے تب سے امین آباد مین امن آگیا اور فتنہ غیر مقلدی کا دفع ہوا فقیر نے یہ واقعہ جسپر صدہا لوگ امین آباد کے شاہد ہین مختصر طور پر ہدیۃ الشیعتین کے دیباچہ کے حاشیہ پر بھی لکھا تھا۔ اور یہ ورقہ کاغذ دستخطی مولوی محمد کا شامل مسئل مصدقہ ریاست بھی بجنس موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے اور ماسوا اس تحریف قرآنی کے ایک اور آیت اخیر سورہ انعام جس مین اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا کی آیۃ مین دِیْنَھُمْ کو دِیْنَکُمْ لکھا ہے الذین کیطرف راجع ہونے والی ضمیر جمع غائب فَرَّقُوْا مین ہے پھر دینھم مین بھی ضمیر غائب کی ہونی لازم تھی غائب کیجگہ ضمیر مخاطب لکھنی اور ایسی بے تمیزی مین پڑنا اور نے درجہ علم سے بھی ناواقفی ہے ایسے علما کی خبر جو حدیث صحیح مین دیگئی تھی جو بروایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما کے آیا ہے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آخر زمانہ مین جب عالم نہ رہین گے تو لوگ جہلا کو پیشوا بنا کر مسائل پوچھین گے فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ پس وہ فتوی سوائے علم کے دین کے گے فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا پس وہ پیشوا بے علم خود گمراہ ہونگے اور دوسرون کو بھی گمراہ کرین گے گذانی الصحیحین وغیرہما اب غیر مقلدین کیخدمت مین خیر خواہی کے طور سے عرض کیجاتی ہے کہ ایسے علما رضلالا کی پیروی اور تقلید کرکے امام اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کی تقلید سے جو

جو دا صل قرآن اور حدیث اور اجماع کی پیروی ہی سو نہ نہ سوڑو اور خدا کے لیے اپنی ضد اور ہٹ سے باز آؤ
اور دین اسلام کو گون کو نہ ہنساؤ اور سو رداس صحیح حدیث کا نہ ہو جاؤ وما علینا الا البلاغ المبین اور یہ
خیال نہ فرمانا کہ ضرور ان آیات سے منع تقلید ائمہ اربعہ ثابت ہی چنانچہ اس باب مین تیسری فروگذشت کی
تکمیل مین لکھ چکا ہون اب پھر تھوڑا سا آپ کی تسلی کے لیے لکھدیتا ہون کہ آیت ۱۰ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا
دِیْنَھُمْ الآیہ مین اختلاف اصول کی ممانعت کا بیان ہی اور اختلاف فروعی جو ما بین ائمہ اربعہ کے بعض
مسائل مین وا قع ہے وہ ہرگز مراد نہین کیونکہ وہ بحکم قرآن وحدیث رحمت ہے جیسا کہ دوسری فروگذشت
کی تکمیل مین اسکی تفصیل جمیل مرقوم ہو چکی ہے تفسیر اتقان فی علوم القرآن مین لکھا ہے کہ طبرانی وغیرہ
نے سند جید سے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ بیشک رسول اکرم صلے اللہ
علیہ وسلم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ مین
بدعتی لوگ اور ارباب ہوا مراد ہین اس امت مین سے یہ ترجمہ ہی عبارت اتقان کا اور اصل عبارت بھی حاشیہ
پر مرقوم ہے پس دیکھو کہ حدیث شریف مین صریح ارشاد ہے کہ آیت ہذا سے اختلاف اصول مراد ہے اور
غیر مقلد لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برخلاف اور سبیل المومنین سے خارج ہو کر اہل سنت کی
اختلاف فروعی کو اس مین داخل کر کے بحکم بار یتعالی جہنمی بن رہے ہین کما قال تعالی ومن یشاقق الرسول
الآیہ مین انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالی ان کو اس تہلکہ سے نکالے اور نیک خیال انکے دلدین ڈالے
اگر انکو بڑی تفسیرون کے دیکھنے کی دسترس نہین تو اس آیت کے فائدہ ترجمہ موضح القرآن مین دیکھ لین کہ
لکھا ہے دین مین جو باتین یقین لانے کی ہین ان مین فرق نہ چاہیے اور جو کرنے کے ہین اسکے
طریقے کئی ہون تو برا نہین انتہے یعنے اصول عقائد مین فرق منع ہے اور فروعی عملون مین منع نہین
اور آیت وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ الآیہ سے یہ مراد ہے
کہ اللہ تعالی نے اہل زیغ اور ارباب ہوا کے مخالف شرع باتون مین تقلید کرنے سے منع فرمایا ہے نہ کہ
تقلید ائمہ مجتہدین دین سے کہ یہ تو اصل سے اصول ہین سو امام قرطبی علیہ الرحمۃ اس آیت کی تفسیر مین لکھتے
ہین ان التقلید المذموم ہو اتقلید قول اہل الزیغ والبطلان بلا دلیل وتمسک لیس یتمسکہم فیہ الا قولہم
اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّۃٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِھِمْ مُّھْتَدُوْنَ وہم کالیہود والنصاری فی الفرق
الضالۃ عن الرد والخروج عمن قلدہم کان ضلالہم فی الضلالۃ واما الاتباع الی اہل الحق والتقلید

الیسیر فھو اصل من اصول الدین وعصمۃ من عصم المسلمین ۔ منتھی الیہ المقصد عن درک النظر مولانا علی قاری نے رسالہ رد تنکدین تقلید میں یہ قول نقل کیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جھوٹے اور بیدین لوگوں کی بات کا مان لینا یہ ناجائز تقلید ہے جیسا کہ یہود اور نصاری اور روافض وخوارج وغیرہ فرق ضالہ مسلمانوں میں جو شخص انکی تقلید کرے گا گمراہی میں انکا ساتھی ہیگا اور اہل حق مجتہدین دین کی تقلید تو دین کے اصول سے ایک اصل ہے اور مسلمانوں کو لیے پناہ ہی جسکی غیر مجتہد لوگ محتاج ہیں اسکے سوا اگر چارہ نہیں پس عمدہ کردہ اہل حق حسب حکم شرع کیا پوست کندہ بیان فرما رہے ہیں کہ امثال ان آیات سے یہود ونصاری اور دوسرے مردود فرقوں کی تقلید مراد ہے اور ائمہ مجتہدین دین کی تقلید تو مقلدین کے واسطے سراسر دین ہے جس سے ہرگز چارہ نہیں اور کیوں نہو کہ وہ مامور ہیں اسپر جیسا کہ ثبوت اسکا تیسری فوز گاشت کی تکمیل میں گزرا ہے اور امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں بذیل آیت سورہ مائدہ لکھتے ہیں واعلم ان الاقتدار انما یحسن بالعالم المھتدی وانما یکون عالما مھتدیا اذا بنی قولہ علی الحجۃ والدلیل فاذا لم یکن کذالک لم یکن عالما مھتدیا فوجب ان لا یجوز الاقتدار بہ اور ایسا ہی تفسیر نیشاپوری میں ہے پس ثابت ہوا کہ تقلید مذموم ارباب زیغ وہوا کی ہے اور مجتہدین دین کی تقلید روا ہے اور سب علما وفضلا مقلد ہی ہے پس جو لوگ تفسیر کبیر سے اس تقلید کی مذمت ثابت کرتے ہیں وہ کو دیتے ہیں اب اگر اس خیال سے کہ جسنے امام قرطبی کی تفسیر دیکھی ہے مولانا قاری کا رسالہ اور نہ تفسیر کبیر و نیشاپوری کا مطالعہ کیا اگر مسند اول کتابوں میں سے کسی حاقی تو ہم اس سے تصحیح نقل پر قدرت کر سکتے آپکا شبہ بکلی زائل نہ ہو تو ہمیں تفسیر منتخب الغزنین جو لاہور کے چھاپہ کی بھی بہت ملسکتی ہے اس آیت اور اسکے ماقبل کی آیت کے ذیل سے ترجمہ کر سنا ہوں وہ بداہۃ ثابت ہو کہ خلاف مرضی حق تعالی میں گمراہ کنندوں کی متابعت کرنیسے بھی نرہ ملتا ہے کہ سوا حسرت اور افسوس کے کچھ نہیں ہاتھ لگتا اور عذاب الٰہی سے مخلصی سیہ نہیں آتی پس یا ایھا الناس یعنے اے لوگو برخلاف حکم شرع کے اپنے پیشواؤں کی متابعت سے حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام نہ کرو کہ یہ بھی ایک قسم ہے شریک بنانیکا جیسا کہ یہود کی منسوخہ شریعت میں اونٹ کا گوشت اور دودھ اور چربی اور ناخن دار جانوران پر حرام تھے اب باوجود دورہ شرع اسلام کے بھی انکو حرام ہی جانتے ہیں اور مکے کے مشرک بحیرہ وسیبہ وسائبہ حام کو حرام جانتے ہیں اور بعضے قبائل عرب کے بنو ثقیف جو عام خزاعہ بنو مدلج رومخن اور قروت کو اور ہنود گاؤ اور گاہ وسیس کے گوشت کو ناجائز سمجھتے ہیں اور علی ہذا القیاس کئی اور قومیں حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں اور یکا رخانہ خدا

ہیں شرکت ہے کیونکہ منصب جلال اور حرام کرنیکا اسی کو ہے دوسرا کوئی نہیں کہ اس شاہنشاہ کی ملک میں بیجا تصرف
کرے پس تم سب کو لازم ہے کہ ایسے بدعتقاد دن سے توبہ کرکے کُلُوا مِمَّا فِی الْاَرْضِ یعنے زمین کی اشیاء حلال
سے کھاؤ جیسے پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام کی شرع میں منع نہیں آئی ہے اور خدا تعالی کے حکموں کے مقابلہ
میں اپنی طرف سے حکم نہ نکالو کہ اس سے شیطان کے قدم بقدم ہو جاؤ گے اور وہ تمہارا اظہر دشمن ہے تمکو مہدی
اور بھیجائی اور خدا تعالی پر بہتان باندھنے کا ہے حکم کرتا ہے دیکھنا ایسا کرکے کہیں جریمہ کفر میں گرفتار
نہ ہونا اور اپنے ایمان سے دست بردار اور عجب یہ ہے کہ ایسے لوگ جو شیطان کی دام میں گرفتار ہوکر باپ
دادوں کی رسم و راہ کی پیروی میں حلال چیزوں کو حرام قطعی جانتے اور اسکو خدا کے حکم سے زیادہ مانتے
ہیں یہانتک کہ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ یعنے جب ان کو کہا جاتا ہے کہ خدا کیطرف سے
جو حکم نازل ہیں ان کی پیروی کرو اور وسوسہ شیطان اور باپ دادی کے جھوٹے رستہ سے موڑ پھیر دو تو قالُوْا
کہتے ہیں کہ ہم خدا تعالی کے حکموں کی پیروی نہیں کر سکتے کیونکہ ہم کو کب لیاقت ہے کہ احکام الٰہی کے
کنہ دریافت کریں اور کیسا یقین آسکتا ہے کہ وہ احکام خدائے پاک کی طرف سے ہیں جنکی پیروی کے
واسطے تم کہہ رہے ہو بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا بلکہ ہم تو اپنے باپ دادوں کی راہ اور رسم کی پیروی
کرینگے جو کچھ وہ کرتے تھے ہم بھی وہی کرینگے جسکو وہ حرام جانتے تھے ہم بھی اسکو حرام مانیں گے
یہانتک ترجمہ ہے ضروری عبارت تفسیر فتح العزیز کا اور سابق اسی تفسیر فتح العزیز سے تیسری فروگذاشت
کی تکمیل میں منقول ہو چکا ہے کہ مجتہدین شریعت کی اطاعت بحکم قرآن مقلدین پر واجب اور لازم
ہے پس اب غور کرو کہ مقلدین ائمہ اربعہ کون ہیں حلال کو اپنے امام کے کہنے سے حرام جانتے ہیں اور
شیطان کیطرح شرعی حکم کے مقابلہ میں کونسا حکم نکالتے ہیں تاکہ ہو جب رسم غیر
مقلدین کے اس آیت کے نیچے داخل ہوں جانا و کلا ائمہ مجتہدین اور انکے سچے مقلدین جو بالیقین مطیع
احکام رب العالمین ہیں انسے کب ممکن ہے کہ حلال خدا تعالی کو حرام بنا دیں یا حرام کو حلال بتا دیں پس
ان پکے مسلمانوں پر ایسی آیتوں کا حمل کرنا اور کافروں سے ہم سلک بنانا ویسا ہی جیسا امام محمد بن
اسمعیل بخاری علیہ رحمۃ الباری صحیح موقوف حدیث سے خارجیوں کی عادت صحیح بخاری کے باب قتال
الخوارج والملحدین میں لکھتے ہیں وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَرَاھُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰہِ وَقَالَ اِنَّھُمْ اِنْطَلَقُوْا
اِلٰی اٰیَاتٍ نَزَلَتْ فِی الْکُفَّارِ فَجَعَلُوْھَا عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اور صاحب مجمع البحار بھی ایسا ہی نقل

کرتے ہین وکان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ لانھم یجعلون ای آیات نزلت فی الکفار یجعلونھا علی المؤمنین یعنے حضرت ابن عمر خارجیون کو ساری خلقت سے بدتر جانتے تھے اس لیے کہ خارجی کافرون کے حق کی آیتین مومنون پر لگاتے تھے اور ان کو کافر بناتی ہین یہ ترجمہ ہے صحیح البخاری اور مجمع الانوار کی حدیث کا اب اس تیرہوین صدی کے اخیر مین غیر مقلد لوگ بھی علماء اہل سنت اور سب مسلمانان ملت کے حق مین بھی کفار کے حق کی آیتین لگاتے اور لاکھا خاص اور عوام مومنون کو کافر بناتے ہین نعوذ باللہ من ذلک ایسے سبحانہ وتعالی انکو ہدایت کرے یا مہدی موعود وسلام اللہ علیہ وعلی آبائہ الکرام تشریف لاوین تاکہ ایمانداروں کے دل کے ارمان نکلجاوین اگر کوئی کہے کہ جب یہ مین مقرر ہو چکا ہے کہ عموم الفاظ کا اعتبار ہے مورد خاص کا اعتبار نہین تو پھر ایسی آیتون کو پہلے کافرون سے کیون خاص کیا جاتا ہے بلکہ سب کے حق مین وارد سمجھین چاہئین تو اسکا جواب یہ ہے کہ ان آیتون کو کسی زمانہ خاص کے کافرون کے ساتھ خاص نہین سمجھا جاتا ہے بلکہ جو وقت کوئی انکا ہم عقیدہ پیدا ہو تو اسکے حق مین بسبب عموم الفاظ کے وارد سمجھین جائین گے جیسا کہ اسی آیت کی ذیل مین مولانا صاحب تفسیر فتح العزیز والے نے ان لوگون کو بھی اسی آیت کے حکم مین داخل کر دیا ہے جو لوگ اپنی فقیری ظاہر کرنیکے لیئے ٹھنڈا پانی اور لذیذ طعام اپنے اوپر حرام جانتے ہین اور جو رانڈون کے نکاح کرنے سے مر جاتے ہین اور جو کسی کی بیماری مین حلال چیز کو اپنے نفس پر حرام کر کے بیمار کی شفا کے لیئے نذر مقرر کرتے ہین اور جو غصہ کی حالت مین طیب حلال کو اپنے لیے حرام کر دیتے ہین اور جو اپنے پیشواؤن کو احکام الٰہی سے مقدم جانتے ہین پس یہ درست ہے کہ ان لوگون کا فرونکا سا معاملہ کیا اور ان سب ہم مسلک ہونے سے عموم الفاظ کا اعتبار ہو گیا اور مومنین مقلدین تو دل وجان سے کفر کی مناسبت سے بیزار ہین ان پر یہ عموم کرنا کہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال جانتے ہین ھل ھذا الا بھتان عظیم بلکہ منصفون کو بخوبی یقین ہے کہ ان غیر مقلدون نے در پہیہ کی خروج اور متعلقات مین کئی حرامون کو حلال اور حلالون کو حرام بنا دیا ہے کما بینتہ مجملاً فی رسالہ عودۃ المقلدین وافصلنا انشاء اللہ الوفی فی الکلام المستبین

اب یہان پر اتنا یاد رکھنا کہ جنکے باپ دادے گمراہ ہون انکا یہ کہنا کہ ہم باپ دادے کی پیروی کرین گے گمراہی ہے اور جنکے باپ دادے صلحاء مسلمین یا علماء ربانیین یا اولیاء حقانیین ہون تو ان کا ایسا کہنا اور باپ دادے کی رسم وراہ پر چلنا ہدایت ہے قرآن مجید مین سورہ یوسف مین فرماتے ہین واتبعت

مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ یعنے حضرت یوسف نے اپنے گمراہوں کے مقابلے مین فرمایا اور مین پیروی کرتا ہون اپنے باپ دادا کے طریقہ کی ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کی علی نبینا وعلیہم السلام فاحفظہ پھر اسی مولوی محمد نے اسی ورق مین دلیل عدم جواز تقلید شخصی کے یہ آیت بھی لکھی ہے وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ معلوم نہین معلوم کہ یہ آیت تقلید شخصی کے منع پر کیونکر دلیل ہوئی اور کون مسلمان حنفیون مالکیون شافعیون حنبلیون کو جو اکابر اولیا اور علما یہی ان مین شامل ہین اور سب مومن کامل مین نا مسلمان جانتا ہے حاشا وکلا کیونکہ تقلید شخصی تو عین عمل بقرآن وحدیث اور اپکا اسلام ہے جیسا کہ فروگزاشتون کی تکمیل مین مرقوم ہو چکا ہے پس ایسے مومنین کو اسلام سے خارج جاننا اور انکے بارہ مین اس آیت کا ورد ماننا اپنے خارجی پن کو ظاہر کرنا ہے صاحبو کینہ نکالنے کا بھی کوئی موقعہ ہوتا ہے ایسی بیموقعہ دشمنی پر یہی رہست آوے گا ؎ فیش عقرب نہ ازلئے کین ست ٭ مقتضائے طبیعتش این ست ٭ پھر اسی ورق مین یہ آیتین بھی لکھی ہین اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ وَلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا غیر مقلد اگر ان آیتون سے مجتہدون کے حکم کے ماننے سے روکتے اور اسکو شرک کہتے ہین تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم ماننے کو بھی ایسا ہی کہین کیونکہ اس آیت مین حکم تو حقتعالی کے واسطے حصر کیا گیا ہے اگر کہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا قرآن کریم مین فرمان ہے واطیعوا الرسول تو ہم کہتے ہین کہ ایسا ہی علماء مجتہدین کے واسطے ارشاد ہے داولی الامر منکم اگر ایک آیت کہ ایک فقرہ کو مانین اور دوسرے فقرہ سے منکر ہو کر اسی نالائق جانین تو یُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَیَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ مین داخل ہونگے نعوذ باللہ منہا پس قرآن سے ہی ثابت ہوا کہ حاکم حقیقی تو باری تعالی ہے اور اسکے نائب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے نائب مجتہدین دین ہی بحکم الٰہی حکمران ہین اور انکی اطاعت مین اطاعت بسطاع حقیقی کی ہے اسجگہہ پر اتنا سمجھنا چاہیے کہ غیر اللہ کی عبادت سے شرک لازم آتا ہے اور غیر کی اطاعت سے معلی تعالے برا نہین سنتا ہے بلکہ خود فرماتا ہے اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ کیونکہ حقیقت عبادت کی اطاعت کی ماہیت سے مغایر ہے عبادت نام ہے نہایت فروتنی کا نہایت عظمت والے سے اور وہ صرف ذات پاک رب العالمین کی ہے اسی لیے عبادت اس سے خاص ہے اور کی عبادت حرام ہے اور اطاعت نام ہے حکم ماننے حکمران کا اور حاکم حقیقی کے نائب بھی اسکے حکم سے حکمران ہین جیسے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اولی الامر جاہل آدمی جب عبادت اور اطاعت میں فرق نہیں جانتا تو خود بخود ہو گا کہا جائے اور مشرکوں کے اس الزام سے ملزم ہو جاتا ہے جو وہ کہا کرتے ہیں کہ ہم دین میں مشرک موجود ہے کیونکہ اطاعت غیر کی سب دینوں میں روا ہے جیسے کہ پیغمبر اور مرشد اور مجتہد اور عالم وغیرہم کی اطاعت مامور ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ عبادت اور اطاعت میں بڑا فرق ہے مطاع کے لیے عظمت ذاتی شرط نہیں اور معبود کے لیے نہایت عظمت ذاتی شرط ہے پس اگر کسی کو عبادت پر قیاس کر کے مقلدوں کے لیے شرک ثابت کرنا قیاس مع الفارق ہے جس کو ہر عاقل نادان جانتے ہیں بہ تقریر عبارت فتح العزیز کا ذیل اطاعت اولی الامر سے خلاصۃً ترجمہ ہو اسکو بار بار دیکھو اور مقلدین مجتہدین دین کو شرک نہ کہا کرو کہ دین اسلام میں شرک بتانا مشرکوں کا کام ہے جیسا کہ تفسیر فتح العزیز سے ظاہر ہے اور اسکی عبارت بجنس حاشیہ پر منقول ہے پھر اس پر بھی اگر صاحب محمد نے الیکمد یث بہین الفاظ لکھی ہے قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من عمل عملا لیس علیہ امرنا فہو رد رواہ البخاری اول اسحدیث کو لکھنے میں نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہیں لکھا صرف لفظ صلعم لکھا ہے حالانکہ سب حدیث کی کتابوں میں یہی دستور ہے کہ جب قال النبی لکھتے ہیں تو اسکے ساتھ صلے اللہ علیہ وسلم لکھدیتے ہیں اس نئے مولوی نے آجکل حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعوی محبت اور متابعت کا ہے اور اپنے آپکو متبع سنت جانتا ہے) یہ دستور نکالا کہ جملہ صلوتیہ کو اختصار کر کے نام مبارک اللہ پاک کا جو درود کا فاعل تھا اور نیز دو لفظ اخیر کو اڑا دیا سابق قرآنی آیت مبارک سے اسم ذات کو اڑا ہاتھا یہاں پر حدیث سے عین موقعہ درود سے اسی نام پاک کو گرایا نعوذ باللہ من ذلک ختم نعوذ باللہ من ذلک دوسرا یہ حدیث رد بدعت میں ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم وغیرہما کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ یعنے جس نے دین اسلام میں ایسا نیا کام پیدا کیا جسکی اصل قرآن اور حدیث میں نہیں پائی جاتی نہ صراحۃً نہ دلالۃً نہ اشارۃً بلکہ وہ کام مخالف قرآن مجید و سنت کا ہو تو وہ کام یا وہ شخص جس نے ایسا کام نکالا مردود ہے کذا فی ترجمہ الشیخ المحدث الدہلوی للمشکوۃ پس اب غور کرو کہ حضرات ائمہ اربعہ میں سے ایک امام کی تقلید کو اور عمل بفقہ کو بدعت جاننا جبکہ قرآن اور حدیث سے صدہا

دلالتین موجود ہین اور آیت و حدیث سے بکمال فصاحت مستنبط ہی جیسا کہ دوسری قسم کی فروگزاشت کی تکمیل مین رقم ہو چکا ہے ازی ضلالت اور کج فہمی ہے پناہ بخدای لایزال کہ خود سبیل المومنین سے خارج ہو کر فرق ضالہ مین شامل ہونا پھر اسپر قناعت نکر کے دخلین سبیل المومنین اور شاملین سواد اعظم کو جسکے واسطے قرآن و حدیث مین تاکیدین اور اسکے خلاف مین وعیدین وارد ہین) یعنی اور مردود تصور کرنا ماندا الاجنون اس سے پہلے تقلید اور عمل بفقہ کا جس قدر بخبتہ ثبوت گزرا ہے اگر اس سے کسیقدر ذہول ہو گیا ہو تو لیجئے امام بخاری کی سندسے جس کے معتمد ا ہونیکا آپ کو اقرار اور ان پر بہت ہی اعتبار ہے) عمل بفقہ کا عین مغز عمل بحدیث ہونا معلوم کرا دیتا ہون اگر پھر بھی نہ مانو تو تم جانو منتقم حقیقی خود سمھال لیگا علامہ خطیب استاذ المحدثین امام قسطلانی علیہ رحمۃ الحقانی نے صحیح بخاری کی شرح ارشاد الساری کے ابتدا مین مسئلہ رباعیات امام بخاری جو مشہور مسائل سے ہے کئی پختہ سندون سے لکھتے ہین جسکی بعینہ اصل عبارت[1] مع اسناد حاشیہ پر لکھتا ہون اور متن مین صرف اسکا ترجمہ تحریر کرتا ہون تاکہ دونون کی نقل سے طوالت نہو وہو ہذا۔ امام ابوذر عمار بن محمد بن مخلد تیمی لکھتے ہین کہ مینے ابوالمظفر محمد بن احمد بن حامد بن فضل بخاری سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ جب ۳۱۸ھ ہجری مین فقیہ ابوالعباس ولید بن ابراہیم بن زید ہمدانی بلدہ ری کی قضا سے گوشہ گیر ہو کر بخارے مین اپنے پرانے دوست ابوالفضل بلعمی کی ملاقات کیواسطے ہماری پڑوس مین آ اترا تو میرا استاذ ابوابراہیم اسحاق بن ابراہیم حنظلی مجھے اس کی خدمت مین لیگیا اور اس سے عرض کی کہ آپ استاذون کی مرویات سے کوئی حدیث اس لڑکے کو سنائیے تب وہ بولے کہ مجھے حدیث کا سماع نہین تو میرے استاذ نے کہا کہ ایسا کیونکر ہو آپ تو فقیہ اور زبردست عالم ہین علم حدیث مین سماع کیون نہ ہو تو وہ بولے اس لیے کہ جب

بن عاقل بالغ ہوا تو مجھے حدیث کڑہنے اور روایت کرنے اور سننے کا شوق ہوا پس محمد بن
اسمٰعیل بخاری کے پاس اجو علم حدیث مین ماہر تہا البخاری مین گیا اور اپنے منشا پر انکو مطلع کیا
اور حدیث کڑہنے کا سوال کیا تو امام بخاری نے فرمایا کہ اے پیارے بیٹے کسیکام مین دخل نہ دے
جبتک تو اسکی حدون کو نہ پہچانے اور انکے مقدارون پر واقف نہ ہو تو مین تو عرض کی خدا تعالے
آپ کو رحمت کرے علم حدیث جو میرا مطلب ہے اسکی حدین اور مقدارین بیان فرمایئے تو بولے
جان لو کہ آدمی علم حدیث مین محدث کامل نہین ہوتا مگر جب چار چیز کو چار چیز کے ساتھ لکھ لے
جیسا کہ چار چیز مثل چار چیز کے چار چیز ہین نزدیک چار چیز کے ساتھ چار چیز کے اوپر چار چیز کے
چار چیز سے وسط چار چیز کے اور یہ سارے چار چار چیزین پوری نہین ہوتی ہین مگر ساتھ چار چیز کے
ہمراہ چار چیز کے پہر جب یہ چار چیزین اسکے لیے پوری ہو جاتی ہین تو اس پر چار چیز آسان
ہوتی ہین اور مبتلا ہوتا ہے ساتھ چار چیز کے پہر جب ان پر صبر کرتا ہے تو اسے اللہ سبحانہ و تعالے
دنیا مین چار چیز کے ساتھ معزز کرتا ہے اور چار چیز کا آخرت مین ثواب دیتا ہے جب یہ اللہ تعالے
چیزین امام بخاری علیہ الرحمۃ والغفران نے بیان کین تو مینے عرض کی کہ حقتعالی آپ پر رحم
کرے کہ ان ربا بعبات کا حال دل صافی اور خبر کافی اور بیان شافی سے تفسیر کیجیے اور
بارتعالی سے ثواب دارین لیجیے بولے کہ ہان بیان کرتا ہون چار چیزین جنکے لکھنے کا محدث
محتاج ہے اول تو حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی حدیثین اور شرائط دوسرے ساری صحابہ
اور انکے مقدار تیسرے ساری تابعین اور انکے احوال چوتھے باقی کے علماء اور انکی تواریخ
ساتھ انکے اسماء الرجال اور کنیتین اور مکانون اور زمانون کے جیسا کہ محمد خطیب کا ساتھ
ہوتی ہے اور دعاء مسئلہ کے ساتھ اور بسم اللہ سورت کے ساتھ اور تکبیر نماز جنازہ کے ساتھ
مثل سندات اور مرسلات اور موقوفات اور مقطوعات کی اپنی اپنی کنیتین اور بلوغ اور جوانی

اور دوسوی مین اپنی فراغت اور شغل اور محتاجی اور دولتمندی مین ساتھ بہارون اور دیارون
اور شہرون اور جنگلون کے چھوڑون اور نہیکرون اور جلدروی اور آہستہ سیر پر سوقت تک
کہ ممکن ہو نقل کرنا صدیثون کا دفترون مین اپنے سے فائق سہو اور مثل سے اور کم سے اور اپنے
باپ کی کتاب سے جب یہ یقین ہو کہ یہ خط اسیکا ہے کسی اور کا نہین یہ کام خالصاً للہ تعالیٰ
لیمضات اللہ ہو اور واسطے عمل کرنے ان حدیثون پر جو کتاب اللہ تعالیٰ کے موافق ہون اور
واسطے انتشار کرنے انکے طالبون کے اور محبوبون مین اور اس سے پیچھے اس علم مین
تالیف کرے پھر یہ سب چیزین اسکو پوری نہین ملتی مین مگر ساتھ چار چیز کے جو بندہ کو کسب
سے ہین اور وہ فن کتابت اور علم لغت اور صرف اور نحو کا ہے کہ انکے سوا کچھ نہین ہو سکتا
ہمراہ چار چیز کے جو بخشش الٰہی ہین اور وہ طاقت اور صحت اور شوق اور زیادہ زیست ہمیشہ
جب یہ سارے اسکے لیپورے ہو گئے تب چار چیز اسپر آسان ہوگی عیال اور مال اور اطفال
اور وطن اور چار چیز سے مبتلا اور آزمایا جاتا ہے دشمنون کی شماتت سہو اور دوستون کی
ملامت سہو اور جاہلون کے طعنہ زنی سے اور علما کے حسد سہو پھر جب ان مختصر پر صبر کریگا
گا اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے چار چیز سے گرامی فرمائیگا عزت قناعت سہ ہیبت نفس سے
لذت علم سے ابدی حیات سہو اور آخرت مین اسکو چار فضیلت اور درجی ملینگے اپنے
بھائیون پر جسکی چاہیگا شفاعت کریگا عرش کے نیچے سایہ مین رہیگا جہو چاہے گا حوض
کوثر سے پلائیگا جنت اعلیٰ علیین مین نبیون کی ہمسائگی پائیگا اے فرزند جو کچھ سینے
کئی استادون سہ حاصل کیا تھا بالاجمال مجھے معلوم کرا دیا پس اب چاہیے تو علم حدیث
کیطرف رجوع کریا چھوڑ پس مجھے اسکی بات سہو ہول آیا اور فکر سے چکرا رہا اور ادب
سے گردن جھکائی جب امام بخاری علیہ رحمۃ الباری نے مجھے متحیر دیکھا تو فرمایا کہ اگر

تو ساری تکلیفین نہین اوٹھا سکتا تو علم فقہ کو لازم پکڑ تو اسکو گہر بیٹھکر پڑھ سکتا ہے سو جگہ کا رد
اور دریاؤن کے سفر کرنیکے اور باوجود اسکے علم فقہ حدیث کا ثمرہ ہے اور قیامت کو دن فقیہ
کا درجہ محدث کامل سے کم نہ ہوگا اور نہ عزت فقیہ کی کامل محدث سے کم ہوگی قاضی ابو العباس کہتا
ہے جب امام بخاری نے علم فقہ کی فضیلت برابر علم حدیث کے بیان کی اور اسکی تحصیل مین سہولت
دیکھی تو مین نے طلب حدیث کا ارادہ ملتوی کیا اور فقہ کے حاصل کرنے مین ساعی اور سرگرم ہوا
تاکہ مین فقیہ اور قاضی بنگیا اسلیے ای ابو اہیم اس لڑکے کو مین کوئی حدیث نہین سنا
سکتا پس استاذ ابو ابراہیم نے کہا کہ یہ ایک بات اصل حسنات و برکات جو آپنے سنائی ہے دفتر
کی ہزار بات اور نصیحات سے بڑھکر ہے انتہے اور خطیب بغدادی نے کہا کہ محدث کامل وہی ہوتا ہے
جو علم حدیث کا مدت العمر شغل کرے اور کسی دوسرے فن کیطرف متوجہ نہ ہو اور امام شافعی رحمہ اللہ
فرماتے تہے اگر تو چاہے کہ فقیہ اور محدث کامل دونو رتبہ حاصل کرے تو لبار رشوار ہے اور خدا پاک
توفیق اور عصمت کا مالک ہے اور ہر حال مین اسی کے لیے حمد لائق ہے یہانتک ترجمہ ہے عبارت
شرح صحیح بخاری کا جو بحاشیہ منقول ہے جب علم حدیث مین کامل ہونے کے لیے اسقدر
کوششین اور مشقتین درکار ہین تو عمل بالحدیث کب آسان ہے لیے لوگ جو صرف اور نحو کی رو سے
قرآن و حدیث مین الغرشین کہا رہے ہین تو عمل بالحدیث بھی ایسا ہی کرتے ہین جس سے سبیل
المومنین اور سواد اعظم سے نکل جاتے ہین معاذ اللہ اپنی کم آگہی اور سراسیمگی سے نہین شرماتے
الغرض ثابت ہوا کہ صدہا سال سے زمان کمال علم و عمل مین کبار محدثین کاملین بھی عمل بالفقہ
کیطرف اجو سوی ایک امام کی تقلید کے ممکن نہین جیسا کہ دسوین توضیح مین بیان ہو چکا ہے
مسلمانون کو رغبت دیکر فقیہ بنوا دیتے تہے اگر اب کے نامی محدث تقلید اور فقہ کو بدعت کہکر
جہال کور و گمراہان اور حیران نہ کرین تو کیا کرین کیونکہ قرب قیامت و شیوع ہزار گونہ فتن
و غرامت اسی کی مقتضے ہے اس حادثہ پر انا للہ و انا الیہ راجعون کہیے بہرحال برادران دینی
پر لازم ہے کہ علم فقہ کے شغل سے دو جہانی سعادت حاصل کرین اور بموجب مذہب اپنے

امام کرنیک کاموں مین سرگرم ہین اور بدعی نا شائستہ فعلون سے بچکر اہل سنت سے مخالف فرقون کی صحبت کو سم قاتل جانین اور انکے میل ملاپ کو زہر ہلاہل و ماعلینا الا البلاغ المبین واللہ ہو الموفق والمعین پھر اسی مولوی محمد نے اس ورق مین معیار الحق سے اماموں کے اقوال نقل کیے کہ وہ کہتے ہین کہ کسی کو بدون علم دلیل کے ہماری قول پر فتوی دینا روا نہین اور کسی کی تقلید کرنے کی کچھ حاجت نہین جہان سے ہم مسائل اخذ کرتے ہین وہان سے تم بھی مسائل پکڑو سو یہ باتین مجتہد اپنے وقت کے علماء اور شاگردون سے جو وہ بھی اکثر درجہ اجتہاد پر فائز تھے کہا کرتے تھے نہ اسوقت کے غیر مقلدون کو کہ یہ انکے پاس جا نہ سکتے اور نہ درجہ اجتہاد پر فائز ہین اور یہ تو مجتہدین کے کمال تقوی اور جمال احتیاط فی الدین کا معاملہ ہے جیسا کہ امام شعرانی کی میزان کبری مے صاحب درمختار نقل کرتے ہین کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ بڑے پرہیزگار اور محتاط فی الدین تھے اور قول بالرای سے بہت کنارہ گیر تھے ہر مسئلہ مین اپنے شاگردون کو جمع کرکے مجلس منعقد کرتے جب سب اس مسئلہ کو احکام شرعی سے موافق پاتے تب آپ سب کے مشورہ سے امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کو فرماتے کہ اس مسئلہ کو فلانے باب مین لکھدو اور سید احمد علامہ طحطاوی مسند خوارزمی سے نقل کرتے ہین کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی آٹھ ہزار شاگرد تھے جن مین سے چالیس فاضل اجل درجہ اجتہاد کو فائز تھے آپ ان کو ہر واقعہ مین طلب کرکے ان سے مشورہ اور مناظرہ اور مجادلہ فرماتے انسے حدیثین اور آثار سنتے اور آپ بھی سناتے ایک ایک مہینہ یا زیادہ اس سے مباحثے ہوکر پھر مسائل لکھواتے یہ ترجمہ ہے عبارت رد المحتار کا پس یہی ثابت ہوا کہ مجتہدین اپنے وقت کے علماء فضلا کو رتبہ اجتہاد پر فائز ہونیکی ترغیبین دیتے اور ایسی تجویز کرتے تھے نہ کہ تیرہوین صدی کے نامی مولویون کو اجازت دیتے تھے کہ تم بھی مجتہد بنو اور ہماری تقلید چھوڑ دو العیاذ باللہ تعالی قرآن مجید مین جیسا کہ اوپر بھی لکھا گیا ہے فاسالوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون فرما رہے ہین اور سبیل المومنین اور سواد اعظم مین شمول کے واسطے قرآن و حدیث سے تاکیدین ہو رہی ہین اور اسکے خلاف مین وعیدین اور تہدیدین جیسا کہ دسوین توضیح مین گزر چکا ہے تو اب فی زمانا سوا تقلید شخصی کے چارہ ہی نہین ہے اور باب اجتہاد تو مدتون سے مسدود ہے اور سالہا سال سے پچھلے لوگون کا قیاس ہی مردود ہے جیسا کہ یہ تحقیق درمختار اور رد المحتار وغیرہما مین کئی جگہ پر موجود ہے سن شمار فلیقبل فیہا او تفصیلوا رجواب ایسے زعم فاسدون کے معیار الحق وغیرہ کے رد نصار الحق وغیرہ مین بخوبی لکھی

کی ہیں طالب تفصیل ان ہیں دیکھے اس جگہ تو بقدر کفایت لکھنا منظور ہے ہر مولوی محمد اخیر ورق میں ہے
اتخذوا احبارہم ورہبانہم الآیۃ اور حدیث عدی بن حاتم کو نقل کرتے ہیں کہ یہ رد تقلید میں عمدہ میں فقیر کہتا
ہے کہ بعونہ تعالی دسویں تو صفحہ میں معتبر تفسیروں کی سند دن سے لکھا گیا ہے کہ مراد اس سے سوم تقلید ہے
وہی تقلید ہے جس میں باوصف تغییر احکام شرعیہ کے ناحقہ پیشواؤں کی پیروی کیجاوے فقد کر بس
اس مباحثہ میں غیر مقلدین کیطرف سے تقلید شخصی ائمہ مجتہدین کے منع پر کوئی ایک دلیل بھی قائم نہ ہوئی
اور کیونکر ہو جب منشاء قرآن وحدیث تقلید شخصی واجب اور لازم ہے کما مر بیانہ غیر مرۃ باقی رہا یہ
کہ اس شخصی پانچ مسئلے لکھکر مذبذبہ اپنی عرضی کے سرکار میں پیش کیے یہ مسائل فقہ حنفی جنکا حاصل کسی آیت
یا حدیث سے ثابت نہیں اپنے دل سے ایجاد کیے ہوئے ہیں ایکسی قول ہے جسکو ہمارے دین میں سند نہیں گنا جاتا
ہے ان کا ثبوت مقلدین ہے لیا جاوے عرضی فدوی محمامی الدین گجراتی مسئلہ پہلا قضاء القاضی بغیر
ظاہر او باطنا (۲) بجواز النکاح والعقود بالشہادۃ کافۃ (۳) بجواز اخذ الربوٰ فی دار الحرب من الکفار (۴)
بجواز تحلیل الشراب (۵) لابجواز نے بستاجرۃ انتہی اول اسمجگہ یاد رکھنا چاہیے جو اور پر مذکور منقول
ہو چکا ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ مجتہد مقبول زمانہ تابعین میں سے تھے جو بشہادت قرآن وحدیث
صحیح سب وقتوں سے اچھا گنا جاتا ہے جنکے مذہب کو اکثر اہل اسلام نے اولیا علماء باوقار بادشاہان
ذوی الاقتدار اور دوسرے نیکوکار مسلمانان بیشمار نے اختیار کیا اور ان کو خدا ذو الجلال کی جناب
سے بہر حال ثواب ملتا ہے اگر کہیں واقعی بھول چوک ہو جائے تب بھی ثواب کے مستحق رہتے ہیں اور ان کے
مسائل مستنبطہ اولہ شرعیہ سے مطابق ہیں گو کئی مسائل بادی الرائے میں نا واقفوں کو قرآن یا حدیث
کے برخلاف معلوم ہوتے ہیں مگر غور کرنے والا عالم ذکے الطبع یقین رکھتا ہے کہ انکا ہر مسئلہ مدلل ہے
جیسا کہ صدہا دینی کتابوں میں انکے مسائل کی دلیلیں لکھی ہوئی موجود ہیں پس جو کوئی انکا خطا نکالے
تو فی الحقیقت وہ خود خطا کار ہے چونکہ کام حسن انجام کو خطا جان رہا ہے اسی لیے بزرگ فرما گئے ہیں
ع نہ در ہر سخن بحث کردن روست ✦ خطای بزرگان گرفتن خطاست ✦ اگلے اچھے وقتوں میں
تو یہی رویہ تھا مگر اب کے غیر مقلد لوگ جو تکبر اور بے ادبی کے روسے اپنے قصور دیدہ اور فہمیدہ غیر سدید
پر لحاظ نہیں کرتے اور بزرگان دین کے امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی نیکیوں کو خطا اور
غلطی سے تعبیر کر رہے ہیں جیسا کہ اس تیرہویں صدی کے اخیر کجا ہے اتبر وقت ہو کئی رسالی مثل

بلاغ مبین وظہر مبین نہایت سے نہایت کم علم شخصوں نے امام صاحب کے مذہب کے مسائل کی خطا ؤں کو
ظاہر کرنے میں لکھے جسپر کہ بہت دیہاتی لوگ غیر مقلد اور امام صاحب کے بدگو ہوگئے مگر الحمد للہ الموفق کہ ابھی
تک دینی عالم موجود ہیں ان رسائل کے رد مدلل طیار ہوکر چھپ گئے اور چھپ رہے ہیں جیسا کہ الفتح المبین اور
نصرۃ المقلدین ہندوستان میں مرتب ہوا اور اس عاجز نے بھی کئی اعتراضات کا جواب رسالہ عرفۃ المقلدین
میں دیا ہے اور سوا اسکے اور کئی مولویصاحبوں نے بھی اسکے ستارہ محمدی کے رد لکھکر چھپوالئے ہیں
مگر باوصف اس رد وکد کے یہ لیے حضرات دشمن حیا ہیں کہ وہی اعتراضات سراسر واہیات ہر مجلس اور ہر
موقع میں پیش کیے جاتے اور نہیں شرماتے کہ یہ سب مردود ہو چکے اور بہت قدیم حدیث کی کتابوں میں ان
کے جواب شافی جن سے مسلمانوں کو تسلی ہوجاتی ہے مرقوم ہو چکے ہیں سو منجملہ ان واہیات اعتراضات
کے اس مولوی بکن والے نے بھی یہ پانچ مسائل پیش کیے اور اپنی سمجھ میں ان کو مخالف قرآن اور حدیث
کے جانکر انکا ثبوت مقلدین سے مانگا مگر اس مباحثہ میں اسکی تحریر کا جواب نہ دیا گیا چونکہ فقیر نے لازم پکڑا
ہے کہ انکے سارے عذرات توڑے اور کوئی بات مشتبہ نہ چھوڑے بنا علی ذلک ان پانچ مسائل کا ثبوت

۱۰۷

واقعی طور پر لکھتا ہوں سابق تفصیلوار اپنے اپنے محل پر لکھا ہوا موجود ہے یہاں بقدر ضرورت لکھدیا
جاتا ہے پہلا مسئلہ قضاء القاضی ینفذ ظاہرا و باطنا یعنے قاضی حاکم شرع کے حکم دینے سے وہ کام ظاہر
باطن روا ہوجاتا ہے اب ظاہر ہے کہ اسے مراد یہ ہے کہ مشروع کام میں جب حاکم شرع حکم دے تو وہ
کام ظاہرا باطنا روا ہے کیونکہ لَا طَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ وارد ہو چکا ہے کما مر اور نیز صحیح
حدیث میں وارد ہے لٰکِنَّ الْبَیِّنَۃَ عَلَی الْمُدَّعِیْ وَالْیَمِیْنَ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ کذا فی مشکوۃ المصابیح
یعنے مدعی کا مقدمہ گواہوں سے ثابت ہوتا ہے اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعا علیہ کے
قسم دینے سے مدعی کا دعوی باطل ہوجاتا ہے تو اسحدیث مبارک کے رو سے امام صاحب نے فرمایا کہ اگر
کوئی مدعی گواہ گزرانکر قاضی سے حکم حاصل کرے اور محل قابل دعوی کے تھا اور قاضی کو بھی گواہوں
کے جھوٹے ہونیکا علم نہیں ہے تو اس کے حکم دینے سے وہ کام روا ہوجاتا ہے جیسا کہ ایک عورت
فارغ از حق غیر ہے یعنے نہ کسی کی منکوحہ ہے نہ معتدہ ہے اور نہ مرتدہ ہے اسپر جھوٹے گواہ قائم کرکے
ایک شخص نے دعوی نکاح کا اسکے ساتھ قاضی کے روبرو دی التصدیق کرادیا تو قاضی نے بروی شہادت
جو اسکے علم میں سچی تھی نکاح کا حکم کردیا تو اب وہ عورت مدعی کی جورو ہوگئی اور صرف اس پہلی حدیث

کے رد میں یہ مسئلہ بیان نہیں کیا گیا بلکہ اس بارہ میں حضرت امیر المومنین حضرت علی مرتضے رضی اللہ تعالی عنہ سے
جو خلفاء راشدین سے ہیں اور جنکی سنت پر چلنے کا حکم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی تاکید سے فرمایا ہے جیسا کہ
حدیث امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ کی دسویں توضیح کی تیسری فروگزاشت کی تکمیل میں لکھا
گیا ہے ابھی فیصلہ ہو چکا ہے جیسا کہ امام محمد رحمہ اللہ سبحانہ وتعالی لکھتے ہیں اور علامہ سید ابن عابدین
ردالمحتار میں اسنے نقل کرتے ہیں قال محمد رحمہ اللہ تعالی نے الاصل ہلنا عن علی کرم اللہ وجہہ ان رجلا اقام
عندہ بینۃ علی امرۃ انہ تزوجہا فانکرت تقضی لہ بالمرۃ فقالت انہ لم یتزوجنی فاما ان قضیت علی فجدد
نکاحی فقال لہا احد ذلک حکم الشاہدان زوجاک وبہذا ناخذ اور فیض الباری شرح صحیح البخاری میں اس
روایت میں عورت کی طرف سے لکھا ہے فان الشاہدین شاہدا زور یعنے امام محدث گرد امام اعظم رضی اللہ تعالی
عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین خاتم خلفاء الراشدین رضے اللہ تعالی عنہم اجمعین سے یہ حکم کو ثابت ہو چکا
ہے کہ ایک مرد نے ایک محکمہ میں ایک عورت پر گواہ گزرانے کہ یہ میری منکوحہ ہے اور عورت نے نکاح سے انکار
کیا آپ نے شہادت کے رو سے اس عورت پر مدعی کی جورو ہونیکا حکم لگا دیا تو عورت بولی کہ اس شخص کا مجھ سے
نکاح نہیں ہوا آپ نے مجھ کو اسکی جورو بنا یا تو نکاح کر اد یجئے کیونکہ یہ گواہ تو جھوٹے ہیں اسپر آپنے فرمایا
میں تیرا کیا نکاح کروں دونوں شاہدوں نے تیرا نکاح کر دیا ہے امام محمد رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ہمارا
عمل ہے پس اب جو شخص اس مسئلہ حنفیہ پر طعن کرتا ہے وہ درحقیقت بعضی صحابہ کبار بلکہ سید ابرار
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر طعن کرتا ہے لغو و بالمرۃ من ذلک ہاں اسمیں شک نہیں کہ اگر ایسے دعوی
میں عورت کسی کی منکوحہ یا معتدہ یا مرتدہ ہے تو محل دعوی نہ ٹھیرایا قاضی کو گواہوں کے جھوٹے ہونے کا
علم ہے تو اس صورت میں گو قاضی حکم لگا ہی دے تاہم اس حکم سے جواز نہ پایا جاویگا جیسا کہ جھوٹے
قسم پر حکم لگانے سے جواز نہیں پایا جاتا ہے کذا فی الدر المختار و الزیلعی و فتح القدیر وغیرہا دوسرا
مسئلہ یجوز النکاح والعقود بشہادۃ کاذبۃ تو عین پہلے مسئلے کا ہے کیونکہ پہلے مسئلہ میں قضاء القاضی
بشہادۃ الزور منفذ ظاہرا و باطنا حیث کان المحل قابلا والقاضی غیر عالم بزور ہم کذا فی الدر المختار وغیرہ
یہ تحریر ہے یعنے جہاں محل قابل دعوی کا ہو اور قاضی کو گواہوں کے جھوٹے ہونیکا علم نہ ہو تو قاضی کے
حکم سے جواز پایا جاتا ہے بدلیل فیصلہ مرقومہ بالا کے پس اسے پہلی بات کو دوسری جگہ پر نقل کر کے
ایک مسئلہ کے دو مسئلہ مقرر کر دینے انمیں مولوی صاحب کا کام ہے مادہ یہ ہے کہ ایک دو میں فرق نہیں

جانتے اور دعوی یہ ہے کہ امام المسلمین رضے اللہ تعالی عنہ کو مسلمانوں کو بلا سند گردانتے ہیں اللہ تعالی علم اور عقل نصیب کرے تیسرا مسئلہ یجوز اخذ الربوٰی دار الحرب من الکفار یعنے کافروں سے دار الحرب میں بیاج لینا جائز ہے فقیر کہتا ہے ان مولوی صاحب نے لفظ الربو کو (الربا) بغیر الف کے لکھا ہے اور یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اس لفظ کے اخیر میں الف ملفوظ بھی ہے اور مکتوب بھی ہے قرآن مجید سورہ البقرہ کے ۳۷ رکوع میں یہ لفظ پانچ مرتبہ آتا ہے اور الف کو ساتھ لکھا ہوا موجود ہے اور لغت کی کتابوں میں بھی ایسا ہی مرقوم ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ جب الف اسکے پیچھے پڑھا جاتا ہے تو اسکا لکھنا لازم ہے اور وجب ہوا پس ان مولوی صاحب کو عربی لفظوں کے لکھنے کا ڈھب بھی نہیں ہے اب آگے سنو مسئلہ کی تحقیق فقہ کی معتبر کتابوں میں اسکی دلیل یوں لکھی ہے کہ دار الحرب میں حربی کا مال مباح ہے اسکی رضامندی سے بھر طور لے لینا روا ہے امام محمد رحمہ اللہ تعالی سیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ جب مسلمان دار الحرب میں امان سے داخل ہو تو اسے روا ہے کہ حربیوں کے مال کو انکی خوشی سے بھر وجہ لیلے کیونکہ اس نے مباح چیز کو ایک وجہ سے جو حاصل از عقد ہے لیا ہے پس بیاج اسکے لیے روا ہے خواہ بطور بیاج ہو یا بطرز قمار کذا فی الدر المختار و رد المحتار وغیرہما پس اگر یہ مسئلہ حضرات غیر مقلدین کو زیبا ہے تو قلت علم کے سبب سے ہے کیونکہ انکے مجتہد العصر نواب صاحب بہادر بھوپال نے جو اپنے فرزند احمد کی کتاب عرف الجادی کو تصحیح کر کے چھپوایا ہے اور اپنے گروہ میں مشتہر کرایا ہے اسکے صفحہ (۷۰) میں لکھا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے اور اصل فارسی عبارت حاشیہ پر منقول ہوئی ہے و ہمونہ اموال حربیون کے اصل میں مباح ہیں ہر شخص کو اسکا لیلینا امان کے دینے سے پہلے جس طرح سے ہو سکے جس چیز سے ہو سکے روا ہے انتہے دیکھو اس عبارت میں بقدر تعمیم ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ حربیوں کی بلا رضامندی بھی انکا مال لینا روا ہے اور اور یہ اصل سنت کی کتابوں سے منقول ہوا ہے کہ ان کی رضامندی سے لیلینا روا ہے پس باوجود اس فراخ روی اپنے مسلک حنفیہ علیہ کے مسئلے پر طعن کرنا اپنی بے انصافی بالاعلمی کا اظہار کرنا ہے یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ جو تمہاری اس مسئلہ کی دلیل ہے وہی ہماری اس مسئلہ کی دلیل ہے اور ایک روایت کتب احادیث اور تفاسیر میں مروی ہے جس سے سند اس مسئلہ کی دریافت ہو سکتی ہے شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں علامہ سید جمال الدین محدث کی روضۃ الاحباب سے لاتے ہیں جنکی اصل عبارت یہ ہے و در ہمدریں سال میان فارس و روم جنگ واقعہ شد و غلبہ بر فارس یافتہ و چون این خبر بعرب رسید کفار قریش شادمانی کردند و با

مسئلہ کی تحقیق
فقہ کی معتبر کتابوں
مولوی صاحب
عربی لفظوں
مسئلہ کی دلیل
مسئلہ کی دلیل

مسلمانان گفتند غالب آمدند امر فرزبرادران ما بر بسیاد ران شما فرد اباشد کہ نیز غالب آئیم بر شما و مراد از برادران خود فارس داشتند باعتبار آنکہ اہل ملت و کتاب نیستند و بہ برادران مسلمانان روم ۱۲ ارادہ نمودند کہ اہل کتاب در ملت نصرانیت اند مسلمانان باین سخن ملول شدند پس حق تعالی این آیت فرستاد الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ خبر داد وی سبحانہ کہ اگرچہ امسال مغلوب گشتند روم بر دست فارس سرانجام ست کہ غالب آیند در چند سال بر ایشان پس ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ باعتماد خبر الٰہی تعالی گفت مر قریش را حاشا کہ گرداند خدا تعالی چنین شما را تکذیب تکذیب کنند و نگرداند بنہاد ابخدا سوگند بر آئینہ غالب میگرداند وی تعالی روم را بر فارس بعد از چند سال پس ابی بن خلف تکذیب ابو بکر کرد و مر او را عہد بست بادی کہ تا سہ سال اگر روسیان بر فارسیان غالبہ یابند دہ شتر جوان بتو دہم و الا تو دہی پس ابو بکر صدیق نزد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمد و قصہ را عرض کرد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود بر رود در شرط بیفزاے و در مدت نیز زیادت کن و این بجہت آن ست کہ بضع نام عددیست از سہ تا دہ چون حق تعالی بہم فرمود و تعیین نکرد احتیاط در آن ست کہ تعیین سہ نکند شاید کہ غلبہ روم در مدت سہ سال حاصل نہ شود پس رفت ابو بکر و مدت را نہ سال قرار داد و شتران را الصدد از یکدیگر ضمان گرفتند و در روز بدر یا حدیبیہ خبر رسید کہ رسیان بر فارسیان ظفر یافتند و در ہیت روز حدیبیہ اظہر می نماید بجہت آنکہ از زمان نزول آیت کہ سال دہم از بعثت ست تا صلح حدیبیہ کہ در سال ششم ہجرت ست نہ سال درست می شود پس ابا بکر رضی اللہ عنہ صد شتر از ابی با ضمان وی بستید کہ نبی رضی اللہ تعالی عنہ صد شتر مر ہنت از انو و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ ابو بکر

ہاجرت مین حرام ہوئے ہین کذافی معارج النبوۃ وغیرہ من کتب السیر والتفاسیر اور چھٹے سال ہجرت مین یا ایک سو اونٹ شرط کے لیے گئے پس جب ایک چیز بحکم قرآن وحدیث حرام ہوجاوی تو بعد تحریم اسکا لینا ہرگز روا نہین ہوسکتا ہے کما لایخفی اور نیز دیکھو کہ اول ابتدائے اسلام مین بیاج لینا روا تھا مسلمان لیا کرتے تھے جب قرآن مجید مین اسکی حرمت کا حکم آیا کہ اھل اللہ البیع وحرم الربوٰ تو مسلمانون نے چاہا کہ اسسے پہلے کا جو بیاج لینا ہے وہ الین اور آیندہ کو نہ لین گے تو اسپر حکم ہوا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ یعنے اے مسلمانو خدای تعالی سے ڈرو اور باقیماندہ بیاج کو چھوڑ دو اگر تم ایمان مین سچے ہو یعنے ایماندار کی شان یہ ہے کہ باریتعالی کے حکم کی فرمان برداری کرے کذافی جمیع التفاسیر اب ثابت ہوا کہ ان ایک سو اونٹ شرط کا باوجود حرام ہوجانے قمار کے لیلینا دلیل صریح ہے اسپر کہ دارالحرب مین کفار سے مسلمانون کا عقود فاسدہ کرلینا روا ہے اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا ان ایک سو اونٹ کو خدا تعالی کی راہ مین خیرات کرادینا محض لطور ادائے شکریہ نعمت منعم حقیقی کے ہے کیونکہ اگر مال شرط لینے اصل مقصد پر ہو تو اسکا صدقہ دینا بھی منع ہے مَا حَرُمَ اَخْذُہٗ حَرُمَ اِعْطَآءُہٗ یعنے جس چیز کا لینا حرام ہے اسکا صدقہ دینا بھی حرام ہے۔ اصل ہے اصول اسلام مین سے پس ممکن ہی نہین کہ بسبب مشتبہ ہونے اس مال کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو خیرات کرادیا بلکہ اگر صورت مین اسکا مالکون کیطرف رد کرنا دجہ تہا حق لینا کب جائز ہوسکتا ہے فافہم بعضے علما نے جماس استدلال پر اعتراض کیا ہے تو اسکا جواب شافی ملگیا وللہ الحمد چوتہا مسئلہ بجواز تخلیل الخمر یعنے شراب کا سرکہ بنانا جائز ہے اول بیان پر معلوم کرنا چاہیے کہ لفظ شراب کہ معنے پینے کی چیز ہے عام اسسے کہ پانی ہو یا شربت یا کوئی اور چیز قاموس مین لکہتے ہین الشرب والشراب ما یشرب انتہی معراج مین لکہا ہے شراب آشامیدنی وخوردنی از مامعات منتخب اللغات رشیدی مین ہے شراب آشامیدنی وخوردنی از مامعات غیاث اللغات ہین ہے شراب ہر شی رفیق کہ نوشیدہ شود کریم اللغات مین ہے شراب ع پینے کی شے خواہ پانی ہو یا کچہ اور شربت وغیرہ اب ان لغت کی معتبر کتابون سے ثابت ہے کہ شراب عام ہے پینے کی ہر شکو خمر کی جگہہ عربی عبارت مین استعمال کرنا جیسا کہ مولوی کبن والے نے لکہا ہے خلاف لغت ہے کوئی ادنے علم دار بہی ایسا نہین کرتا ہے حضقتعالی قرآن مجید مین فرماتے ہین وَسَقٰھُمْ رَبُّھُمْ شَرَابًا طَھُوْرًا مولانا رفیع الدین دہلوی اسکے ترجمہ مین لکہتے ہین اور پلاوے گا

انگور اب انکا شربت پاکیزہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہما کی حدیث مین ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یَنْتَبِذُ فِی الشَّرَابِ ثَلٰثًا یعنے پانی مین تین سانس پیا کرتے تھے اور ترمذی کیحدیث مین ہے کَانَ اَحَبُّ الشَّرَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْحُلْوُ الْبَارِدُ یعنے آپ کو شراب میٹھا سرد بہت پسند تھا یعنے پینے کی چیز اور صحیح مسلم کیحدیث مین ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مین نے آپ اپنے پیالے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کی شراب یعنے شہد اور شیرہ پانی اور دودھ سب کچھ پلایا ہے کذا فی ترجمۃ الشیخ المحدث الدہلوی الغرض قرآن اور حدیث اور لغت عرب شراب کو بتاتے ہین اور مولوی محمد بکن والے نے اسکو خاص خمر حرام قطعی بنا دکھایا ہے سبحان اللہ ان مولوی صاحب کو مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی سے قرآن وحدیث مین اور علم ادب اور بلاغت ومعانی مین مولوی لطف اللہ صاحب مدرس مدرسہ علی گڈہ سے اور منطق وغیرہ مین مولوی البشیر الدین صاحب قنوجی مدرس علیگڈہ سے اور علم فقہ واصول فقہ مین مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی سے سند ین عطا ہوئی ہین کہ یہ ان علوم عربیہ مین پاکیزہ فطرت اور عالم فاضل ہین چنانچہ اس نے اپنے اسناد کی نقل داخل کرکے ان اسناد کے درج رسالہ ہونے کے واسطے ریاست مین عرضی دی اور علوم مروجہ مین مہارت سے قطع نظران کو صرف اور نحو اور لغت اور رسم الخط مین بھی ادنے درجہ کی واقفیت نہین ہے اگر فی الواقع ایسے لوگون کو سندین ملجاتی ہین تو معطا کنندگان اسناد کی شان کو بھی بٹہ لگتا ہے غور کرو کہ بجائے خمر لفظ شراب جو فارسی اردو مین اکثر مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ غیاث اللغات اور کریم اللغات مین لکھا ہے عربی عبارت مین لکھنا کس قدر عربی زبان سے غفلت اور خلاف دانشمندی ہے اب آگے چلو مسئلہ کی تحقیق سنو خمر جسکو فارسی ہندی مین شراب کہتے ہین ذا القہ اسکا تلخ ہوتا ہے دین اسلام مین حرام ہے اور اسکے پینے مین سخت گناہ اور شرع مین نہایت وعیدین وارد ہین اور سرکہ جسکو عربی مین خل بولتے ہین اور اسکا ذائقہ ترش ہوتا ہے حلال ہے بلکہ صحیح مسلم کیحدیث رنعم الادام الخل مین صاف اسکی تعریف وارد ہوئی ہے پس امام اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کا یہ قول ہے کہ اگر شراب خود بخود سرکہ بنجاوے یا اس مین کسی چیز مثل نمک پانی لہسن کے ڈالنے سے یا اسکے پاس آگ جلانے سے یا اسکو دھوپ مین رکھنے سے یا اس مین سرکہ ملا دینے سے جب اسکی تلخی رفع ہوکر ترشی آوے تو اسکا کھانا پینا حلال ہے کیونکہ اب تو سرکہ ترش ہے نشہ دار کڑوی شراب نہین ہے ہدایہ

مین لکھتے ہین واذا تخللت الخمر حلت سواء صار خلا بنفسہا او بشیء یلقی فیہ تا قولی دی بنا قولہ علیہ السلام نعم الادام الخل انتہے پھر در مختار مین ہے ویجوز تخلیلہا ولو بطرح شیء فیہا اسکے نیچے رد المحتار مین ہے کالملح والماء والسمک وکذا بالقاء النار عندہا او نقلہا الی الشمس ولو خلط الخل بالخمر وصار حامضا یحل وادامطہارتہا بالقلبا بہا خلافی ثالثہ نص المجتہد اخذا من اطلاق حدیث نعم الادام الخل فلیتامل انتہے اور مطابق اسکے قاموس مین ہے جسکی اصل عبارت حاشیہ پر مرقوم ہے اور ان عبارتون کا ترجمہ اوپر کی تحریر مین آچکا ہے اب باقی رہا یہ کہ حدیث صحیح مسلم مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ خمر مین کوئی چیز ڈالکر سرکہ بنا لیا جاوے تو آپنے فرمایا نہ الحدیث کی سند سے امام شافعی علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ خمر کا سرکہ بنانا مکروہ ہے اور یہ سرکہ حلال نہین اور اگر خمر خود بخود سرکہ بنجاوے تو امام شافعی علیہ الرحمۃ کے ایک قول مین حلال ہے اور ایک قول مین حلال نہین ہے حنفی مذہب کیطرف سے یہ جواب ہے کہ خمر کے سرکہ بنانے سے جو منع ہوے تو ابتداء حرمت شراب مین تھے تاکہ لوگ بالکل شراب سے متنفر اور مجتنب ہوجاوین اور جب مدت دراز گزر چکی اور شراب سر بکلی ممتنع ہوگئے تو وہ ممانعت نہی اور اس باب مین حدیثین بھی آگئی ہین جیسا کہ عینی شرح ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہے خیر خلکم خل خمر کم اور یہ بھی آیا ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ مردار کی کھال کو دباغت پاک کردیتی ہے جیسا کہ شراب کا سرکہ حلال ہوجاتا ہے پس اس سرکہ کا معاملہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حدیث صحیح مسلم مین وارد ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء حرمت شراب مین ان برتنون کی استعمال سے منع فرمایا تھا جن مین شراب بنجاتی تھے یا ان مین شیرہ بنانے سے منع فرمایا تھا جب مدت کے بعد شراب کی حرمت مشہور ہوگئی اور مسلمانون کا اس سے مانوس ہونا متعذر معلوم ہوا اور وہم تشبیہ کا شرابیون سے اور برتنون کی آلودگی شراب سے رفع اور برطرف ہوچکی تو وہ حکم منسوخ ہوا اور ان برتنون کا استعمال اور انمین شیرہ بنانا جائز ہوگیا کذا فی ترجمہ الشیخ المحدث الدہلوی ایسا ہی بنظر غور شراب کے سرکہ بنانے کا معاملہ بھی معلوم ہوتا ہے شیخ محدث دہلوی حدیث صحیح مسلم کے نیچے جس مین شراب کی سرکہ بنانے سے ممانعت آئی ہے لکھتے ہین در ہدایہ گفتہ است کہ چون خمر سرکہ گردد حلال ست خواہ بچیزے انداختہ شود یا بے آن بجہتہ دیرپائے دور آفتاب نہادن مثلا و شافعی گفتہ حلال نیست اگر بچیزے انداختہ شود انیجا یک قول ست و اگر بے انداختہ شود دو قول ست دلیل اطلاق قول بغیر ست صلے

امر علیہ السلام نعم الادام الخل وازجہت زوال وصف مفسد واثبات صفت صلاح و اصلاح مباح ست وہی ازان اگر بود در ابتدائے امر بود بحیث قبح اما حضر المدۃ طول عہد حرام نباشد و روایت می کنند کہ خیر خلکم خل حمر کم یعنے بہترین سرکہ شما سرکہ خمر ست واللہ اعلم انتہے اس عبارت کا حاصل ترجمہ اوپر گزر چکا ہے اب اس تحقیق سے ثابت ہوگیا کہ اس مسئلہ میں حنفی مذہب کی بنیاد بھی حدیث شریف پر ہے اور یہ اختلاف فروعی وہ ہے جسکو قرآن مجید میں باری تعالیٰ نے باذن اللہ فرمایا ہے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس اختلاف مجتہدانہ کو رحمت اور موجب ثواب ارشاد کیا ہے جیسا کہ بار ہا سکا ذکر اوپر ہو چکا ہے پس دونو مذہب حق ہیں اور دونوں کے مذہب پر اصراط مستقیم پر قائم ہیں ایک دوسرے سے حسن ظن اور باہم مدح و ثنا کرنے اسلام کا تقاضا ہے نہ یہ ایک مذہب کے مسئلے کو مخالف قرآن و حدیث کہنا اور مسلمانوں کو صراط مستقیم سے منحرف گردانا اور جنکی قرآن و حدیث تعریفیں کریں ان کے تشکا تون اور طعنوں میں مصروف ہونے اسلام کو سلام کرنا اور راہ صواب کو جواب دینا ہے جیسا کہ ان غیر مقلد صاحبوں کا طرز ہو رہا ہے اور طرفہ اور ہے کہ انکے مصنف اور مجتہد العصر ون کی تحقیقوں سے اپنے مدعا اور مطلوب کے خلاف ثابت ہو رہے ہیں دیکھو اسی مسئلہ میں انکی فقہ الحدیث اور مدار عمل در بیہ میں لکھا ہے و یحرم بقلیل الخمر اب اسپر نواب صاحب بہادر) جو اس فرقہ کے مربی فیضرسان اور ان گلہائے نوشگفتہ کے باغبان ہیں اروضہ ندیہ شرح عربی درر بہیہ کے صہ ۲۲۱ میں دلیل اسکی وہی حدیث جو اوپر مسطور ہو چکی ہے لکھکر بہر ابن العربی سے نقل کرتے ہیں کہ اس حرمت اور مبالغت سرکہ بنانے شراب میں کوئی صحابی مخالف نہیں ہے اور پھر اخیر میں لکھا ہے واما ماروی عن علی من اصطناعہ الخمر وعن عائشہ انہ لا بأس فہو فعل الخمر اذا تخللت بنفسہا لا باتخاذہا انتہے پس فقیر کہتا ہے کہ ابن القیم کا وہ دعوی کہ صحابہ سے کوئی اس سرکہ بنانیکی حرمت کا مخالف نہیں ہے) خود ابن القیم کی ہی نقل سے یا نواب صاحب بہادر کی عقل سے باطل ہو گیا کیونکہ خاتم الخلفاء الراشدین سیدنا علی امیر المومنین اور سیدۃ المومنین عمدۃ امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے جب جواز اس سرکہ بنانیکا خود انکے ہی نقل سے ثابت ہو گیا تو وہ حرمت پر اتفاق صحابہ کیلئے کہاں رہا اور یہ توجیہ کہ شراب کا سرکہ بنانا حرام اور شراب جب خود بخود سرکہ بنجاوے تو وہ حلال الکلام ہے محض خیال خام ہے صاحب فتح الخمر کے معنی میں غور کرو صدہ والرسول یہاں سے سرسری گزر نہ فرمایئے علم اور عقل خداداد کو کام میں لایئے کہ شراب کا

سرکہ اگر بنایا جاوے تو وہ حرام قطعی ہے اور اگر خمر بخود بن جاوے تو حلال طیب ہے اس مسئلہ کی کس اصل پر
بنیاد ہے اس سرکہ کا مادہ تو دونو وجہوں بن شراب ہے تھوڑا سا نمک یا پانی مچھلی وغیرہ کے ڈالکر بنانے سے
تو حرام ٹھیر گیا اور خود بخود دیر مین ہو کر بن جانے سے حلال بنگیا کسقدر نامعقول بات اور زعم واہیات ہے
اگر کہین کہ شارع علیہ السلام کا صبا امر تھا کہ شراب کا سرکہ بناؤ تو اسکی مخالفت سے حرمت ثابت ہوگئی اور
خود بخود شراب کے سرکہ بنجانے مین کوئی فباحت نہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ شارع علیہ السلام تو عقل
کل کا صاحب ہے ان سو اگر اس مادہ مین یقینا منع ثابت ہو تو صرف شراب ہی بلکل محترز ہونے کے لیے ہو
نہ کہ سرکہ کی حلت مین کوئی شک ہے جب آپ سے خاص اس سرکہ کی خبیث مروی ہوئی جیسا کہ معنی شرح
صحیح بخاری اور ترجمہ مشکوۃ سے اوپر منقول ہو چکا ہے اور نیز صحابہ کبار سے بھی ایسا نقل کیا گیا چنانچہ
خود مروضہ ندیہ اسپر شاہد ہے تو اب بخوبی ثابت ہوا کہ ابتدا مین ممانعت تھی اور آخر اباحت ہوگئی کما
یشھد بہ العقل السلیم المکمل بکمل الشرع القویم الغرض حنفی مذہب موافق منقول و معقول ہے اور
اسکا طاعن عقل دین سے محروم ہے ہداہ اللہ تعالے الی الصراط المستقیم باقی رہا بیان مسئلہ لایحد من
نے بمتاجرۃ اور اسکا ترجمہ یہی اسی ہندوی محمد نے اپنی قلم سے یون لکھا ہے خرچی دینے والی عورت
کے ساتھ زنا کرنے سے حد نہین آتی جواب اسکا یہ ہے کہ معترض کو مجتہدین دین پر طعن کرنے کا شوق
ہے جھوٹی سچی بات میل ملاکر فقہ حنفی کے مسائل کو خلاف قرآن و حدیث بیان کرکے نامہ اعمال
سیاہ کر رہا ہے لاتقربوا الصلوۃ کو پڑھ لیتا ہے اور دانتم سکاری کیطرف نہین دیکھتا ہان اگلا
پچھلا دیکھ بھال کر بولنا چاہئے دانشمندون اور دینداروں کا کام ہوتا ہے بیشبہ نہ رہے کہ اس سکی
کے ساتھ ہی در مختار مین لکھتے ہین والحق وجوب الحد کالمتاجرۃ للخبرۃ فتح یعنے فتح القدیر ہدایہ
کی شرح اور نہر فائق کنز الدقائق کی شرح مین بھی ایسا ہی ہے کہ حق یہ ہے کہ خرچی لینے والے
کے ساتھ زنا کرنے سے حد ماری لازم اور واجب ہے جیسا کہ خدمت کرلیے مزدور للعمون سے زنا کرنے
سے حد ماری لازم ہے اور رد المحتار مین لکھا ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے دونو شاگردون
یعنے امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہما کا یہ قول ہے اور جو قول امام صاحب کے شاگردون سے
مروی ہین اونہون نے اپنے استاذ رضی اللہ عنہ سے اخذ کیے ہین جیسا کہ وہ خلفا ایسا بیان کر گئے
ہین کذا فی رد المحتار وغیرہ اب خلاصہ کلام اور حاصل مرام یہ ہے کہ امام صاحب اور دوسرے مجتہدین

دین کے اقوال سراسر صواب اور وہ جب حصول صواب مین جیسا کہ قرآن اور حدیث اور شہادت مشائخ کبار سے ثابت ہو چکا ہے باقی رہا انکا طعن سو بموجب حکم حدیث دارقطنی کے جس مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلف پر طعن کرنیوالون کو فاہم شمر کون فرمایا ہے جیسا کہ شہید ابوشکور سالمی نے مجمع بحار الانوار شرح صحاح ستہ وغیرہ اور تحفہ اثنا عشریہ مین مذکور ہے اسشمر کون مین داخل ہو چکا نعوذ باللہ من ذلک اور بیشک سلف صالح پر ناحقہ طعن کرنیوالے ایسے عقائد کے معتقد ہوتے ہین جس سے کفر تک نوبت جا پہونچتی ہے غالی شیعہ اور خوارج کے معاملات اور عادات کے جاننے والے پر بخوبی یقین رکھتے ہین اور ان غیر مقلد صاحبون نے بھی اللہ سبحانہ وتعالی کے لیے اعضا و جوارح و مکان ثابت کر دیا ہے جسکی کفریت پر صدہا دینی کتابین شاہد ہین جیسا کہ رسالہ تحقیق تقدیس الوکیل اور رسالہ عمدۃ المقلدین مین اسکو مدلل بیان کیا گیا ہے اور اجماع کے منکرون کو قرآن اور حدیث فی دوزخی فرمایا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے معین حقیقی کے فضل اور تائید سے مولوی محمد بکن والہ کے اعتراضات کے جواب پورے ہو گئے مولوی محی الدین صاحب ناظر غیر مقلدین کی توجیہین جو انہون نے آیات واحادیث مرقومہ بالا کے ضمن مین لکھی ہین تحریر کر کے اسکے ہر ایک جواب کو جو منجانب علماء مقلدین تحریر ہوا ہے نقل کرتا ہون مناظر غیر مقلدین نے لکھا ہے کہ کتاب اللہ اور حدیث دونو واجب العمل ہین انسے مونہہ پھیرنا کسی شخص کو جائز نہین اسپر پہلے نمبر کی آیت سورہ آل عمران کی نقل کے مقلدین کیطرف سے جواب لکھا گیا کہ بیشک کتاب اللہ اور حدیث سے کسی کو مونہہ پھیرنا جائز نہین قال اللہ سبحانہ وتعالی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے مونہہ پھیرنا فریضہ عادلہ سے جو عبارت ہے اجماع اور قیاس سو اطاعت رسول سے باہر ہوتا ہے اور ویسے ہی جماعت مسلمانون کو چھوڑ کر ایک علاحدہ فرقہ بنانا پوری طرح سے حدیث نبوی کا مخالف ہوتا ہے اسپر حدیث دارمی نمبر (۱) نقل کی جواب پر مقلدین کے دلیل وجوب تقلید شخصی مین لکھی گئی ہے پھر لکھا ہے ایسا ہی تقلید مذہب معین سے انکار کرنا جو متفق علیہ یا رعب وعجم ہے پورا مخالف بننا حدیث اتبعوا السواد الاعظم ومن شذ شذ فی النار کا ہی دیکھئے اس پر ایمن کیسی کیسی آیات ربانی کا منکرین تقلید نے انکار کیا اسپر آیت سورہ نساء نمبر (۱۱) و نمبر (۱۲) کی نقل کی پھر لکھا کہ مسئلہ تقلید مذہب معین جو متنازعہ فیہ ہمارا ہے بحسب ارشاد آیت کریمہ نمبر ۱۲ جب کتاب اللہ پر پیش کیا تو صحیح ہوا فاسالوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون آیت نمبر (۴) ترجمہ پوچھ لو علماء سے اگر تم نہین جانتے جب بنظر تکمیل آیت نمبر ۱۱ و ۱۲) اس مسئلہ کو علماء عرب وعجم پر پیش کیا تو علماء کرام مرقومہ

بالا نے حکم اتباع مذہب معین کا فرمایا اب مقام غور ہے کہ جو شخص اتباع مذہب معین سے کہ جس پر ایک مدت مدید و عصر بعید سے علما و اکرام اولیا ہ عظام جنکے فضل و علم کی نسبت اس زمانہ کے علما عشر عشیر بھی حاصل نہیں کر سکتے اردکی دیکھیے کہ اسکا حکم اس آیت یعنی نمبری ۵ و حدیث نمبر ۳ سے کیا نکلتا ہے افسوس کہ دعوی عمل بالحدیث کا کرتے کرتے اطاعت رسول مقبول سے خارج ہوئے پھر مناظر غیر مقلدین نے آیت سورۂ احزاب نمبر ۸ کے نیچے لکھا ہے پس آیت شریف یا صحیح حدیث کو سنکر یہ کہنا کہ ہمارے امام کے نزدیک یوں نہیں یہ آیت یا حدیث دوسرے امامون کی دلیل ہے اور انکے مذہب کے موافق ہے ایسا کہنا ہرگز جائز نہیں بلکہ آیت و حدیث کو ماننا اور اسپر عمل کرنا فرض ہے خدا تعالی نے رسول اصلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے برخلاف تقلید امام کی جائز نہیں اسپر حدیث بخاری نمبر ۱ کی نقل کی جسکا ترجمہ یہ ہے کہ پس جس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے بیشک خدا تعالی کی اطاعت کی اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم فرق ہیں اسپر مقلدین کی طرف سے جواب تحریر ہوا اقول و باللہ التوفیق شاید کہ یہ ایسا کوئی آیا کہ امام فرضی ہوگا کہ جس کی نسبت آپ یہ کہتے ہونگے ورنہ ہمارے امام کے نزدیک تو کوئی آیت یا کوئی ایسی حدیث معمول بہ نہیں جسکو ترک فرمایا ہو اور یہ جو کہا برخلاف تقلید امام کے جائز نہیں اقول بھلا صاحب اگر آپ نے کبھی حنفی مذہب کی کتابیں نہیں دیکھیں تو کسی عالم حنفی سے ہی پوچھ لیا ہوتا تاکہ ایسے ہفوات آپ سے سرزد نہ ہوتے سنیں کہ قیاس اگرچہ اور نصوص میں سے ہے بحکم آیت فاعتبروا یا اولی الابصار یعنے قیاس کرو تم اے صاحبان بینائی و حدیث معاذ بن جبل و عبد اللہ بن عمر و ابصیر یرہ قالا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا حکم الحاکم فاجتھد و اصاب فلہ اجران و اذا حکم فاجتھد و اخطأ فلہ اجر و احد متفق علیہ ترجمہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جبکہ حکم کرے حاکم پس اجتہاد کرے پس ٹھیک پہونچا اسکا قیاس تو اسکو دو ثواب ہیں اور جب حکم کرے پس اجتہاد کرے اور چوک گیا تو اسکو ایک ثواب ہے انتہے مگر منجملہ شرائط قیاس سے یہ ہے کہ خلاف حکم منصوص علیہ کے نہ ہو جب قیاس کی شرط یہ ٹھیری تو اسکا اتباع مخالف کتاب اللہ و حدیث نبوی کیسے ہو سکتا ہے بیت

تو خود می نشنوی بانگ دہل را ۔ رہ نمود سلطان را چہ دانی

پھر مناظر مقلدین نے حدیث نمبر ۱ کے نیچے لکھا ہے یہ حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسوقت فرمائی تھی کہ جب بعض اشخاص نے اپنے خیال اور فہم کی پابندی کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے خیال کو رد کیا پس جب صحابہ

کا خیال اور اجتہاد مخالف سنت کی رد کرایا ہے تو اور لوگوں کا کیونکر منظور ہوگا امام ہو یا اور کوئی ۔ پھر اسپر حدیث نمبر ۳ نقل کی اور اسکے نیچے لکھا کہ جو شخص تقلید کی پابندی سے بیفرمانی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کرے اسطرح کہ دے کہ یہ حدیث میرے مذہب کی نہیں یا فلانا مسئلہ حدیث کا نہیں نہیں مانتا اسلیے کہ میرے امام نے اسپر عمل نہیں کیا ہے بیشک وہ منکر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اسکا جواب مقلدین کیجانب سے یہ تحریر ہوا اقول مجھکو آپکے ذہن رسا سے ایسی ہی امید پڑتی تھی کہ احدیث نمبر ۳ کو آپ تک السناد طریق اجتہاد کر پہنچے مگر اس سے آپ کی کارروائی پوری نہیں ہوسکتی جبتک کہ تحریف آیات قرآنی اور محو احادیث نبوی) جو باوازبلند اجتہاد کے رکن دینی ہونے پر دلالت کرتے ہیں) نکریں مگر آپکی ایسی باتوں سے کیا ہوسکتا ہے ؎ یہ دین وہ نہیں کہ جس کو تو بگاڑ سکے ✦ کدھر خیال ہے اتنی تیری مجال نہیں ۔ اور اگر بنظر غور دیکھیں تو آپ ہی مصداق حدیث من رغب عن سنتی کے ہیں کیونکہ اجتہاد جو سنت سنیہ ہے آپ اسکو السناد کے درپے ہیں ہلا اپنی رائے فاسد بے بنیاد کو رائے مجتہدین پر جو ائمہ ہدی اور بقول رسول الوری ہیں فروغ دینا کون عقل کی بات ہے اشتہ فکر کو جو تعیین مصداق حدیث من عصانی فقد ابی کے میدان میں جولان دیا گیا تو یہ چیز آپ کے اور کسیکو نہ پایا پھر مناظر غیر مقلدین نے لکھا ہے ۔ اور مقلدین کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص حنفی کہلاکر کسی اور مذہب کیطرف انتقال کرے خواہ وہ مسلہ منتقل الیہ مطابق قرآن یا حدیث کے آسکو حد مارنی چاہیے تو یہ قول انکا خلاف ہے لا اکراہ فی الدین الخ کے اور مصداق ہے من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہم الہدی حالانکہ ہمارے دین میں ایسی تکلیف نہیں دی اسکے جواب میں مقلدین کیطرف سے یہ تحریر ہوا اقول یہ انتقال دو حال سے خالی نہیں یا تو بجہت حاصل ہونے رتبہ ترجیح کے ہو یا بغیر اوس کے اول میں تو کلام ہے نہیں اور دوسرے میں بیشک و شبہ انتقال ایک مذہب سے طرف دوسرے مذہب کے نہ یوالا مستحق تعذیر کا ہوتا ہے کیونکہ اسکا انتقال اتباع ہوا نفسانی پر دلالت کرتا ہے آپ بھی اصول موضوعہ پنجم میں تسلیم کر چکے ہیں کہ مذہب دین ہے مذہب سے انتقال کرنا دین سے انتقال کرنا ہے بہر مناظر غیر مقلدین لکھتے ہیں اور حضرات مقلدین کا مسلہ ہے جو پانچویں مذہب پر عمل کرے وہ دوزخی اور اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا انکے نزدیک پانچویں مذہب پر چلنے والا ہے اور اللہ تبارک و تعالی نے اس آیت شریف میں والسابقون الاولون من المہاجرین

---

۱۲ اس آیت میں مناظر غیر مقلدین نے وہ غلطی کی ہے جسکا ذکر صفحہ (۱۴) رسالہ ہذا میں آویگا ۱۲ منہ

الخ اصحابون کے تابعدار کو جسنے فرمایا ہے العبد محی الدین عفی عنہ اسکے جواب مین مقلدین نے لکھا ہے ہان پانچون قول بالا اجماع باطل ہے آپ ہی مان چکے ہین کہ حق دائر ہے درمیان مذاہب اربعہ کے پھر پانچون قول کی کیا صورت ہے بیشک اصحاب رسول اللہ کی پیروی کرنیوالے اچھی ہین اور انکے مخالف بدرشی مگر آپ ذرہ غور فرمائیے کہ بجب قول حضرت ابوموسیٰ اشعری کے جو کہ اصحاب رسول اللہ سے (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین حضرت ابن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حق مین لوگون کو فرماتے ہین لاتسالونی مادام ہذا الحبر فیکم یعنے مجھ سے کوئی مسئلہ نہ پوچھا کرو جبتک کہ یہ عالم تمہارے مین ہے یہ قول معتبر صراحۃ دلالت کرتا ہے کہ ایک شخص معین کا اتباع کرنا چاہیے اگر جدا سوقت مین اور کوئی عالم مجتہد موجود ہو عدم انتقال پر آیت لا اکراہ فی الدین سے استدلال کرنا کیسے مضحک اطفال ہے کیونکہ اس آیت کے معنے یہ ہین کہ نہین زبردستی رہی دین مین تحقیق ظاہر اور جدا ہوگئی ہدایت گمراہی سے جب آیات قرآنی اور حدیث نبویہ سے تقلید مذہب معین کی نسبت ہو چکی اب انتقال کرنیوالے کو تعذیر لگانی اتباع نفس امارہ سرور دکنا ہے پھر آیتہ سورہ انعام تنبی ع قول قسطلانی شارح صحیح بخاری نقل کیا ہے پھر اخیر مین لکھا ہے الغرض ہر ایک عامی غیر مجتہد کو جس سے خوشنودی حضرت رسول اللہ منظور ہے لازم ہے کہ امام معین کا اتباع کرے بطریقہ کہ اپنے امام کو سیدنا و مولانا محکم شریعت محمدیہ کا علی وجہ الکمال تصور کرے اور جانے کہ وہ مکاشفات و مرموزات الٰہیہ و علوم ربانیہ جو محنت شاقہ سے انکو حاصل ہوئے وہ اور کو آجکل نصیب ہونا محال ہین آجکل کے ترجمہ خوان جو مجتہد بن بیٹھے ہین انکو مناسب ہے کہ مضمون اس شعر کو ورد زبان رکھین ؎

اگر ہونا زمانے مین حصول علم و محنت ۔۔۔ تو بس ساری کتابین ایک جاہل ہی پڑھے جا

پھر ردیت نمبر ۵۔ کتاب شم العوارض ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کی نقل کرکے بعدہ لکھا ہے بہلا جیب کہ ایسے صحابی عربی دان اور عالم بالحدیث کو فتوی سے دیا گیا تو آجکل کے نام کے مولویون کو کس طرح اجازت مسائل شرعیہ مین دخل رائے کی دیجاویگی بلکہ انکو لازم ہے کہ اگر اپنا دین درست کرنا چاہین تو مذہب حنفی کی ہی اتباع کرین ؎ سرکش کوئی ہو کر کبھی ربا نہین ہوتا ۔۔۔ انجام بر بکار کا اچھا نہین ہوتا۔

توضیح ۱۲۔ فریقین نے اول آیات اور احادیث اپنی اپنے مطلب کی سندین ایک کا غذ پر مجاوی ایک دوسرے کے لکھیں اور سب پر سوال و جواب متعلقہ اسکے بھی تحریر ہوئی امام والی آیت پر تذکرہ ہو کر تحریر ختم ہوئی فقیر نے وہان سے گیا ہون توضیح مفروغ کرکے غلط ہونا توجیہ عدم جواز تقلید امام معین کا

بیان کیا اس مین تقریبا ذکر آیات قرانی کا جن مین تقلید مذموم سے ممانعت ہے اور غیر مقلدان آیتون کو غلط فہمی سے تقلید ائمہ دین پر حمل کرتے ہین جیسا کہ مولوی بکر والے نے معیار الحق مین جسکی مدت دراز سے رد و جواب لکھے گئے ہین) دیکھہ بہالکر کچھ آیتین اور ایک دو حدیثین للکھکر د تقلید مین پیش کین اور اس کا جواب شافی کسی صلحت سے مقلدین کیطرف سے نہ ملا فقیر نے اس نظر سے کہ غیر مقلدون کا کوئی افسوس باقی نرہجاوے اور بخوبی انکے خلاف ورزی یاد ہو کہ وہی خلصہ مین آوے اسکی تحریر کا جواب شروع کردیا بہر بعد فراغت ان جوابات کے جو بقدر چودہ صفحہ کے ہوگئے مناسب معلوم ہوا کہ اول وہ سوال و جواب فریقین کے مناظرون کے لکھے جاوین جو اونہون نے دوبارہ انہین آیات و احادیث مرقومہ سابق کی ذیل مین لکھکر پیش کیے چونکہ سابق وہ آیتین اور حدیثین مع ترجمون کے منقول ہوچکین تھین اسلیے پھر دوبارہ انکا متن مین تحریر کرنا طوالت جانکر صرف عبارت توجیہات و سوال و جواب فریقین کے متن مین لکھدیے اور آیتون حدیثون کے نمبرون کے ذکر سے انکی طرف اشارہ کردیا اور نیز بین السطوران صفحون کیطرف بھی حوالہ لکھا ہے جن مین اوپر وہ آیات اور احادیث منقول ہوچکی ہین اور حاشیہ پر بھی شمہ شمہ آیت و حدیث کا لکھا ہے تاکہ ناظرین کو تکلیف نہ ہو اب ان سے فارغ ہوکر جہان جہان کچھ وضاحت و صواب متصور ہوئی موفق حقیقی کی توفیق سے لکھدیتا ہون گیارہوین تو صحیح سے اوپر کی بحث مین یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ کے لفظ امام سے بیشوا گورین کے مراد نہ ہونے مین جو علما غیر مقلدین نے زور دیا کہ کسینے اس مراد کو ضعیف کہا اور کسی نے اسکو نارد بیان کیا اور کتاب اعمال سے بلا نیکو قوی جانا یا اسی مین منحصر گردانا بدلیل حدیث جامع ترمذی کے جیسا کہ ان کا باہمی خرخشہ اوپر منقول ہوچکا ہے اور نیز بمقتضی صاحب مناظر مقلدین کا کتاب اعمال کے ساتھ بلای جانیکا انکار کرنا اور امام کا جمع ام ہونیکو نا درست بتانا چنانچہ وہان پر انکی طرف سے مرقوم ہوا ہے اس معاملہ مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فریقین نے باتو اپنی اپنی سخن دانی فرمائی یا تفسیرون اور دینی کتابون کو بخوبی دیکھا بھالا نہین اسلیے کہ یہ احتمالات جن سے انکار ہورہا ہے اس آیت مبارک مین جاری ہین اول امام کے معنے مجمع بحار الانوار مین رہنما اور نبی اور کتاب کے کیے ہین اور نیز صراح وغیرہ مین بھی لکھا ہے امام بالکسر پیغمبر و کتاب و سطر جریدہ و رشتہ دراز و کرانہ زمین و کرانہ راہ انتہے ملخصا اور قاموس مین امام کو جمع ام کی بھی لکھا ہے پھر امام علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وسلم نے تفسیر اتقان کرنیع عجائبات

مفسرین کی اخیر میں جہانپر تفسیر بالحدیث المرفوع کا فصل باندھا ہے اسکے ضمن میں لکھا ہے واخرج ابن مردویہ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قول اللہ عزّ وجلّ یوم ندعوا کل اناس بامامھم قال یدعی کل قوم بامامھم کتاب ربھم وسنۃ نبیھم یعنے خود حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی آیت مجوثہ میں لفظ امام سے پیشوا دین اور کتاب رب مراد و بیان فرمائی ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ کتاب رب کے معنے کتاب اللہ مُنَزَّلٌ مِنَ السَّمَآءِ اور کتاب اعمال دونوں کے ہو سکتے ہیں اسلیے انہیں امام سیوطی نے جلد اول تفسیر جلالین میں اس آیت مجوثہ کے معنے میں مراد امام سے نبی اور کتاب اعمال لکھے ہیں وَھٰذِہٖ عِبَارَتُہٗ یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِمْ فَیُقَالُ یَا اُمَّۃَ فُلَانٍ اَوْ یَا کِتَابَ اَعْمَالِھِمْ فَیُقَالُ یَا اَصْحَابَ الْخَیْرِ وَیَا صَاحِبَ الشَّرِّ اور ایسا ہی تفسیر مدارک اور تفسیر ابوالسعود اور معالم التنزیل اور بیضاوی اور تفسیر کبیر اور نیشاپوری وغیرہ میں کتاب اعمال کے ساتھ بلائے جانیکی مراد لکھی ہے عبارتوں کی نقل سے طوالت ہوجائیگا اسلیے ان تفسیروں کو دیکھ لے اور اس میں بھی شک نہیں کہ قوی احتمال اس آیت کا یہ ہے کہ امام حقیقی انبیاء ہیں اور مجتہدین دین بھی انکے نائب مناب اس حکم بلائے جانے میں داخل ہیں اسی لیے تفسیر مدارک اور تفسیر ابوالسعود اور معالم اور بیضاوی اور تفسیر کبیر اور نیشاپوری اور حسینی اور قادری وغیرہا میں لکھا ہے کہ اس آیت شریف کو احتمالات سے یہ بھی ہے کہ ہر قوم اپنے اپنے امام پیشوا دین سے بلائی جاوینگے یعنے یا محمدی یا موسوی یا حنفی یا شافعی کر کے باقی رہا یہ کہ مفتی صاحب نے اس آیت سے مراد مائوں کی رکھنے کو جو تفسیر حسینی سے غیر مقلدین کے مناظر نے پیش کی نادرست لکھا ہے مدین عبارت اگر یہ صحیح درست ہی نہیں ہو سکتی کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِمْ ترجمہ یعنے وہ دن جو پکاریں گے ہم ہر ایک آدمی کو ساتھ امام انکے کے اگر امام جمع امام کی لیا جاوے تو لازم آتا ہے کہ ہر ایک کے واسطے بہت مائیں ہوں جیسا کہ بالصاق سے پورا اظہار ہوتا ہے اور بظاہر غلط ہی اسقدر بلفظہ چنانچہ صفحہ ۸۹ رسالہ ہذا پر منقول ہے سو فقیر کہتا ہے کہ ہر ایک کیواسطے بہت مائیں تب لازم آوے جب قرآن شریف میں یوں فرمان ہوتا یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِہٖ یعنے امام جمع امام کو ضمیر مفرد کی طرف مضاف کرنے سے لازم آتا ہے کہ ہر ایک کیواسطے بہت مائیں

ہمان سوالیا تو فرمایا ہی نہین بلکہ آیت مین یا مامہم وارد ہے تو امام جمع امام کو اناس جمع کیطرف راجع ہونیوالی عمیمہ سے رمضان کر یا انقسام مفرد مضاف ہے یعنے ہر ایک کے لیے ایک امام ثابت ہوئی جیسا کہ قولہ تعالے فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ الآیۃ یعنے پس دھو ہو تم اپنے مونہون کو اور اپنے ہاتھون کو کہنیون تک اور مسح کرو اپنے سرون کو اور قولہ تعالی وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ الآیۃ یعنے اپنے ہاتھون کو ہلاکت کی طرف مت ڈالو پس جیسا کہ ان آیتون مین جمع کو جمع کیطرف مضاف کرنے سے ایک ایک کیواسطے ایک ایک مونہہ یا ہاتھ سرثابت ہوئے ویسا ہی یا مامہم مین ایک ایک کے لیے ایک ایک امام ثابت ہوتی ہے پس امام سے جمع امم کی مراد ہونے مین کچھ بھی خلل نہین بلکہ یہی ایک احتمالات اس آیت شریف مین ہے اور کیون نہ ہو جب اقاسیر مشہورہ مین بھی مثل تفسیر ابوالسعود اور معالم التنزیل اور بیضاوی اور تفسیر کبیر اور حسینی اور کشاف اور قادری اور غیاثپوری وغیرہا کی اس آیت شریف کے مضمون مین یہ احتمال ماؤن کا بھی لکھا ہے عبارتون کے نقل کرنے مین طول ہوتا ہے جسکا جی چاہے ان مین دیکھ لے بلکہ امام فخرالدین رازی اپنی تفسیر کبیر مین بنقل تفسیر کشاف اس آیت کریمہ کے نیچے یون لکھتے ہین قَالَ صَاحِبُ الْكَشَّافِ وَمِنْ بَدَائِعِ التَّفَاسِيرِ اَنَّ الْاِمَامَ جَمْعُ اُمٍّ وَالنَّاسُ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاُمَّهَاتِهِمْ وَاِنَّ الْحِكْمَةَ فِي الدُّعَاءِ بِالْاُمَّهَاتِ دُونَ الْاٰبَاءِ رِعَايَةُ حَقِّ عِيسٰى وَاِظْهَارُ شَرَفِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَاَنْ لَا تُفْضَحَ اَوْلَادُ الزِّنَا ثُمَّ قَالَ صَاحِبُ الْكَشَّافِ وَلَمَّا سَمِعَ شَعْرِيٌّ اَيْ هٰذَا الْبَدِيعَ اَصَحَّ لَفْظَهُ اَمْ بَيَّنَ حِكْمَتَهُ انتہے یعنی امام رازی نے تفسیر کبیر مین صاحب تفسیر کشاف سے کہا ہے کہ عجائب غرائب تفسیرون سے یہ ہے جو اس آیت مین لفظ امام سے جمع امم کی مراد کہی جاوے اور معنے یہ ہون کہ لوگ قیامت کے دن اپنی ماؤن سے بلاے جاوین گے اور حکمت اس مین کہ ماؤن سے بلاے جاوین گے نہ باپون سے یہ ہے کہ عیسی علی نبینا وعلیہ السلام جنکا باپ نہین انکی رعایت رہے اور نیز حضرات حسنین سلام اللہ علیہما وعلی ابائہما الکرام کی شرافت ظاہر ہو کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر گوشہ بتول رضی اللہ تعالی عنہا کے صاحبزادے ہین اور نیز اولاد زنا رسوانہ ہون پھر صاحب کشاف نے کہا کہ مین ان معنے کے حاصل ہونے کو اس صحت لفظی کے ساتھ عجیب تر کہون یا کہ اس حکمت عمدہ کے بیان کو غریب تر لکھون) یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر کبیر اور تفسیر کشاف کا اور

تفسیر فتحیا پوری مین بھی ایسا ہی لکھا ہے اب ایسی عجائب غرائب معنی پسندیدہ اکابر مفسرین کو کیونکر نا درست اور غلط کہین حالانکہ حدیث ہی کی تایید ہو رہی ہے جیسا کہ امام سیوطی علیہ الرحمۃ کتاب بدور سافرہ فی احوال الآخرہ مین لائے ہین واخرج الطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی یدعو الناس یوم القیامۃ بامہاتھم ستر امنہ علی عبادہ انتھی اور وہ جو مفتی صاحب نے لکھا تھا کہ بعضون کی مان نہین ہے جیسا کہ آدم وحوا علی نبینا وعلیہما السلام فقیر کہتا ہے کہ کل سے ایک دو فرد کے نکلنے سے کچھ جواب نہین اکثر کو حکم کل کا ہوتا ہے جسکو تغلیب کہتے ہین اور نیز کل مخصوص البعض بھی ہوا کرتا ہے اور کبھی کل بمعنے بعض کے بھی مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ مجمع بحار الانوار مین ہے کل بنی ادم خطاؤن و خیر الخطائین التوابون ان اردت الکل من حیث ھو کل کان تناولہا الانبیاء ان قبلہا الانبیاء او کل واحد خاطئ فاما الانبیاء فاما مخصوصون او انہم اصحاب الصغائر والاولی ان ما صدر منہم کان ترک الاولی پھر اس مجمع مین لکھا ہے کل بدعۃ ضلالۃ تخص منہ ما ھو واجب او مندوب او مباح پھر اسی مجمع البحار مین ہے نحو انہ دخل علیہ فقیل لہ ایا مرک ھذا انقاں کل ذلک ای بعضہ عن امری وبعضہ بغیر امری وھذا بناء علی انہ قد یستعمل کل الموضوع للاحاطۃ بمعنی البعض انتھے سن مقامات متفرقہ اور انصاف کے روسے اس آیت شریف کے متعلق اور بھی گفتگو ہے مگر خطا الیہ سے تحریر روک رہا ہے باقی رہا یہ کہ ایک عرضی مین جسکا ذکر پچھلے اصل کی توضیح مین آیا ہے مولانا ظہیر عفی عنہ نے لکھا ہے کہ اگر اس آیت سے امام کی تقلید ثابت ہوتی ہے تو ماؤن کی تقلید بھی ثابت ہوگی تو جن کی مائین بے نماز ہون تو انکی اولاد بھی تقلیداً بے نماز رہین پھر پیچھے اسکے کہا کہ یہ محرر لفظ بلفظ درج کاغذات فرمای جاوے وجب تہا عرض کیا زیادہ حد ادب معروضہ ۱۲ - ماہ رجب ۳۹ عرضی کمترین محی الدین ساکن لکھنو کے اب فقیر غلام دستگیر کان اللہ لہ عرض کرتا ہے کہ یہ آپکی توجیہ وجیہ سابق تو کاغذات مین درج نہین ہوئی تھی اب آپکے دل کے ارمان نکالنے کے لیے درج کرکے جواب بھی لکھدیتا ہون سنیے دین اسلام مین اطاعت والدین کی واجبات سے ہے اور عقوق انکا کبیرہ گناہون مین سے اگر تکلیف نہ ہو تو مشکوۃ کے ابتدا باب الکبائر و علامات النفاق کی دوسری

حدیث صحیح متفق علیہ مین ہے کہ لا طاعۃ فی المعروف اور خود مناظر غیر مقلدین نے اپنے دلائل رد تقلید شخصی مین حدیث مشکوۃ صفحہ ۳۱۳ سے لکھا تھا لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق چنانچہ اور بمنقول ہو چکا ہے پس اب یہاں پر ایسے عنصر مین آئے کہ امامان مجتہدین کی تقلید کے مقابلہ مین بے نماز مان کی تقلید کو قائم کرکے اپنی دانشمندی اور زیرکی دکھلانے لگے حالانکہ اول سے پر دلیل قائم کی ہے کہ مخالف شرع کام مین بروی شرع مخلوق کی اطاعت جائز نہین ہے غور کا مقام ہے کہ تقلید شخصی یعنے امام مجتہد کے پیروی جو بحکم قرآن وحدیث واجب ہے جیسا کہ ہمکا ثابت اور پر بر ہن ہو چکا ہے بے نماز مان کی تقلید کرکے نماز فرض دائمی کے چھوڑ دینے کو لازم پکڑتی ہے حاشا وکلا بلکہ دونون مین زمین وآسمان کا فرق ہے اللہ تبارک وتعالی انصاف نصیب کرے اور غصے اور تعصب کو ہمارے دشمن کے بھی قریب نکرے یہ لوگ نام کے محدث آیتون اور حدیثون سے ایسے مسائل نکال لیتے ہین جو کسی دانشمند کی سمجھ مین نہین آتے کیونکہ انکے ان مسائل مقبولہ کا رد قرآن وحدیث مین جیسا کہ موجود ہوتا ہے اور کوئی دین کا عالم ان کو نہین قبول کرتا ہے دیکھو تقلید شخصی کے رد مین انکے دلائل مدخلہ اس امر کی تصدیق کرا رہے ہین اور یہ اس بحث کو حاضرین غیر مقلدین کا ہی صرف کام نہین بلکہ انکے گروہ کے بڑے بڑے نامی گرامی مصنفون کا بھی یہی رویہ ہے کہ قرآن وحدیث کی دلیلون سے ایسے مسائل استنباط کرتے ہین جنکی نسبت دلیل مین بو بھی نہین پائی جاتی ہے اور بایں ہمہ وہ مسائل ہی اسلام کے چار دن مذہبون کے جن مین یہ لوگ ہی حق دائر سمجھتے یا اقرار کرتے ہین مخالف ہوتے ہین نمونہ کے طور پر ثابت کر دکھاتا ہون تاکہ میری تحریر کو مخالفانہ اور متعصبانہ طریق پر خیال نہ کرین نواب صاحب بہادر بھوپال) کہ جان لوگون کے مجتہد العصر ہین اور انکی کتابون کو یہ لوگ دلائل کیجگہ پیش کرتے ہین) در رہبہ کی عربی شرح مسمے بہ روضہ ندیہ مطبوعہ لکھنو کے صفحہ ۱۱ مین لکھتے ہین لعدم مخاسۃ ذوات الناب من السباع کما ورد فی اکل ذبائحھم واطعمتھم انتھے اور انہین نواب صاحب بہادر کے فرزند ارجمند کی عرف الجادی مطبوعہ بھوپال کے بھی صفحہ ۱۱ مین لکھا ہے وذبائح اہل کتاب ودیگر کفار نزد وجود ذبح بر بسملہ یا نزد اکل آن حلال ست حرام ونجس نیست مادامیکہ آن ذبح از برائے غیر خدا عزوجل نباشد انتھے پھر انکے دوسرے رسالے نہج مقبول مطبوعہ بھوپال کے صفحہ ۱ مین لکھا ہے اگر کافر سے

ذبح کند و نام خدا ببرد و این ذبح از برای غیر او تعالی نباشد ذبیحہ او حلال است و نیست دلیل بر شرط اسلام
در ذابح انتہے نواب صاحب بہادر کی اپنی کتابوں اور دونوں سالوں انکے خلف الرشید سے ہیں جو نواب
صاحب بہادر نے ہی اپنی تصحیح سے چھپوائے ہیں ایسا مسئلہ معلوم ہوا کہ کافر مجوسی وثنی وغیرہما کوئی ہو
جب وقت ذبح کے غیر اللہ کا نام نلے تو اسکی ذبیحہ حلال ہے خواہ وہ کافر وقت ذبح کے بسملہ کہے یا نہ کہے
دونو صورتوں میں حلال ہے مگر فرق اتنا ہے کہ اگر کافر نے وقت ذبح کے بسملہ نہیں پڑہی تو کہانے
والا کہا تیوقت بسملہ کہکر کہالے حلال ہے پھر دلیل اس مسئلہ کی نہج مقبول کے صفحہ ۲۷ میں یوں
لکھی ہے و اصل درین باب حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا ست کہ وی از زبان حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پرسید کہ مردم تازہ عہد بجاہلیت گوشتہا می آرند نمیدانیم کہ بر آن نام خدا ذکر کردہ اند یا نہ ایں
گوشتہا را بخوریم یا نہ فرمود شما نام خدا بر ید و بخورید رواہ البخاری والنسائی و ابو داؤد و ابن ماجہ پس
امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعادہ تسمیہ شعر آن ست کہ ذبیحہ غیر مسمے حلال ست خواہ ذابح آن مسلم
باشد یا غیر مسلم پس گوشتے کہ نزد اکل بران ذکر نام خدا شد و ذابح کافر غیر مسمے بود حلال ست
بوجہ اعادہ تسمیہ انتہے فقیر کہتا ہے کہ وہ حدیث بخاری وغیرہ کی یہ ہے عن عائشۃ قالت
قالوا یا رسول اللہ ان ھھنا اقواما حدیث عھدھم بشرک یاتوننا بلحمان لا
ندری اید کرون اسم اللہ علیہ امر لا قال اذکروا انتم اسم اللہ وکلوا کما فی المشکوۃ
یعنے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ نے کہا کہ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اس جگہ بہت لوگ نو مسلم گوشت لاتے ہیں نہیں معلوم کہ خدا کا نام لیکر ذبح کرتے ہیں یا نہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم خدا کا نام یاد کرکے کہا لیا کرو یہ ترجمہ ہے اس حدیث کا اب دیکھو
کہ حدیث صحیح میں جس سے کہوبال والوں نے ہر کافر کے ذبیحہ کے حلال ہونے پر دلیل پکڑی ہے
صرف اتنا ذکر ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالی اجمعین نے سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تھا
کہ یہ تازہ عہد شرک کے یعنے نو مسلم لوگ جو گوشت لاتے ہیں یقیناً معلوم نہیں کہ وقت ذبح کر خدا
کا نام لیتے ہیں یا نہیں تو آپنے فرمایا تم خدا کا نام لیکر کر کہا لیا کرو پس اسحدیث میں کافر کے ذبیحہ کا ذکر
نہیں ہے بلکہ یہوبال والوں کی خانہ ساز بات ہی باقی رہا یہ کہ اسحدیث سے یہ سمجھنا کہ جس ذبیحہ پر وقت
ذبح کے بسم اللہ نہ کہی جاوے تو وقت کہانے گوشت کر بسم اللہ کہنی اسکے قائم مقام ہو جاتی ہے

محض نادرست ہے بلا سند حدیث کے یہ ہیں کہ گو تکو وقت ذبح کے بسم اللہ کہنے کا یقین نہیں تاہم اس کا کھانا درست ہے جب اسکا ذبح مسلمان ہو کیونکہ مسلمان پر یہ گمان نہ کیا جاویگا کہ اس نے بدون بسم اللہ کے ذبح کرلی بلکہ مسلمان پر اچھا گمان کرنا لازم ہے بسم اللہ پڑھ لیا ہوگا جیسا کہ اور کھانا کھاتے ہوئے گوشت بھی کھالو کذا فی ترجمۃ الشیخ المحدث الدھلوی نا قلا عن شرح المشارق مغربیا عن ابن فرشتہ رحمہم اللہ تعالی اور اصل عبارت ترجمہ مذکور کی حاشیہ پر منقول ہے اور دوسری شرح عین ہیں بھی ایسا ہی ہے اگرچہ تحقیق اس مسئلہ کی تفصیلوار اس کتاب میں لکھوں گا جو در رسیہ وغیرہ کی صریح غلطیوں کے اظہار میں موفق حقیقی کی توفیق سے مرتب ہوگی مگر یہاں پر بقدر کفایت اختصار کے طور پر اسقدر لکھا جاتا ہے کہ شرع اسلام سے ثابت ہے کہ جانور حلال کو ذبح کرکے کھانیکے لیے یہ شرط ہے کہ اسکو مسلمان عاقل یا کتابی خدا تعالے کے نام پر ذبح کرے پس اگر خدا ئے تعالی کے نام پر ذبح نہ ہو یا کافر غیر کتابی خواہ بسم اللہ سے ہی ذبح کرے تو وہ اہل سنت جماعت مذہبوں کے اتفاق سے حرام ہے اب دلیلیں اسکی ترتیب وار بالاختصار سنیے سورہ مائدہ کے ابتدا میں باریتعالی کا مومنوں کو حکم ہے اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ یعنے حلال کیے گئے ہیں تمہارے لیے چوپایہ مواشی سے سوا اسکے جو ہم تم کو سنا دیں گے یعنے جو ان سوائے سے تم حرام کیے ہیں اسکا ذکر آگے کردیتے ہیں پھر ایک آیت درمیان لاکر وعدہ وفا کرنے کو حرام چیزوں کا ذکر فرماتے ہیں حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ یعنے حرام کیا گیا ہے تم پر اے مسلمانو مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جس جانور پر وقت ذبح کے غیر اللہ کا نام لیا ہو اور جو گلا گھونٹے سے مرے یا پتھر لکڑی کی چوٹ سے مرے یا اونچی جگہ سے گر کر مرے یا سینگ کے مارنے سے مرے اور جسکو درندے نے کھایا ہو مگر جس کو تم نے ذبح کر لیا ہو کذا فی فتح الرحمان وغیرہ یعنے ان پانچ چیزوں اخیر کو جب تم مسلمان ذبح کرلو تو حلال ہے کذا فی التفسیر الاحمدی وغیرہ پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا ذبیحہ حلال ہے جیسا کہ صدہا دیگر کتابوں میں اسپر تنصیص کی ہے پھر باریتعالی اس سے ایک آیت بعد فرماتے ہیں وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ یعنے اور کتاب والوں کا کھانا تم کو حلال ہے یعنے اہل کتاب کا ذبیحہ جب

اللہ تعالیٰ کا نام اسپر ذکر ہوا اور غیر کی تعظیم نہ ہو یہاں اور شرط فرمائی کہ ذبح کرنیوالا مسلمان یا اہل کتاب یعنے یہود یا نصاری ہو اور کسی دین یا مذہب والے کا ذبح حلال نہیں اگرچہ وہ نام اللہ کا لے اسکا لینا معتبر نہیں ہے کذا فی موضح القرآن وغیرہ اور صحیح بخاری وغیرہ میں بھی بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما طعام اہل کتاب سے ذبیحہ اہل کتاب مراد کہا ہے پھر بارتعالیٰ سورہ انعام میں فرماتا ہے فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ یعنے پھر کھاؤ اسکو جسپر وقت ذبح کے خدا کا نام لیا گیا ہے اگر تم اسکی آیتوں پر ایمان لانیوالے ہو اور تم کیوں نہیں کھاتے اسپر جسپر وقت ذبح کے خدا کا نام لیا جاتا ہے حالانکہ تفصیلوار تم پر حرام چیزوں کا بیان کردیا ہے کذا فی فتح الرحمٰن وغیرہ یعنے جس جانور حلال گوشت پر وقت ذبح کے خدا کا نام لیا جاوے وہ حلال ہے بلا وسواس و ہراس کھا لیا کرو کیونکہ حرام چیزوں میں اسکا شمار نہیں ہوا ہے پس اس آیت سے وقت ذبح کے خدا تعالےٰ کا نام لینا شرط معلوم ہوا پھر ایک آیتہ بعد فرماتے ہیں وَكَانُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ یعنے اور مت کھاؤ جسپر خدا کا نام نہ لیا جاوے اور بیشک اسکا کھانا گناہ ہے اس آیت سے بھی مفہوم ہوا کہ وقت ذبح کے خدا کا نام لینا شرط ہے اگرچہ آیات قرآنی سے ہی مطلب حاصل ہوگیا ہے مگر احادیث حبیب رحمانی صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی مدد رسانی بہتر ہے جامع ترمذی و صاحب مشکوۃ المصابیح لکھتے ہیں عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال نهينا عن صيد كلب المجوس یعنے حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا کہ ہم صحابہ منع کیے گئے تھے یعنے ہم کو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ نے منع فرمایا تھا مجوس یعنے آتش پرستوں کے کتے کے شکار کیے ہوئے کے کھانے سے کیونکہ وہ اہل کتاب نہیں کذا فی ترجمہ التنویر المحدث الدہلوی وغیرہ من الشروح اور امام زیلعی تخریج احادیث ہدایہ میں لکھتے ہیں وَاَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلٰى مَجُوْسِ هَجَرَ يَعْرِضُ عَلَيْهِمُ الْاِسْلَامَ فَمَنْ اَسْلَمَ قُبِلَ مِنْهُ وَمَنْ لَمْ يُسْلِمْ ضُرِبَتْ عَلَيْهِ الْجِزْيَةُ غَيْرَ نَاكِحٍ بَنَاتِهِمْ وَلَا اٰكِلِيْ ذَبَائِحِهِمْ یعنے بعضے امامان اہل بیت اطہار کی روایت سے ثابت ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجر شہر کے مجوسیوں کو اسلام کی طرف رجوع دلانے کے واسطے لکھا جس میں

بخریتی کہ جو شخص اسلام مین آویگا اس سے قبول کیا جاویگا ورنہ اسپر جزیہ دینے کا حکم صدور پاویگا دعا یکہ
ان مین ہو کوئی عورت مسلمانون کی نکاح مین نہ آویگی اور انکے ذبیحہ نہ کہائی جاویگی پس ان حدیثون
سے بھی ثابت ہوا کہ کافر غیر کتابی کی ذبیحہ حرام ہے اسی لیے فقہ کی صدہا معتبر کتابون مین اور حدیثون
کی شرحون مین اور قرآن مجید کی تفسیرون مین یہ مسئلہ درج ہو کہ کافر غیر کتابی کا ذبیحہ حرام ہے اور اسپر
اتفاق اہل اسلام ہو عارف شعرانی قطب صمدانی میزان کبری کی دوسری جلد کتاب الصید والذبائح
مین لکھتے ہین اَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّ الذَّبَائِحَ الْمُعْتَدَّ بِهَا ذَبِیْحَةُ الْمُسْلِمِ الْعَاقِلِ الَّذِیْ
یَتَاَتّٰی مِنْهُ الذَّبْحُ سَوَاءٌ الذَّكَرُ وَالْاُنْثٰی وَكَذٰلِكَ اَجْمَعُوْا عَلٰی تَحْرِیْمِ ذَبَائِحِ
الْكُفَّارِ غَیْرِ اَهْلِ الْكِتَابِ یعنی اہل سنت چارون مذہب والون کا اتفاق ہو کہ مسلمان عاقل
کی ذبیحہ حلال بالاکلام ہے اور اسپر بھی اجماع ہے کہ کافر غیر کتابی کی ذبیحہ حرام ہے اب غور کرو کہ
یہ حضرات غیر مقلدین اہلسنت سے تو خارج ہوئے تھے قرآن مجید اور حدیث شریف اور اجماع کے برخلاف
ہو کر اسلام کے قطعی حرامون کو حلال بتا رہے ہین اور طرفہ یہ ہے کہ حدیث بخاری وغیرہ کی جو
اسپر دلیل لا رہے ہین اس مین اس مسئلہ کی بابت بو باس بھی پائی نہین جاتی صرف ہوا فضا
سے سب کافرون کی ذبیحہ قطعی حرام کو حلال بتا رہے ہین علاوہ برآن اسحدیث مین سائل صحابہ ہین
جنہون نے بازارون مین گوشت بکتا دیکھ کر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا تھا نہ کہ معتقد
معصومہ نوحیرہ نشین تبین یہ مسئلہ پوچھا تھا جیسا کہ ہو بال والون کی نہر تقبول سے صفحہ ۱۲۵ مین
منقول ہوا ہے حضرت معصومہ کو ان بیگمات پر قیاس کرنا جو بازارون دربار وغیرہ پھرتی ہین اور صحیح
حدیث کو غلط کر دینا کس قدر حیا سے علیحدگی ہے اتباع ہوا اسی کا نام ہے پھر تقلید ارباب ہدی
کو شرک بتا رہے ہین اور اپنی تقلید کیطرف بلا رہے ہین اسی غرض سے رسالہ چھپوا رہے ہین صنیف
الطالب والمطلوب الغرض ہر تو حرام کو حلال بنا رہے ہین اور ہر حلال کو حرام دکھا رہے ہین جیسا کہ
صفحہ ۱۱ عرف الجادی مین بضمن ذبیحہ سید احمد کبیر وغیرہ پیر ان کبیر رضی اللہ عنہ کے نامزد بکری کو جا دیکھ
وقت ذبح کے مسلمان بسم اللہ اللہ اکبر کہے تب ہی اسکو حرام لکھا ہے ہین حالانکہ مسلمانون کی نیت
جیسا کہ مشاہدہ ہی ہوتی ہے کہ اس بکری کو ذبح کر کے حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فاتحہ دلا
جاوے گا نہ کہ آپ کے تقرب کے لیے وہ ذبیحہ ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے جیسا کہ اوپر کے صفحہ مین لکھا

گیا ہو وما لکم الا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ یعنے اور کیا ہوا تم کو جو تم خدا کے نام پر ذبح کی ہوئی کو نہین کھاتے یعنے یہ تیبر حلال ہے باربعالی یون فرماتے ہین اور حضرات غیر مقلدین اس حلال کو حرام بتاتے ہین اور تفسیر فتح العزیز ذیل آیت وما اہل بہ لغیر اللہ سے اسپر دلیل لاتے ہین ہرچند اسکا مفصل جواب دوسری جگہ لکھون لیکن یہان پر اتنا لکھنا ضروری ہے کہ حضرت مولانا فاضل خاندانی عارف حقانی حضرت مولوی رؤف احمد احمدی (جو حضرت مصنف تفسیر عزیزی کے شاگردان رشید تھے) تفسیر رؤفی مین لکھتے ہین کہ جناب شاہ عبد العزیز صاحب کا یہ عقیدہ نہا جو تفسیر فتح العزیز مین بابت مسئلہ وما اہل بہ لغیر اللہ کے لکھا گیا ہے بعید نہین کہ کسی نے پیچھے سے الحاق کر دیا ہو انتہے ملخصا اور نیز حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی تفسیر فتح العزیز مین تقرب لغیر اللہ کو حرام لکھا ہے فاتحہ اولیا کو خواہ جانور کو ذبح کرکے اسکے گوشت پر دلایا جاوے اور اس نیت سے جانور کو کسی کے نام پر بھی گو مشتہر کیا جاوے تو اسکو تفسیر فتح العزیز مین حرام نہین لکھا ہے جیسا کہ اسکے بغور مطالعہ کرنے والون پر تنکشف ہوجاتا ہے اور تفسیر احمدی مین لکھتے ہین ان البقرۃ المذبوحۃ لاولیاء کما ھو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ علیھا وقت الذبح ان کانوا یذبحونھا لہ یعنے ولیون کے نام پر جو جانور نیاز رکھتے ہین جیسا اسکو خدای پاک کے نام پر ذبح کرتے ہین تو وہ حلال طیب ہے کیونکہ وقت ذبح کے غیر اللہ کا نام پر لکار انہین جاتا ہے انتہے اور بہت سی فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ جو شخص باستعالی کے حضور مین عرض کرے کہ خداوندا میرا مریض تندرست ہو یا میرا سفر خیریت سے ہو تو مین تیری نذر فلانی چیز یا فلانا جانور ذبح کرکے فلانے پیر کا اسپر فاتحہ دلواؤنگا تو یہ جائز ہے کیونکہ نذر باریتعالی کی ہے اور مصرف اسکا فاتحہ پیر کا حقیقتا تو نذر اللہ تھی مجازا نذر پیر کی باعتبار ثواب

بجورا التقویس الرحمن عن الکذب والنقصان
حامدا ومصلیا
صحیح
صاحب
مولوی
مولوی
مولوی

پوچھنے کے کہی گئی جیسا کہ تفسیر احمدی کے حاشیہ منہیہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے درر بہیہ کے فقہ الحدیث پر عمل کرنے والے اس سے بڑھکر ساری نجاستوں کو اور مغلظ پلیدیوں کو روضۂ ندیہ اور عرف الجادی اور نجم مقبول میں بڑے مبالغہ سے پاک لکھ رہے ہیں جس سے معاذاللہ اسلام کو جو غیر دین والوں کی آنکھوں میں بھی قدیم سے عزیز اور پسند چلا آیا ہے) ٹھیس لگوایا ہے اور اپنا عمل بالحدیث معلوم کرایا ہے جیسا کہ فقیر نے ضمیمہ اسکا رسالہ عروۃ المقلدین میں لکھا ہے اور تفصیلاً ارلکھا جاویگا بتوفیقہ سبحانہ اور حافظ محمد صاحب والد ماجد مولوی محی الدین صاحب نے بھی اسی درر بہیہ سے مسائل اخذ کرکے پنجابی بولی کے میتوں میں رسالہ بنام الزام اہم محمدی لکھا ہے پہلے فقہ جو بنام حنفی مالکی شافعی حنبلی مشہور ہے اور جس میں دین متین کی خوبیوں اور فضیلتوں کا ظہور ہے اور اسکی سند میں قرآن وحدیث واجماع سے سطور ہیں وہ انکے نزدیک برخلاف شرع متصور ہے اس سے توبہ استغفار کرتے ہیں جیسا کہ اسی حافظ محمد صاحب لکھوی نے ۱۳۱۶ھ ہجری میں اپنے باپ کی انواع چھپوا کر صدہا روپیہ کما کر پہر ایک ورقہ تکملہ چھپوایا اور اس میں لکھا کہ اسکے کئی مسائل مخالف حدیث ہیں وہ ورقہ فقہ سے توبہ نامہ اور رد تقلید میں لکھا ہے پہر باوصف اسکے اس ورقہ کے آخر لکھا ہے کہ اس کتاب کو کوئی بلا اجازت مصنف پنجاپے پہر بعد ان لاہور کے کتاب فروشوں سے اپنی تصانیف کے

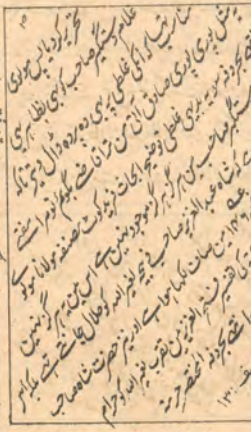

اور حافظ محمد حسین لکھوی نے درر بہیہ کی تقلید سے وان سب پلیدیوں کو انواع مجیدیہ میں پاک لکھا ہے صفحہ ۱۱ مطبع علوی میں دیکھو ۱۲ منہ عفی عنہ

حق التصنیف کو بیچکر صدہا روپیہ لیے معاذ اللہ من ذلک مخالف حدیث پر حق التصنیف جو سوافق شرع پر بھی لینا حرام ہے) لینا کیا دین ہے پس حافظ محمد لکھوی کا در ربیہ پر عمل ہے جس نے دین اسلام کو الٹ پلٹ کر نجاسات کو پاک اور طیبات کو پلید بنا دیا ہے بلکہ نصف دین اڑا لیا ہے اور یہ لوگ اسکی سند سے رسائل لکھکر اسکا نام فقہ الحدیث اور فقہ محمدی رکھتے ہین پناہ بخدا ذات بابرکات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نودہ معدن حسنات وطیبات طاہرات سے ہے جنکی خوبی اور خوش اسلوبی قطع نظر خوبیون اور میگانون کے قدیم سے دشمن اور بیگانے بھی ہزار زبان سے مان رہے ہین پس اس پاک ذات کو اس فقہ سے کیا نسبت ہے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری حدیث کی معتبر کتابون مین حضرت ابن عباس رضے اللہ تعالی عنہما سے روایت ہو کہ اونہونے کہا کہ میرے پدر بزرگوار ابو سفیان نے یہ بات بیان کی کہ مین صلح حدیبیہ کے عرصہ مین شام کے ملک مین گیا اچانک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا خط ہرقل شاہ روم کے پاس آیا جسکو دحیہ کلبی نے بصری کے حاکم تک پہنچایا

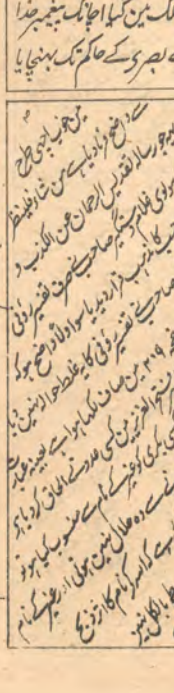

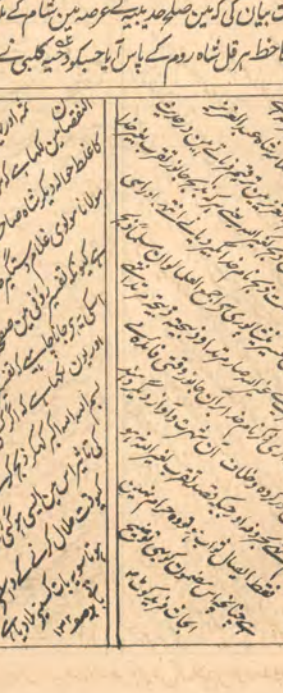

تھا اور بصری کے حاکم نے شاہ روم تک پہونچایا پس بادشاہ روم نے پوچھا کہ اس شخص نے پیغمبری کے دعوی کرنیوالے کی قوم سے کوئی سماری بیان ہو جو دہی لوگوں نے جواب دیا کہ ہان ایک رئیس مکہ کا تجارت کرنے آیا ہوا ہے بیس بیس یا تیس آدمی قریش کے ساتھ ہین مجھے بادشاہ کے روبرو لیگئے چنانچہ ہم بادشاہ کے حکم سے کچہری مین پہنچائے گئے پس بادشاہ نے پوچھا تم مین سے اس شخص مدعی نبوت کا بہت قریبی کون ہے ابوسفیان نے کہا مین ہون پس مجھے بادشاہ کے روبرو پہنچایا پیرے پیچھے پیرے رفیقون کو پہر بادشاہ نے ایک مترجم بلایا جو رومی عربی دونون زبانین جانتا تہا پہر ترجمان کو کہا انکو کہدے مین اس شخص سے اس پیغمبری دعوے کرنیوالے کا حال پوچھتا ہون اگر اس نے پیرے جوابمین خلاف کہا تو تم نے اسکا جہوٹہ بیان کر دینا ابوسفیان نے کہا بخدا اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ مجھپر دروغگوئی کا الزام لگیگا تو مین بادشاہ کے پاس جہوٹ بولتا

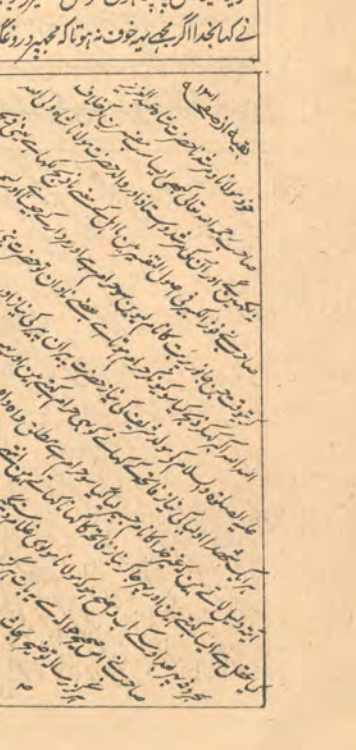

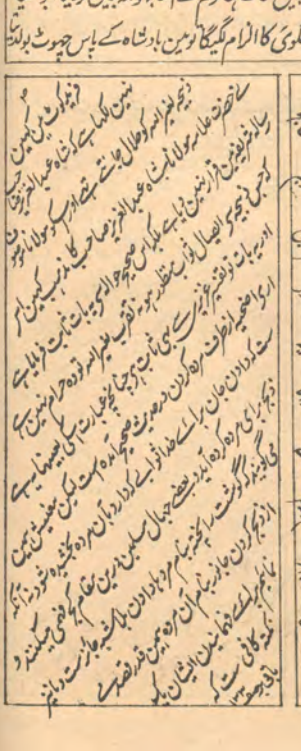

ناکہ بادشاہ اوسکی پیغمبری پر یقین کرکے اپنا ایمان نوئے آدمی کیونکہ پیغمبر سے میری دشمنی تھی پھر بادشاہ نے ترجمہ سے کہا کہ اس سے پوچھ کہ اس مدعی نبوت کی حسب نسب کیسی ہے مینے کہا وہ ہماری قوم مین اونچے خاندان سے ہے یا اخلاق سے ہے بادشاہ نے پوچھا اس شخص کے اباجداد مین کوئی بادشاہ گذرا ہے مینے کہا نہین پھر پوچھا کہ تم اس دعوی پیغمبری سے پہلے اسکو جھوٹا سمجھتے تھے مینے کہا جو کبھی نہ بولتا ہو کیسا اسکی عادت نہین پھر بادشاہ نے پوچھا کہ دولت مند متکبرون نے اسکی پیروی کی ہے یا غریب آدمیون نے پھر مینے کہا غریب لوگون نے پوچھا کہ اسکے تابعدار دن بدن بڑہتے ہین یا کم ہوتے جاتے ہین مینے کہا کم نہین ہوتے بلکہ دن بدن زیادہ ہوتے جاتے ہین بادشاہ نے پوچھا کہ کوئی اسکے دین مین آکر پھر دین سے ناپسند کرکے چھوڑ جاتا ہے مینے کہا اسکے دین مین آکر کوئی نہین پھرتا پھر پوچھا تمنے کبھی اس سے جنگ کیا ہے مینے کہا ہان پوچھا کیونکر انجام ہوتا ہے جنگ کا مینے کہا کبھی ہمارا غلبہ ہوتا ہے کبھی اسکا پھر پوچھا اس نے کبھی بدعہدی اور بیوفائی بھی کی ہے مینے کہا نہین اور اب ہمارے ساتھ اسکی صلح کے ایام ہین نہین معلوم اس مین کیا کیا ہے اپنے اقرار پر ہے یا اقرار توڑ دیا ہے ابوسفیان نے کہا بخدا اگر مجھے

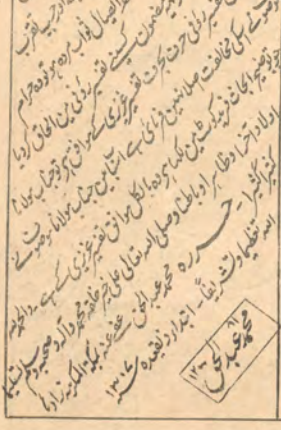

کہین دشمنی ظاہر کرنے کا موقعہ نہ ملا سوا اسکے اس ایک بات کر پہر بادشاہ نے پوچھا کہ اس شخص سے پہلے بھی تمہاری قوم مین سے کسینے دعوی پیغمبری کا کیا ہے سینے کہا نہین آگے ہم سے کسیتے دعوی نبوت کا نہین کیا ہے پہر بادشاہ نے ترجمہ سے کہا کہ ابوسفیان کو کہہ سینے تجہ کو اسکی حسب نسب سے پوچھا تو نے کہا بڑے خاندان سے ہے اور ایسا ہی پیغمبر بڑے خاندان اور شریف قوم کے ہوکے ہے ہین اور سینے تجہ سے پوچھا کہ اسکے باپ دادون مین کوئی بادشاہ گذرا ہے تو نے کہا نہین سینے اپنے دلمین سوچا تا کہ اگر اسکے باپ دادون مین سے کوئی بادشاہ گذرا ہوتا تو یہہ شخص اسملک موروثی کے لینے کو دعوی کرتا ہوگا اور سینے تجہ سے پوچھا کہ اسکے تابعدار غریب نادار لوگ ہین یا بڑے آدمی تو نے کہا غریب لوگ اور یہی غریب لوگ جلدی سے رسولون کے تابعدار ہوتے ہین دولتمند متکبر جلدی سے نبیون کی متابعت نہین کرتے اور سینے تجہ سے پوچھا کہ اس دعوی پیغمبری سے پہلے تم اسکو دروغگوئی سے متہم جانتے تھے تو نے کہا نہین سینے پہچان لیا کہ یہ معقول نہین ہے کہ ایک آدمی لوگون پر تو جہوٹ بہ چھوڑ دے پہر خدا تعالی پر جہوٹ بولنا شروع کرے اور سینے تجہ سے پوچھا کہ اسکے دین مین کوئی آکر پہر دین کو ناپسند کرکے دین چہوڑ جاتا ہے تو نے کہا نہین اور ایسا ہی جب ایمان کی لذت دلون مین تاثیر کرتی ہے تو پہر دل سے نہین نکلتی ہے اور سینے تجہ سے پوچھا کہ اسکے تابعدار روز بروز بڑہتے ہین یا کم ہوتے ہین تو نے کہا کہ دن بدن زیادہ ہوتے ہین اور ایسا ہی ایمان بڑہتا بڑہتا کامل

فتوی نمبر ۱۰۰ الجواب صحیح ... محمد ... کاتب ... الفقیر

... بہ جہوٹ دعوی کرکے فرقہ ... اور ... بطور ... کے ... کرتے ہین ...

... صاحب ... کہ صفحہ ... اور ... بطور ... کے ... کرتے ہین ...

... صاحب ... کہ صفحہ ... اور ... بطور ... کے ... کرتے ہین ...

... صاحب ... کہ صفحہ ... اور ... بطور ... کے ... کرتے ہین ...

... صاحب ... کہ صفحہ ... اور ... بطور ... کے ... کرتے ہین ...

... باکی مخالفت ہوجوتی ... اچھا صاحب کو ... سے ...

... رسالہ خاص ... اور فرقہ ... صاحب ... کہ ... کرتے ہین ...

... صاحب ... کہ صفحہ ... اور ... بطور ... کے ... کرتے ہین ...

... صاحب ... کہ صفحہ ... اور ... بطور ... کے ... کرتے ہین ...

... صاحب ... کہ صفحہ ... اور ... بطور ... کے ... کرتے ہین ...

ف نمبر ۱ بطور بالا ... اور بطور حال ... بطور ... صفحہ ۱۲۹ ... مین منقول ہے ۱۲

ہو جاتا ہے اور مینے نجاشہ سے پوچھا کہ تم نے اس سے جنگ کیا ہے تو نے کہا ہاں کبھی ہمارا ذول ہو جاتا ہے
کبھی اسکا اور ایسا ہی رسول دشمنوں سے مبتلا ہوتے ہیں آخر کار انکو فتح نصیب ہوتی ہے اور مینے
نجاشہ سے پوچھا کہ وہ بادعدی کرتا ہے تو نے کہا نہیں اور ایسا ہی پیغمبر بدعہدی نہیں کرتے اور مینے نجاشہ
سے پوچھا کہ تمہاری قوم سے اس سے پہلے کسی نے دعوی پیغمبری کا کیا ہے تو نے کہا نہیں مینے
دلمین خیال کیا تھا کہ اگر اس سے پہلے اسقوم سے کسینے دعوی نبوت کا کیا ہوتا تو مین کہتا کہ اس نے
بھی اس سے پہلے شخص مدعی نبوت کی پیروی کی ہے ابوسفیان نے کہا پھر بادشاہ نے مجھ سے
پوچھا کہ وہ تمکو کیا حکم کرتا ہے ہم سے یہ بالاتفاق جواب دیا کہ ہم کو نماز پڑھنے کا اور زکوۃ دینے کا
اور جو لغویون سے پہونہ کرنے کا اور پاک دامنی اور گنا ہون سے باز رہنے کا حکم کرتا ہے بادشاہ نے
کہا کہ اگر تیری بات سچ ہے تو بیشک وہ شخص پیغمبر ہے اور مجھے یقین تھا کہ پیغمبر آخر الزمان آنیوالا
ہے اور یہ گمان نہ تھا کہ تمہاری قوم سے ہوگا ہرقل کو پہلی کتابون سے معلوم تھا اور نیز علم نجوم

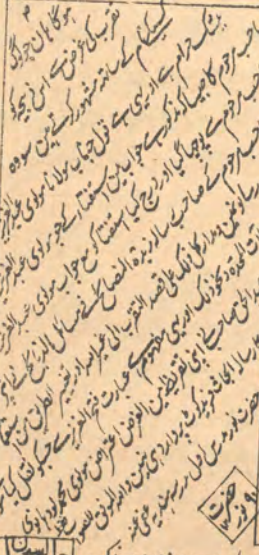

عبد السبحان مدرس دوم مدرسہ مذکورہ

سے جانتا تھا کہ نبی آخر الزمان آنے والا ہے بادشاہ نے کہا کہ اگر مجھے فرصت ہو تو انکی زیارت کو جانا بہت پسند رکھتا ہوں اور اگر میں انکے پاس ہوتا تو اپنے ہاتھوں سے انکے قدم مبارک دھوتا اور بیشکش کرسان کی بادشاہت سیرے پاؤں کے نیچے تک زمین بوسے ملک روم شام تک ہمیشہ جاوید کی مہر بادشاہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب ہدایت اسلوب لیا اور بڑی تعظیم اور ادب سے چومتا ہوا یہ لکھا یا بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد خدا کے بندے اور رسول کی طرف سے یہ خط ہرقل روم کے نام ہے ہدایت کرتا بعد اس پر سلام ہو جیسا اس سے پہلے میں تجھے دعوت اسلام کرتا ہوں اسلام اختیار کر دینا اور آخرت کی سلامت ملیگی اسلام لا خدا تجھے دوگنا ثواب دیگا اور اگر تم نے اسلام سے روگردانی کی تو رعایا اور کاشتکاروں کا گناہ تجھ پر ہوگا خدا فرماتا ہے اے اہل کتاب آؤ ایسے دین کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم تم خدا کی عبادت کریں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نگردانیں اور بعضے ایک دوسرے کو رب نہ مانیں پس اگر اہل کتاب یہ بات قبول نکریں تو مسلمانوں تم کہدو کہ اے اہل کتاب تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں اور دین اسلام میں صحیح بخاری میں ہے کہ بادشاہ روم نے اپنے مکان میں روم کے سب رئیسوں کو جمع کر کے حکم کیا کہ دروازے بند کر دو اور کہا کہ اے لوگو اگر تم نجات چاہتے ہو تو اس نبی آخر الزمان پر ایمان لاؤ پس رومی وحشیوں کیطرح کودنے اور بیلگنے لگے بادشاہ نے جب دیکھا کہ وحشت اور نفرت کرتے ہیں تو دفع الوقتی سے کہا کہ ہم اپنے دین نصرانیت پر ہو میں تمہیں آزماتا تھا کہ اپنے دین پر کیسے مضبوط ہو یہ رومی بادشاہ پر راضی ہوئے اور اسے سجدہ کیا کذا فی ترجمہ الشیخ المحدث الدہلوی میں باب علامات النبوۃ پس نہایت افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ ایسے پاکیزہ دین میں ان غیر مقلد لوگوں نے کیسی ناپاک باتیں ملا دیں اور اس قدیمی اتفاق میں کیسی بے اتفاقی ڈالدی کہ اختلاف باہمی سے بڑھکر حکام تک نالشوں کی نوبتیں پہونچ رہی ہیں اور ہر اونے اعلی کی زبان پر ہے کہ مسلمانوں کے علما کا کیا حال ہے جہال سے بدتر ہو گئے زیادتیاں کرنیوالے غیر مقلدین ہیں اور بدنامی سب کو نعوذ باللہ من ذالک اللہ تعالی عقل سلیم بخشے جس سے کام کار سوچا جائے

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست ۔ باب سولوی محی الدین کی توہمات سے جو گیا رہویں

توضیح کے بعد درج کی گئی ہیں اور مقلدین نے اسکے جواب بھی لکھے ہیں فقیر بھی بنظر تکمیل بعضے بعضے باتوں کا ان میں جواب لکھتا ہے مناظر غیر مقلدین نے حدیث فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي کے تحت میں لکھا ہے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت فرمائی تھی کہ جب بعض اشخاص نے اپنے خیال اور فہم کی پابندی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے خیال کو رد کیا پس جب صحابہ کا خیال اور اجتہاد مخالف سنت کے رد کیا جاتا ہے تو اور لوگوں کا کیونکر منظور ہوگا امام ہو یا کوئی اور آگے اسکے اول اس عبارت سے قطعی مناظر صاحب میں رد کو اختصار کر کے بصورت سوال لکھا ہے اور علامہ طحطاوی حاشیہ درمختار میں لکھتے ہیں کہ فتاوی تاتارخانیہ میں ہے کہ اس میں احتمال رد و تخفیف ہے اور تخفیف نبیوں کی کفر ہے پھر لکھا ہے کہ اگر غرض تخفیف کی ہو تو یہ کفر ہے ہمیں بچنا احتیاط ہے جیسا کہ کئی جگہ فریقین کی تحریروں پر یہ عبارت بجنس حاشیہ پر لکھدی گئی ہے اللہ تعالی انکو ادب اور حفظ مراتب نصیب کرے ثانیاً یہ حدیث ایک طویل حدیث کا فقرہ ہے ساری حدیث کا ترجمہ لکھتا ہوں جس سے غیر مقلدوں کی غلطی بخوبی ثابت ہوگی صحیحین وغیرہما میں بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ تین صحابیوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرموں سے جو سب مومنوں کی مائیں ہیں آپ کی عبادت کا حال پوچھا پس جب خبردار ہوئے تو اسقدر عبادت کو تھوڑا سمجھا یعنے اپنی گمان پر تھا کہ آپ کا مرتبہ بہت اونچا ہے عبادت ریاضت بھی بہت ہوگی لیکن بسبب ادب کے کہنے لگے کہ ہماری حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا نسبت ہے آپ کو تو سب اگلے پچھلے قصور یہ حکم قرآن معاف ہیں یعنے اللہ تعالی نے آپ کے وسواس ہراس رفع کرنے کو ایسا فرما چھوڑا ہے ہم لوگ گنہگار کثرت عبادت کے محتاج ہیں تاکہ ہماری گناہ بخشے جاویں پس ایک نے کہا کہ میں ہمیشہ رات کو نماز پڑھتا رہوں گا اور دوسرے نے کہا کہ میں دن کو ہمیشہ روزہ رکھتا رہوں گا کبھی روزہ نہ چھوڑوں گا اور تیسرے نے کہا میں عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا کبھی نکاح نہ کروں گا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی طرف آئے اور فرمایا کہ تمنے ایسا ایسا کہا ہے خبردار رہو میں تم سب سے زیادہ خوف رکھنے والا ہوں اور تم سے میں بہت پرہیزگار رہوں لیکن روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں کے ساتھ نکاح بھی کرتا ہوں پس جس نے میرے

طریق سے روکر دانی کی وہ سیر آبجد اردو سے نہیں کہ ذاتی ترجمہ الشیخ المحدث الدہلوی اب غور کرو کہ حدیث سے ثابت ہے کہ ان تینوں صاحبوں نے اہل محضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کو قلیل سمجھا اور یہ نہ سوچا کہ آپ کی تھوڑی تھوڑی عبادت بسبب کمال معرفت اور حضور کے بہت سے بہت ہی اور پھر تمام سال کے روزے رکھنا اور کبھی بھی افطار نہ کرنے میں یہ مناسبت تھی کہ پانچ دن دو عید دن اور تین ایام تشریق کے روزے رکھنے مکروہ تحریمی تھے اور نکاح کبھی بھی نہ کرنے سے انکار تک نوبت پہونچ جاتی ہے اسلیے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس بات سے روکا اور فرمایا میری تابعداری کرو کہ اس میں تمہاری نجات ہے اور رغبت عن السنہ کا سنت کا نام ہے مولوی محمد الدین کے مرشد کا فرزند موادی عبدالمجاب رسالہ التصحیح الالہام کے صفحہ ۱۶۔ میں لکھتا ہے کہ رغبت عن الشے کے معنے ایک چیز سے بیزار ہونا اور نفرت کرنا ہے یہ نہیں کہ ترک کرنے کو رغبت عن الشے کہیں انتہے اور اگر معنی عدم روزے ہی کے جاویں تاہم ہمیشہ روزہ رکھنے اور تمام شب بیداری سے ممکن ہے کہ ضعف ہو کر فرائض کے ادا کرنے میں خلل واقع ہو جاوے اور نیز نکاح کرنے سے امت محمدیہ کا بڑھنا متوقع ہے جس سے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قیامت کو دن مباہات ہوگی اور سوا اسکے حقوق نفس کی اور اہل عیال کی رعایت بھی ضروری ہو ان امور کے تعلیم کے لیے آپنے انکو براہ فور حمت وکمال شفقت اعتدال کا راستہ دکھایا کذا فی ترجمہ الشیخ المحدث الدہلوی پس عمدہ کر دکھا اس واقع من اجتہاد کا کوئی ذکر نہیں ہے غیر مقلد کہاں سے نکال لیتے ہیں کہ آپنے اجتہاد سے روکا البتہ ان غیر مقلدین کی عادت ہو رہی ہے کہ جھوٹ سوٹھ کی بات بنا کر سخن پروری اور ہوا نفسانی کی پیروی کرتے چلے جاتے ہیں عقل خداداد سے اتنا بھی نہیں سوچتے کہ خطائی الاجتہاد پر تو کوئی عقاب وعتاب نہیں ہوتا بلکہ ایک ثواب ملتا ہے جیسا کہ قرآن وحدیث کی سند سے بارہا ذکر ہو چکا ہے اگر یہاں پر خطائی الاجتہاد تھا تو آپ نے اعتدال عتاب کیوں فرمائی بلکہ یقین جانو کہ انکار سنت سے روکنے کے لیے یہ تہدید فرمائی فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ پھر وہ جو ناظر غیر مقلدین نے لکھا ہے کہ جو شخص تقلید کی پابندی سے بیزار ہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کی کرے بطرح کہ کہدے کہ یہ حدیث میرے مذہب کی نہین یا فلانا مسئلہ حدیث کا مین نہین مانتا اسلیے
کہ میرے امام نے اسپر عمل نہین کیا ہے بیشک وہ منکر رسول رصلی اللہ علیہ وسلم ہے انتہی ہیرا اس عبارت تین
مناظر غیر مقلدین نے دو مرتبہ درود کو اختصار سے بصورت مکھا ہے یہ انکی اطاعت اور ایمان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی علامت ہے اور فقیر کی عادت ہے کہ ایسے مرقعون مین بھی درود کو مین تکمل کی (ل)
درود کو مین درود پورا لکھدیتا ہون نسائی اور ترمذی اور صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم رحمۃ اللہ
تعالی علیہم سے حصن حصین مین لائے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اصل بخیل وہ ہے کہ میرا
ذکر آوے اور وہ درود نہ کہے پھر جامع ترمذی اور صحیح ابن حبان اور مسند بزار اور معجم کبیر طبرانی سے
لائے ہین کہ آپنے فرمایا کہ وہ شخص محروم رہا جس نے میرے ذکر پر درود نہ پڑہا پھر نسائی اور معجم اوسط
طبرانی اور ابو یعلے موصلی اور عمل الیوم واللیلہ ابن سنی سے لائے ہین کہ آپنے فرمایا کہ جس کے پاس
میرا ذکر ہوا سکو درود بھیجنا چاہیے کذا فی الحصن الحصین اسلیے علماء دین نے اصول حدیث وغیرہ
دینی کتابون مین تصریح کی ہے کہ آپکے اسم سامی کے ساتھ لکھنے اور پڑھنے مین درود کا شامل کرنا
کمال ایمان اور موجب حصول ثواب بے پایان ہے پس درود کا اختصار کرنا آپکے ادب اور محبت اور
کمال ایمان سے دست بردار ہونا ہے اور اس مسئلہ کی بابت اس رسالہ کے حاشیہ پر کچھ مزید فقہی
کتابون سے بھی لکھدیا ہون اب سنیے کہ تقلید کی پابندی مین بیفرمانی جناب رسول صلی اللہ علیہ و
سلم کی نہین بلکہ سراسر فرمانبرداری قرآن وحدیث کی ہے جیسا کہ دسوین توضیح کی تینون فروگذاشتون
کی تکمیل مین مرقوم ہوچکا ہے جو بیباک مجتہدین کے مقلدون کو بیفرمان اور منکر رسول اللہ رحمان
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ما دام الجدیدان کہتا ہے تو اسپر لازم آیا ہے کہ اس مذکر نے صحابہ کبار کو
جنہون نے بنی نضیر کے پہنچنے سے پہلے راستہ مین عصر کی نماز پڑہ لی تھی اور جن صحابہ عظام نے بنی
نضیر کے درخت خرما کے کاٹنے سے امتناع رکھا تھا جیسا کہ یہ دونو قصے قرآن وحدیث صحیح سے
دسوین توضیح کی دوسری فروگذاشت کی تکمیل مین منقول ہوچکے ہین) ان سب مقبولان حضرت
الٰہی وناصران جناب رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وسلم کو بیفرمان اور منکر حبیب سبحان صلے اللہ
علیہ وآلہ وصحبہ ما دام الملوان قرار دیا اور اپنے دین وایمان سے فرار ہوا ان لوگون کی ایسی دور رس
بھیائیون سے کیا تعجب ہے یہ لوگ صاف صاف ایسے لام وکاف لکھدیا کرتے ہین تو اصحاب حبیب

بہادر بھوپال نے جو اس فرقہ کے مجتہد العصر اور علماء راجاہ و جلال سے ہیں تفسیر فتح البیان کی پہلی جلد صفحہ ۳ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تفسیر وارد اور بیرہ کو لکھدیا ہے جیسا کہ فقیر نے انکی ہی عبارت دیباچہ ہدیہ السبعین میں نقل کرکے اس کو ظاہر کیا ہے اور نواب صدیق حسن بہادر بھوپالی نے اپنی جھوٹے شہتار مطبوعہ لودیانہ میں روایت تفسیر انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جو مناظر مقلدین نے قسطلانی شرح صحیح بخاری سے ذیل آیت تحریر کرکے اپنی دلائل میں لکھی ہے آپ نے غیر معتبر مفسر کا قول بتادیا ہے اور حالانکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما صحابہ رسول ہیں اور انکی تفسیر نہایت معتبر ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو جب صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابن عباس کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چھاتی سے لگایا اور دعا کی خدایا اسکو قرآن کی تفسیر میں ماہر کردے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کی تفسیر میں اعلم الصحابہ تھے انتہی اب سوچو کہ یہ لوگ جب حبر الامۃ و ترجمان بزرگوں کی تحقیر کردیتے ہیں تو اوروں وغیرہ سے کب ڈرتے ہیں اور کسی مجتہد یا دوسرے علماء عظام کی توہین پر کب اترتے ہیں نعوذ باللہ العظیم من ہذا الضلال الوسیم باقی رہا مقلد کا حدیث پر عمل کرنا سو در المختار وغیرہ میں لکھا ہے کہ علماء کا اتفاق ہے کہ ظاہر حدیث پر عمل نہ کیا جاوے یعنی اسلیے کہ حدیثوں اور آثار کی جستجو اور ناسخ منسوخ میں فرق اور راویوں کے احوال کے ضبط اور نیز حدیثوں میں تطبیق اور انکے معانی کی تفتیش اور دوسرے احکام متعلقہ حدیث میں مہارت مجتہدوں کا خاصہ ہے جیسا کہ اصول کی کتابوں میں اسکی تفصیل کی ہے اور شیخ محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں بھی ایسا ہی لکھتے ہیں انکی فارسی عبارت کا ترجمہ یہ ہے ایک مجتہد کا مقلد جب کوئی صحیح حدیث اپنے مذہب کے خلاف پاوے تو اسپر عمل کرے یا نہ پہلی علماء کہتے ہیں کہ مقتدا حقیقی پیغمبر ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب آپکے ہی تابع ہیں جب صحت کو پہنچ جاوے کہ یہ آپ کا ارشاد ہے تو آپ ہی کی متابعت لازم ہے اور کسی دوسرے کیطرف توجہ روا نہیں بیشک صحیح حدیثوں پر عمل کرنا سعادت دارین ہے اور یہ کام متقدمین محدثین کا تھا جو اس علم میں ماہر تھے لیکن پچھلے زمانہ میں یہ کام ممکن نہیں کیونکہ مجتہدوں نے حدیثوں کی تتبع کرکے اور ناسخ منسوخ صحیح ضعیف میں فرق کرکے اور انکے معنوں کی تحقیق اور باہم تطبیق دیکر مذہب مقرر کیے ہیں عام مسلمانوں کو بلکہ متاخرین علما کو کہاں طاقت کہ یہ کام ان سے ہوسکے ان سب

اگر تمہیں دین کی متابعت اور تقلید کے سوا کوئی چارہ اور سبیل نہیں ہے تو مقلدین محدثون کو اگرچہ عمل بالحدیث میسر نہ تھا مگر فی الجملہ قیاس اور اجتہاد کے سوا کام نہیں چل سکتا آخر اسکی طرف ضرور متوجہ ہونا پڑتا ہے انتہی اور کتاب انتقاد الحق و معیار الحق میں اسی مسئلہ عمل بالحدیث کو اسیوجہ سے بہت بسط کے ساتھ بیان کیا ہے من شاء زیادۃ الاطلاع فلینظر فیہ پس جب مجتہد مقبول نے ایک حدیث سے کچھ معنے سمجھے یا اسپر عمل کیا یہ سبب معارض ہونے دوسری حدیث کی جو اسکے نزدیک اس اہل حدیث سے قوی تھی یا یہ سبب مشروح ہونے کے اسکے علم میں تو اب اسکا مقلد بھی اگر صحیح حدیث کو اپنے امام کی معمول بہا کے ترک عمل کرے تو وہ کون مسلمان ہے جو اسکو بیغیرمان اور منکر رسول صلعم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جانے حاشا وکلا بلکہ ہر دانشمند با انصاف یہی شہادت دیگا کہ ان کا یہی عمل بالحدیث بڑی شان کا ہے اور جو غیر مقلدین کے مباحث اوپر لکھا ہے اور مقلدین کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص حنفی کسی اور مذہب کیطرف انتقال کرنے خواہ وہ مسئلہ منتقل الیہ مطابق آیہ وحدیث کے ہو اسکو چھوڑ دینا چاہیے تو یہ قول ہے انکا خلاف آیت لا اکراہ فی الدین کے الایہ اور صدہا آیت مَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ حالانکہ ہمارے دین میں ایسی تکلیف نہیں دی گئی انتہی بلفظہ نقیر کہتا ہے کہ اس عبارت میں مولوی محی الدین عبدالرحمن لکھوی مناظر غیر مقلدین نے جسکو غیر مقلدین لاہور نے اپنی عرضی میں نہایت متدین اور صاحب فضیلت اور اہل تقدی لکھا ہے اور اصل عبارت اس عرضی کی صفحہ ۹۱ کے حاشیہ پر بقدر ضرورت نقل کی گئی ہے اقرآن کی آیت کو بھی تحریف کیا اور فقہ کی کتابوں کے مسئلے کو بھی بدلدیا کیونکہ قرآن مجید سورہ نساء پانچویں سیپارہ میں کی آیت یوں ہے وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ جیسا کہ فقیر نے رایت چوتھی توضیح اور دوسویں توضیح کی تیسری فروگذاشت کی تکمیل میں نقل کی ہے سو مناظر غیر مقلدین نے جو ان کے نزدیک بڑا دیندار اور فاضل پرہیزگار ہے اس آیہ کریمہ کے ابتدا سے حرف واو کو حذف کرکے لَهُ الْهُدَىٰ کو لَهُمُ الْهُدَىٰ سے تحریف کردیا جیسا کہ اسکا دستخطی کاغذ مشمول مثل سپر شاہدی العظمہ ہے اس آیت میں کلمہ مَنْ لفظاً و معنی پڑا ہے اسی لیے یشاقق فعل مضارع معلوم میں صیغہ واحد غائب ہے اور اسکی اس میں کیطرف راجع کی گئی ہے پھر لَهُ میں بھی ضمیر واحد کا ہونا لازم تھا اسکی جگہ ضمیر جمع کی لگا کر اسکو بھی سے تحریف کر کر

کسقدر ادنی درجہ علمیت سے بھی اپنی بے علمی ثابت کر دکھائی ہے اور بمصداق حدیث صحیح فضلوا واضلوا
کا بنا ہے جیسا کہ بارہوین توضیح مین مولوی بکن والکی آیتون مین غلطی کرنے سے ہو جودہ بھی مقلدین
لاہور کا بڑا امام اور ممدوح ہے چنانچہ اسی جگہ ان کی عرضی کی عبارت منقولہ بالا منیر ثابت ہی) وہ
حدیث نقل کی گئی تھی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ آخر زمانہ مین جب
عالم نہ رہین گے لوگ جاہلون کو پیشوا بنا کر مسائل پوچھین گے پس وے جاہل بغیر علم کے فتوی دینگے
پس وہ پیشوا بے علم خود گمراہ ہونگے اور دوسرون کو بھی گمراہ کرینگے گذانی الصحیحین وغیرہما پس
اب غور کرو کہ قرآن مجید کی آیتون مین تحریف کرنے سے زیادہ جہالت کیا ہوگی باقی رہا یہ کہ اس
آیت کو جو بحق مقلدین وارد کر کے انکو اسکا مصداق ٹھیرایا ہے یہ سراسر بہتان اور دریدہ دہنی
ہے جیسا کہ اس رسالہ کو ملاحظہ کرنیوالے بخوبی یقین کرینگے کہ مقلدین تو سراسر تابع قرآن وحدیث
واجماع امت ہین اور فی الواقع اس آیت کا مصداق یہ لوگ غیر مقلدین خود ہین کہ اونہون نے اجماع
امت اور قیاس مجتہد کو جو قرآن وحدیث سے ثابت ہو اور اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف نہ ہو
ہین کیونکہ بارہا بارہا لکھتے ہین کہ ہمارا دین دو باتون پر ہے قرآن مجید وحدیث جیسا کہ انہین توجیہات
ہین مولوی محی الدین نے اور ایک ورق اور کاغذ سوالات مین جسکا جواب بارہوین توضیح مین لکھا
گیا ہے مولوی محمد بکن والے نے اس مباحثہ مین لکھا ہے اور بہو پال والون کی کتابون مین بسند
در بہیہ ایسا ہی لکھا گیا ہے چنانچہ انکی صفحون کی علامتون سے چوتھی توضیح کے اخیر تحریر ہو چکا
ہے اور اسی توضیح مین قرآن وحدیث سے اور نیز حدیث ابو داؤد سے مقلدین نے بھی اس بحث مین
اپنے موقع سے بیچے ثابت کر دکھایا اور اقرار کرایا ہے کہ ادلہ شرعیہ چار ہین قرآن وحدیث واجماع
مجتہدین وقیاس پھر باوصف اسکے غیر مقلدین کا یہی اصرار ہے کہ دلیلین دین مین دو ہین تو
اس مخالفت رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مصداق بھی ٹھیرے پس جب اپنی شامت دوسرون
کے ذمہ لگانے لگے تہے تو اس آیت مین تحریف واقع ہو گئی تاکہ اہل علم دوسرے ایسا مذاق کے
نزدیک ان کی بات بے اعتبار ہو جاوے اور کوئی ان غلط کارون کی لکھنے پر اعتماد نہ لاوے
سبحان اللہ وبحمدہ خدایا پاک حق کو کیسا حق کر دکھاتا ہے اور جھوٹ کا جھوٹ ظاہر ہو جاتا ہے اور
فقہ کی کتابون کے مسئلے کی تبدیل یہ ہے کہ اوپر دسوین توضیح کے قریب ذرہ گذشت مین بہت

کتابوں سے لکھا گیا ہے کہ جو شخص اپنے مذہب سے منتقل ہو کر دوسرا مذہب اختیار کرے تو اسکو تعزیر لگانی چاہیے اور وجہ اسکی یہی نہایت متانت سے دیا پر ہی لکھی گئی ہے پس تعزیر کو حد کے ساتھ بلکہ محرفین دین میں داخل ہوئے شرع میں حد اور چیز ہے تعزیر دوسری شے ہے کہ لا یعنے ایک کو دوسری سے بدلا دینا علم دین سے ناواقفی ہے یا جعلسازی اور جیسا کہ قرآن مجید میں ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ہے ویسا ہی وَجَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ ہے اور وَاِذَا لَقِيْتَ الْعَاجِرَ فَالْقِهِ بِوَجْهٍ خَشِنٍ حدیث سید المرسلین ہے کما فی النفیر العزیزی وغیرہ اور مشکوٰۃ میں شعب الایمان سے لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ یعنے جس نے بدعتی کو کہ جو مخالف اہل سنت کے ہیں التعظیم کی تو بیشک دین اسلام کے ویران کرنے پر امداد دی کیونکہ بدعتی کی توقیر میں سنت کی تحقیر ہے کذا فی ترجمۃ الشیخ المحدث الدہلوی اب غور کرو کہ ایسے بدعتیوں کو جو اہل سنت چاروں مذہبوں سے برخلاف ہو کر تقلید ائمہ مجتہدین کو ناجائز اور بدعت ضلالت کہیں اگر تعزیر نہ لگائی جاوے تو کیا کیا جاوے اور اس تحریر میں جو آیت لَآ اکراہ فی الدین کی اخیر الخ علامت الی آخرہ مناظر غیر مقلدین نے اپنی قلم سے لکھی ہے اصطلاح اہل علم سے نہایت غفلت جتائی ہے کیونکہ جب آیت پوری نہ لکھی جاوے اسکے اخیر الآیۃ لکھنا دستور ہے اور جب حدیث ساری تحریر ہو اسکے اخیر الحدیث لکھنا معمول ہے اور جو کوئی عبارت سوائے آیت اور حدیث کے تمام مرقوم نہ ہو تو اسکے اخیر میں الخ لکھا جاتا ہے پس قرآن کی آیتوں کو مثل اور عبارتوں کی بنا دینا قرآن مجید کو بالکل اجنبی رہنا ہے الحق اگر یہ لوگ قرآن و حدیث سے اجنبی نہ ہوتے تو کبھی اہل سنت کے برخلاف نہ بکتے اور یہ جو مناظر غیر مقلدین نے لکھا اور حضرات مقلدین کا مسلہ ہے جو پانچوں مذہب پر عمل کرے تو وہ دوزخی ہے اور اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے والے انکے نزدیک پانچوں مذہب پر چلنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریفہ میں وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ الخ اصحابوں کے تابعدار کو جنتی فرمایا ہے الصبد محی الدین عفی عنہ فقیر کہتا ہے کہ اس عبارت میں یہ جو شما آیت لکھکر اسکے اخیر الخ تحریر کی اور اپنی بے امتیازی کی تشہیر اور علم اصول دین تابعی نام ہے اصحابوں کے دیکھنے والے کا جیسے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی ہیں کما حقق فی موضعہ و مر ذکرہ مختصرا فی التوضیح العاشر اور تابعین کی خوبیاں قرآن و حدیث میں بہت

مسطور ہین جیسا کہ دسوین توضیح کی تیسری فرد گذشت کی تکمیل مین صحیحین وغیرہا کی حدیث سے لکھا گیا ہے کہ ثلاثہ
وہ تابعین حضرت صحابہ کے پیرو تھے اور موعود بجنت ہین اور یہ غیر مقلد زمرہ سبیل المومنین اور سواد اعظم سے خارج
ہوکر بدعتی اور دوزخی کہلائے جیسا کہ قرآن اور حدیث کر دی کمر مذکور ہو چکا ہے پس انکا یہ دعوی کہ ہم صحابہ
کے مذہب پر عمل کرنیوالے ہین محض جھوٹھ ہے کیونکہ دین جن دسیلون سے پہنچا انکا درمیان سے اڑا کر صحابہ تک
پہنچنا کیونکر جا ہو سچے بلکہ اصحابون کے مذہب پر چلنیوالے تو ائمہ اربعہ سے جو تابعین سے
ہین کما مر ذکرہ من شرح مشارق الانوار فی التوضیح العاشر پس مقلدین ائمہ اربعہ ہی بوساطت اپنے
اماموں کے اصحابون کے پیرو اور موعود بجنت ہوئے فالحمد للہ رب العالمین حمدا ایوافی نعمہ ویکافی مزیدہ
کرمہ اور دوسری کلام متعلق اس مقام کے دسوین توضیح مین بہت گذر چکی ہے فلا نعیدہ مخافۃ الطوالۃ
الغرض یہ لوگ جسقدر اپنے خیالات مجتہدانہ اظہار کرتے ہین بلا ریب انتہائی جہالت اور ضلالت کا
انتشار ہیجا کہ ناظرین اس رسالہ کو اس سچے مقالہ پر یقین ہو جاوے گا بعونہ تعالی کاغذات مباحثہ سے
ظاہر ہوا کہ سرکار والا نے فریقین سے سوال کیا ہر چہار مذہب حنفی مالکی شافعی حنبلی کے علما تقلید
شخصی کے معتقدین ہین یا کہ نہین اور مقلد ہونے کو واجب جانتے ہین یا کیا مقلدین کیطرف سے جواب ملا
تقلید شخصی کے ہر چہار مذہب کے علما معتقدین ہین اور سب کو ضروری سمجھتے ہین بجب رای علما متاخرین
العبد مفتی ولی محمد عرف احمد حسن ۔ غیر مقلدین کیطرف سے یہ جواب ہوا کوئی علما ہر چہار مذہب مین سے
منجملہ محققین کے تقلید شخصی کو واجب نہین کہتا نہ وجوب کا معتقد ہے العبد محی الدین عفی عنہ پھر
۳۰ ماہ مذکور سنہ ۳۹ کو مولوی محی الدین اور نور احمد ملکہونون کی عرضی پیش ہوئی جس مین یہ عبارت درج
ہے جبکہ جسے متاخرین کے تقلید ضروری ہوئی تو جسے متقدمین ہی نہ ثابت ہوئی چہ جائیکہ
ثبوت از کلام اللہ یا حدیث شریف انتہی اسکی نسبت مناظر مقلدین کیطرف سے کوئی تحریر درج کاغذات
نہین اسلیے فقیر تحریر کرتا ہے کہ شیخ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے شرح سفر السعادت مین لکھا ہے کہ چار دن
الماں دین او پیشوایان است نے حدیثون اور آثار کے ضبط و ربط کرکے آئین تطبیق اور بیان منسوخ
فرما کر قیاس اور اجتہاد سے قرآن و حدیث سے احکام مستنبط کیے ہین غیر مجتہد کو سوائے اسکے متابعت
اور پیروی کے کوئی سبیل اور چارہ نہین اور مشائخ طریقت اور بزرگوار انہین مذہبون پر تھے مگر جو
شخص مجتہد تھا اور اس نے اپنے اجتہاد پر عمل کیا الحاصل سچے مذہب اور منزل مقصود پر وصول اور

دین مین داخل ہونے کے دروازے یہ چار مذہب ہین جس نے ان مین سے ایک مذہب اختیار کیا ابد دوسرے
مذہب کیطرف جانا غیبت اور بیہودگی ہے اور انتظام کا توڑنا اور مصلحت سے باہر نکلنا ہے اور یہ طریقہ
متاخرین کا ہے اور بیشک یہ بہت مضبوط اور محکم ہے اور کہتے ہین کہ متقدمین ایک مذہب کے اتباع
کو جب انہین جانتے تھے کسی مجتہد سے مسئلہ پوچھکر عمل کربا کرتے تھے اور انکی دلیل یہ ہے کہ آیت
فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ اور حدیث أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ
اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ سے پایا جاتا ہے کہ بلا تعیین و تخصیص کسی سے پوچھ لو گو یہ بات انکی
بظاہر قرب انصاف معلوم ہوتی ہے مگر علما کا اتفاق اور مصلحت دید آخر زمانہ مین تعیین
اور تخصیص مذہب کی ہے اور دین و دنیا کے کام کا انتظام اسمین ہے اول سے اختیار ہو جس ایک
کا چار امامون سے مذہب اختیار کرنا ہو کرے لیکن اختیار کرنیکے بعد یہ دوسرے طریقہ جانا بدظنی اور اعمال
و افعال مین تفرقہ ڈالنا ہے متاخرین علما کا اتفاق اسی وجوب تقلید امام معین پر ہے اور یہی
بہتر ہے اور اسمین خیر ہے یہ ترجمہ ہے خلاصہ عبارت شرح سفر السعادت کا پس اس عبارت سے
مفتی صاحب نے متاخرین کا لفظ اخذ کرکے جواب مین لکھدیا اور تشریح نہ کی کہ جس سے مخالفین
کو مجال گفتگو نہ رہتی تو اسی لیے مخالفون نے لکھا جبکہ حسب فرمائے متاخرین کے تقلید ضروری ہوگی
تو حسب ارشاد متقدمین بھی نہ ثابت ہوئی چہ جائیکہ ثبوت از کلام اللہ یا حدیث شریف انتہی پس فقیر
کہتا ہو کہ حسب ارشاد علما متاخرین کی تقلید شخصی کا ضروری ہونا کب لازم پکڑتا ہے اسکو کہ ثبوت
اسکا کلام اللہ یا حدیث شریف سے نہین غیر مقلد لوگ علماء دین متاخرین کو جن سے دینی کتابون مین
سند دین لیجاتی ہین اور انکے اتفاق کو دلیل شمار کیا جاتا ہے اپنی حالت پر قیاس نفرماوین کہ
جیسا یہ ان کثرت اور خانہ ساز باتین نکال لیتے ہین ضاتحہ آستہ انکی قرار داد اور اتفاق بھی ایسے
ہین نہین ہرگز نہین بلکہ انکی قرار داد نہایت عمدگی اور پسندیدگی سے قرآن و اجماع سے مستنبط ہین
جسکا نمونہ دسوین توضیح کی تیسری فروگزاشت کی تکمیل مین موجود ہے جس سے منصف و دیندار پر بخوبی
کھلتا ہے کہ تقلید شخصی پر روی قرآن و حدیث و اجماع ثابت ہو اب معلوم کرنا چاہیے کہ متقدمین سے مراد
صحابہ کبار ہوا کرتے ہین جیسا کہ کفایہ اور دوسری شروح ہدایہ وغیرہ بہت سی کتابون مین اسپر تصریح
موجود ہے پس صحابہ کبار کے زمان سعادت نشان مین مذہب چار مذہب مدون ہوئے تھے اور نہ

انکی تقلید رائج تھی اور نہ اسوقت علی العموم تقلید کی حاجت تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت اور صحبت کی برکت سے انکے باطن نورانی تھی اور عقائد صاف اور بسبب روشنی انوار کتاب اور سنت اور حضور نور نبوت کی انکو چنداں قیاس اور اجتہاد کی بھی حاجت نہ تھی مگر بعضے مسائل میں اور وہ بھی بعد انتقال جناب سرور علیہ التسلیمات کے کذا فی شرح سفر السعادت للشیخ الدہلوی پس صحابہ کیوقت میں وجوب تقلید شخصی کا عدم شیوع سے بسبب ناحاجتی کے یہ تو نہیں لازم آتا کہ شرع کے روسے اسکا ثبوت نہیں دیکھو تعلیم تعلم علم صرف ونحو کی جسپر آیت وحدیث کی پہچان موقوف ہے اور بڑی شرع واجب ہیں صحابہ کے زمانہ میں نہ تھی اور طعام لذیذ اور لباس فاخرہ بقدر طیکہ تکبر کی نیت سے نہ ہو ان مثل دوسرے معاملات کی صحابہ کیوقت میں نہ تھے اور شرع کے روسے روا اور مباح ہیں کذا فی ترجمہ الشیخ الدہلوی وغیرہا پس شرح چہ کتب الحدیث والفقہ اور نیز احتمال ہے کہ مراد متقدمین محدثین مثل امام بخاری وغیرہ کے ہوں جیسا کہ شرح سفر السعادت میں مسئلہ عمل بالحدیث میں ہا بین متقدمین اور متاخرین کے اختلاف نقلکر کے تقدیم سے مراد متقدمین محدثین بیان کیے ہیں جیسا کہ اس عبارت کا ترجمہ اس سے پہلے صفحہ میں لکھا گیا ہے پس اس میں شک نہیں کہ امام بخاری علم حدیث میں ماہر اور لائق عمل بحدیث کے تھے اونہوں نے اگر کسی ایک مجتہد کی تقلید نہ کی ہو تو مضائقہ نہیں مگر اونہوں نے خود بھی اجتہاد کیا اور دوسرے مجتہدوں کے استنباط اور قیاس بھی بیان کیے جیسا کہ صحیح بخاری سے واضح ہے اور پھر ان سے بڑی پکی سند دو سے گیارہویں توضیح میں بھی منقول ہو چکا ہے کہ وہ عمل بفقہ کو جو کسی ایک مجتہد کی تقلید میں ہو برابر عمل بحدیث کے جانکر مسلمانوں کو کمال ترغیب سے علم فقہ کے پڑھنے کیطرف متوجہ کرتے تھے اور اُس وقت میں مہارت علم حدیث کو بہت ہی دشوار بیان کرتے تھے پس اس سے کب پایا گیا کہ غیر مقلدین حال کو باد صفیکہ صرف ونحو میں بھی کچے ہیں اس اخیر چودھویں صدی میں عمل بالحدیث کرنا چاہیے اور تقلید ان پر ناروا یا حرام ہے حاشا وکلا بلکہ یہ سب غیر مقلدین کے خیالات خام ہیں اب سنو جھوٹ ہونا اس دعوی غیر مقلدین کا جو کہتے ہیں کوئی ہر چہار مذہب میں سے منجملہ محققین کے تقلید شخصی کو واجب نہیں کہتا نہ وجوب کا معتقد ہے العبد محی الدین المتمی فقیر کہتا ہے یہ انکا ہی دعوی نہیں بلکہ انکے مجتہد العصر نواب صاحب بھی درتے ہی دیباچہ فقہ الحدیث میں ترجمہ اردو در رہبر طبوعہ لاہور کے صفحہ ۵ میں لکھا ہے اور محققین علماء ہندوستان ہی سے بطریق الفقیہ

ہر گذرے جیسے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور انکی اولاد اور شیخ محمد عابد فاخر زائر الہ آبادی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور انکے شیخ مرزا جانجانان اور مولوی محمد اسمٰعیل شہید اور شاہ غلام علی دہلوی اور ان سب کے شاگرد اور مرید انتہی اب ان محققین علماء ہندوستان کی ہی کلام سے انکار دعوی ہوتا کہ دکھاتا ہوں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ رسالہ العقد الجید اور رسالہ انصاف مین فرماتے ہین جسکے حاصل کا ترجمہ لکھتا ہوں اور اصل عبارت حاشیہ پر بالاختصار منقول ہوتی ہے جیسا کہ انتصار الحق کے صفحہ ۱۳۹ و ۱۴۰ مین مرقوم ہے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ جنکو نواب صاحب بہادر نے علماء محققین ہندوستان ہی اول نمبر مین لکھا ہی اپنے رسالہ مرقومہ بالا مین لکھتے ہین جان لو کہ امت محمدی کا اتفاق ہے کہ شریعت کی معرفت مین سلف پر اعتماد کرنا لازم ہے تابعیون نے صحابہ پر اور تبع تابعیون نے تابعیون پر اعتماد کیا اور ایسا ہی ہر طبقہ مین پچھلے علماء پہلون پر اعتماد کرتے چلے آئے اور عقل کے نزدیک بھی یہی بات درست ہے کیونکہ شریعت نقل اور استنباط سے پہچانی جاتی ہے اور نقل ثابت ہوتی ہے ہر طبقہ کے اخذ کرنے سے اپنے پہلون سے بالاتصال اور استنباط مین ضرورت ہی کہ متقدمین کا مذہب پہچانے تاکہ انکے اقوال سے خارج ہو کر اجماع کو درہم نہ کرے پس جب سلف پر اعتماد کرنا متعین ہوا تو ناگزیر ان کے اقوال معتبرہ کی سند صحیح سے روایت بالکتب مشہورہ مین تدوین درکار ہے اور احتمالات ہی غالب کا بیان ہو اور بعضے مواضع مین عام کی تخصیص اور مطلق کی تقیید بکار ہے اور اختلافیات کی جمع اور علل احکام کا بیان ضروری ہے اگر یہ چیزین نہ ہون تو اجماع صحیح نہین ہو سکتا ہی اور اس اخیر زمانے مین ایسے صفتون کا مذہب کوئی نہین سوا جارا ماموں کا مذہب کے مگر امامیہ اور زیدیہ کا مذہب بھی ایسا ہی لیکن وہ بدعتی ہین ان پر اعتماد روا نہین انتہے اب دیکھو کہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی کلام سے کیسا صاف ثابت ہی کہ یہی چار مذہب اہل سنت مین احکام خمسہ کے جانے کے واسطے مین پانچوان مذہب کوئی نہین تو جب یہ ثابت ہوا کہ ان مین سے ایک کے ساتھ متمذہب ہو کر حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی کہلاوے اور بے راہ نجاوی اور پر یہی شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ انصاف مین لکھتے ہین کہ پہلی اور دوسری صدی مین لوگ ایک مذہب کی تقلید پر متفق نہ تھے اور پیچھے اس سے تقلید شخصی ظاہر ہو گئی اور ایسا کوئی کم شخص تھا جو تقلید شخصی نہین کرتا تھا اور انکے زمانہ مین یہی اجب تھا یہ ترجمہ ہے کلام شاہ صاحب کا کما فی مدار الحق جواب معیار الحق اور شاہ ولی اللہ صاحب کی اولاد سے مولانا شاہ عبد العزیز رئیس اہل علم و تمیز تفسیر

عزیزی اور جواب سوالات بخاری میں فرماتے ہیں کہ مجتہدین کی اطاعت واجب ہے اور ایک مذہب سے بلا ضرورت
منتقل ہو کر دوسرے مذہب میں اقتدا کرنا قریب بحرام ہے جیسا کہ بیدونوں نقلیں دسویں توضیح کی تیسری
فرد گذشت کی تکمیل میں منقول ہو چکے ہیں اب باقی رہی حضرت پیر اجا نجاں شہید اور آپ کے خلفا حضرت
شاہ غلام علی دہلوی و قاضی ثنا اللہ پانی پتی رحمہم اللہ تعالیٰ سو ان سب کے پیرو درست بمطاع ارشد
حضرت عالم حقانی امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی قدس سرہ رسالہ مبدء و معاد میں ترک مذہب
کو الحاد دینے سخت بد مذہبی لکھتے ہیں وہذا کلامہ بدتے آرزوی آن دہشت کہ وجہی پیدا شود در ترک
حنفی تا و خلف امام قرارت فاتحہ نمودہ آید امابوسطہ رعایت مذہب بہ اختیار ترک قرو ت میکرد و ایں
ترک را از قبیل ریاضت میشمرد آخر الامر اللہ تعالیٰ بے برکت رعایت مذہب کہ نقل از مذہب الحاد ست
حقیت مذہب حنفی در ترک قرارت ماموم ظاہر ساخت و قرارت حکمی از قرارت حقیقی در نظر بصیرت
زیبا تر نمود انتہے شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوۃ باب الامامۃ میں لکھتے ہیں کہ حدیث سلیم
میں واقع ہے کہ جماعت کی تکبیر کے بعد نماز فرض ہی پڑھنی چاہیے اور مکہ شریف میں حنفیوں کے
چار نمازوں کے بعد دوسرے مذہب کی جماعتیں ہوتی ہیں تو ہر وقت نفل سنت پڑھنا دشوار ہوا
کاتب حروف مکہ مبارک کی اقامت کے ایام میں متردد اور متذبذب تھا اپنے پیر اور استاد حضرت
عبد الوہاب کی متقی سے عرض کی اونہوں نے فرمایا متذبذب کو وقف کرو اور اپنے مذہب پر پکے رہو
اور اپنے استاد اور پیر صاحب سے نقل کیا کہ وہ فرماتے تھے کہ جو کچھ ہم سے پہلے علما قرار داد کر گئے
ہیں اسکو ہاتھ سے نہ دو اور اسپر پکے رہو تب بفرمودہ شیخ اجل کے تردد جاتا رہا یہ ترجمہ ہے کلام
شیخ کا ترجمہ مشکوۃ سے اب غور کرو کہ ان علما محققین ہندوستان و مکہ مبارکہ کی سند غیر مقلدوں
کا دعوی باطل ٹھیرا اب اس سے بڑھکر اور یہ چاہیے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد جو مجتہد فی المذہب
اور مجتہد فی المسائل تھے اور امام بخاری وغیرہ محدثین سے پہلے گزرے اور بجائے انکے استاذوں
کے ہیں وہی بہت تاکیدی قسمیں کھا کھا کر فرماتے تھے کہ ہم امام صاحب کے برخلاف فتوی نہیں
دیتے امام صاحب کے ہی قول پر چلتے اور فتوی دیتے ہیں چونکہ ہمکو اجازت تھی کہ جو قول تمہارے فہم
و درایت میں پسند آوے اسکو اختیار کرو اسلیے ہم بعضے قول کو اختیار کرتے اور اسی سلسلہ میں دوسرا قول
امام صاحب کا متروک ہوتا ہے تو لوگوں کو بظاہر اختلاف معلوم ہوتا ہے اور در اصل ہم امام کے

ہی شبہ ہین علامہ شامی ردالمحتار مین فتاوی ولوالجیہ وحاوی قدسی وغیرہ معتبر کتابون کے اسپر تصریح کرتا ہین قال السید العلامۃ ابن عابدین فی ردالمحتار قال فی الولوالجیۃ من کتاب الجنایات قال ابو یوسف ماقلت قولا خالفت فیہ ابا حنیفۃ الا قولا قد کان خالہ وروی عن زفر انہ قال ماخالفت ابا حنیفۃ فی شیء الا قد قال ثم رجع عنہ فہذا اشارۃ الی انہم ما سلکوا طریق الخلاف بل قالوا ما قالوا عن اجتہاد ورای اتباعا لما قالہ استاذہم ابو حنیفۃ وفی آخر الحاوی القدسی واذا اخذ بقول واحد منہم یعلم قطعا انہ یکون اخذا بقول ابی حنیفۃ فانہ روی عن جمیعہم ابی المکارم الکابلی یوسف ومحمد وزفر والحسن بن زیاد انہم قالوا ما افتی فی مسئلۃ قولا الا وہو روایۃ عن ابی حنیفۃ واقتصوا علیہ ایما اغلظ فاذن لم یتحقق فی الفقہ جواب ولا مذہب الا کہ کیفما کان ومانسب الی غیرہ الا بطریق المجاز للموافقۃ الخ انتہی حاصل ترجمہ اس عبارت کا یہ ہے کہ فتاوی ولوالجیہ اور حاوی قدسی ہین امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے بڑے بڑے شاگردون سے بہت تاکید اور مبالغے کے ساتھ منقول ہے کہ ان لوگون نے بھی جو مجتہد ہین سے تھے کبھی امام صاحب کا خلاف نہین کیا تھا بلکہ انکے ہی قولون کو اخذ کرتے تھے گو بعد انکے امام صاحب کے کوئی دوسرا قول بیان کیا تو بظاہر یہ معلوم ہوا کہ صاحبین وغیرہما امام صاحب سے اس مسئلہ مین مخالف ہین اور در اصل انکا قول بھی انکے استاذ علیہ الرحمۃ سے ہی منقول تھا پس اس ظاہری مخالفت کو سند پکڑ کر غیر مقلد اپنی خلاف وزری کا عذر پیش کرتے ہین اور اس اختلاف کو معیوب جانکر بیہودہ گوئی سے مجتہدین پر طعن دھرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ در اصل کوئی خلاف نہین بلکہ یہ اختلاف فروعی مجتہدین دین کا خود حدوارات کے لیے رحمت ہے جیسا کہ دسوین توضیح کی دوسری فرد گذشت کی تکمیل مین عمدہ طور سے مرقوم ہو چکا ہے اور نیز مقررات شرعیہ سے ہے کہ قاضی یعنے حاکم شرع اگر تقلد ہے تو بلا اختلاف یعنی بالاتفاق اسکا حکم مخالف اپنے مذہب کے نافذ نہین ہوتا ہے درمختار مین کہتے ہین وَاَمَّا الْمُقَلِّدُ فَلَا یَنْفُذُ قَضَائُہٗ بِخِلَافِ مَذْہَبِہٖ اَصْلًا کَمَا فِی الْقُنْیَۃِ اور ایسا ہی فتح قدیر اور بحر الرائق اور نہر فائق وغیرہ مین لکھا ہے کہ قاضی عجب اپنے مذہب کے برخلاف حکم دے تو وہ جاری نہین ہو سکتا ہے اور برہان شرح مواہب الرحمان مین لکھا ہے کہ یہ مسئلہ ایسا صریح حق ہے جسپر بڑی مضبوطی سے اعتماد کرنا لائق ہے کما فی الدر المختار وغیرہ پھر ردالمحتار باب الاولیا صفحہ ۵۰۰ مطبوعہ استنبول مین لکھتے ہین کہ امام ابن الہمام گو درجہ

مجتہدین پر فائز ہے مگر جب مخالف مذہب کے بیان کرے تو اسکی متابعت سو انہیں بلکہ اس حکم کی متابعت چاہیے جو تینوں اماموں میں سے کسی ایک سے منقول ہو یہ ترجیح ہے عبارت ردالمحتار کا پس باوجود اسقدر شہادتوں کے جو صدہا سال سے معتبر و مبنی کتابوں میں درج ہیں وہ کون مسلمان ہے جو کہتا ہے کہ کوئی علماء محققین سے تقلید شخصی کو واجب نہیں کہتا تھوڑی سی بسون کا ذکر ہے کہ جب اہل میں فتنہ غیر مقلدی کا پھیلا تو مولوی نواب قطب الدین خان خاگرد مولوی محمد اسحاق سجادہ نشین حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ تعالیٰ نے ایک رسالہ ثبوت تقلید شخصی میں مدلل بآیات و احادیث و اجماع لکھکر زید کو مقلد اور عمر کو غیر مقلد ٹھیرا کر ۱۲۸۴ ہجری میں علماء حرمین شریفین کے پاس عرض کیا سب نے بالاتفاق مہریں کیں اور تقریظیں لکھیں کہ بموجب قول زید کے ایک امام کی ائمہ اربعہ میں سے تقلید واجب ہے اور منکر اس تقلید شخصی کا گمراہ اور واجب التعزیر مسلمانوں کو لازم ہے کہ ان سے کنارہ کریں اصل عبارت عربی پہلی تقریظ بعینہ حاشیہ پر لکھدیتا ہوں پھر یہ رسالہ تحفۃ العرب والعجم ۱۲۸۵ ہجری میں چھپا اسکے اخیر میں تیرہ علما کبار مکہ معظمہ کی مہریں اور تقریظیں ہیں اور دس علماء زمانہ مدینہ منورہ کی اور بیس علماء و فضلاء ہندوستان کی اور تیئیس علماء و فضلاء پنجاب کی اور تیرہ علماء کابل و قندہار کی کل بچاسی علماء و فضلاء کے اتفاق سے لکھا گیا کہ ایک امام کی تقلید واجب ہے اور منکر اسکا گمراہ و گمراہ کنندہ خلق اللہ ہے اور بیاض مرد مبنی معتبر قدیمی کتابوں سے محقق کیا گیا ہے اور پھر یہ سب مہریں اور خلاصہ ان تقریظات کا کتاب معیار الحق رد معیار الحق کے بعد چھپے ہیں اب دیکھو کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے آجتک یہی تاکیدیں جاری ہیں کہ اپنے مذہب پر پکے رہو اور مذہب کے مخالف کلام مکروہ کی مخالفت مذہب کی بروی شرع نارواہ کیا حرام ہے اور مولوی محی الدین لکھوی جنکو قرآن کے الفاظ کی صحت و سقم کی تمیز نہیں لکھتے ہیں کہ محققین سے کوئی تقلید شخصی کو واجب نہیں کہتا انکے حق میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان لوگوں کو حیاء و علم نصیب کرے کہ ایسی خلاف واقعہ باتیں نہ تحریر کیا کریں جس سے ہر ادنے اعلیٰ کے نزدیک انکی دروغ گوئی کی تشہیر ہو اب باقی رہا کہ مولوی فخر الدین غیر مقلد کی ۱۶ ۱۷ کا

سمت ۳۹ کو ایک عرضی سرکار والا مین گذری بدین عبارت جناب عالی تقلید شخصی کی نسبت ہم موحدین کی یہہ
رای ہے کہ ناجائز ہے اور ناجائز کے معنی یہہ نہین کہ تقلید شرک اور حرام ہے لیکن قرآن شریف سے تقلید شخصی
بالوضاحت شرک اور حرام ثابت نہین ہوتی اور نہ بالوضاحت قرآن اور حدیث سے فرض اور واجب سمجھی جاتی
ہے اسکی نسبت مقلدین سے دریافت فرمایا جاوی العبد قمر الدین ساکن رودلی تحصیل جیونیان اور اسکے
جواب مین علماء مقلدین کیطرف سے کچھ درج کاغذات نہین ہوا ہے اسلیے فقیر کاذبہ ہے کہ اسکا بھی جواب
لکھے کہ کسی صاحب کا کوئی ارمان باقی نہ رہجاوے واضح ہو کہ اس تحریر سے ساری علماء غیر مقلدین حاضرین
بحث کی خجالت عموماً اور مولوی قمر الدین ساکن رودلی لنڈی کی جہالت خصوصاً ثابت ہوگی بدینوجہہ
کہ انکی تحریر ہی انکو جھٹلا رہی ہے کیا معنے کہ اول دعوی کیا ہے کہ تقلید شخصی ناجائز ہے پھر لکھا ہے کہ
ناجائز کے معنے یہہ نہین کہ تقلید شخصی شرک اور حرام ہے پس جب تقلید شخصی شرک اور حرام نہین تو اسلام
اور حلال ٹھیری کیونکہ شرک بالضد جو کفر ہے نقیض ایمان اور اسلام کی ہے اور حرام ضد حلال کی ہے
قاموس مین لکھا ہے اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ كُفْرٌ وَالْكُفْرُ بِالضِّدِّ ضِدُّ الْاِيْمَانِ وَالْحَلَالُ ضِدُّ الْحَرَامِ
انتہے ملتقطاً اور مقررات اور مشہورات سے ہے کہ ایک نقیض کی نفی دوسری نقیض کے اثبات کو لازم
کرتی ہے یعنی کفر کی نفی اسلام اور ایمان کو ثابت کرتی ہے اور حرام کی رفع حلال کو متحقق کردیتی ہے
کیونکہ دو نقیضین جمع ہوتی ہین اور نہ رفع جیسا کہ فن منطق کے رسائل پڑہنے والے بھی اس امر کو تسلیم
کرتے ہین اور یہہ بات بھی یاد رہے کہ لغت کی رو سے نقیض اور ضد مین کچھ فرق نہین دونو ستر ادف ہین
دیکھو ایمان اور کفر جن مین کوئی واسطہ نہین اور نقیض ہین لغت مین اسپر ضد کا اطلاق ہے کما مر
من عبارۃ القاموس اب حلال اور حرام کے معنے سنو غیاث اللغات مین لکھا ہے حرام بفتح منع کردن
ومنع کنندہ وناروا انتہے اور کریم اللغات مین ہے حلال روا جائز درست مطابق شرع انتہے پس جب
تقلید شخصی بموجب اقبال اور اقرار ان غیر مقلدین کے شرک اور حرام نہ ہوئی تو روا اور جائز اور درست
اور مطابق شرع بلکہ عین اسلام ٹھیر گئی پھر سر پر انکا یہہ دعوی ہے کہ تقلید شخصی ناجائز ہے اس بے
علمی پر دیہاتیون کو فتوی دینے مصداق اسی صحیح حدیث کا ہے کہ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا یعنے خود
گمراہ ہوکر لوگون کو گمراہ کرتے ہین جیسا کہ بارہوین توضیح اور اس توضیح مین بھی اسکا ذکر اوپر عنقریب
گزرا ہے اب دعا یہہ ہے کہ ہادی حقیقی انکو ہدایت فرمائے کہ اپنے مادہ علمی پر غور کرکے امت مرحومہ

کے باجی فرقہ سے مخالفت ہوان اور اپنی جہلی کو مشہور نہ کریں پس کہ جائیں حنفیون مین سمائین کہ یہی مذہب ہے نجات کا باقی جو اس فرقہ سے خواست مین مقلدین ہے ثبوت وجوب تقلید شخصی طلب کیا ہے تو فقیر نے اوپر اس تحریر کے اسقدر لکھ چھوڑا ہے کہ ان صاحبون کا کوئی شبہ مٹائے غیر نہین چھوڑا جس کے دیکھنے اور غور کرنے سے دیندار منصف مزاج تقلید شخصی سے ہرگز انحراف نہ کریگا والسلام لاہل الاسلام اب فریقین کی دلیلین بابت تینون مسئلون فاتحہ خلف الامام و آمین بالجہر و رفعیدین کے نقل کر کے پھر پیچھے اسکے بقدر مناسب توضیح لکھی جاویگی واللہ ہوالہادی اہ دلائل غیر مقلدین

الحمد کا پڑہنا پیچھے امام کے واجب ہے بوجوہات ذیل آیت سیپارہ ۲۹ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ترجمہ پڑہو تم جو قرآن مین آسان ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے بروقت تعلیم اعرابی کے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اور ابوداؤد کی دوسری روایت مین ہی فاقرا بالمام القرآن وما شاء اسران تقرر یعنے الحمد شریف پڑہ اور جو چاہے اللہ تیرا بڑہنا اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اسی روایت مین لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ متفق علیہ یعنے نہیں ہے نماز اسکی جس نے نہ پڑہا الحمد شریف روایت کیا اسکو صحیح بخاری اور مسلم نے اور سوا ان احادیث کے اور احادیث صحیحہ صریحہ جہریہ قرات فاتحہ خلف امام کا بیان ہر کتب احادیث مین بہت ہین چنانچہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال کنا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی صلوٰۃ الفجر فقرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فثقلت علیہ القرأت فلما فرغ قال لعلکم تقرءون خلف امامکم قلنا نعم یا رسول اللہ قال لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بہا رواہ ابوداؤد و ترمذی یعنے کہا اس نے تھے ہم پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز فجر کے پس پڑہا اونہون نے پس بھاری ہوئی اوپر قرات پس جب فارغ ہوئے کہا شاید تم پڑہا کرتے ہو پیچھے امام کے کہا ہمنے ہان یا رسول اللہ کہا مت پڑہا کرو تم مگر الحمد شریف یعنے نہ پڑہو تم سوا الحمد کے اس واسطے کہ نہین نماز اس شخص کی جو نہ پڑہے الحمد کو روایت کیا احمد نے کو ابوداؤد و ترمذی اور نسائی نے اور دلائل فریق ثانی سے کوئی ایسی دلیل نہین ہے کہ جس مین قرات فاتحہ کے خاصکر ممانعت متبادر ہو العبد محی الدین عفی اللہ عنہ پھر فریق ثانی یعنے علماء مقلدین کے

فاعل ہمزون للام کے لکھنا غلط ہے ۱۲

دلائل پر ہیں الحمد کا پڑھنا امام کے پیچھے ضروری نہیں ہے پھر آیت ذیل آیت فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ تفسیر جلالین میں ہے فی الصلوٰۃ ترجمہ پڑھو تم جو آسان ہو قرآن میں سے یعنی خصوصیت الحمد وغیرہ کی نہیں آیت وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ترجمہ اور جس وقت پڑھا جاوے قرآن پس سنو تم اسکو اور چپ رہو شاید کہ تم پر رحمت کی جاوے تفسیر حسینی مدارک صفحہ ۲۳۳ جمہور الصحابۃ علی انہ فی استماع الموتم ترجمہ پڑھا گروہ صحابہ کا اس بات پر ہے کہ بتحقیق یہ آیت آئی ہے سننے مقتدی کے لیے امام کے پیچھے صحیح مسلم صفحہ ۱۷۴ مشکوٰۃ صفحہ ۷۳ سطر ۹ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ سوا اسکے نہیں کہ مقرر کیا گیا ہے امام تاکہ کی تابعداری کیجاوے اور جس وقت تکبیر کہی پس تکبیر کہو اور جس وقت پڑھے چپ رہو ترمذی صفحہ ۴۴ دلیل قوی صفحہ ۳۷ **حدثنا** مَحْمُودُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ صَلَّى رَكْعَةً فَلَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا وَرَاءَ الْإِمَامِ ترجمہ جابر بن عبداللہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے بتحقیق فرمایا حضرت نے جس شخص نے پڑھی ایک رکعت پس نہ پڑھا اوس نے الحمد کو پس نماز نہیں مگر یہ کہ ہووے پیچھے امام کے موطا امام محمد صفحہ ۲۵ **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ صَلَّى خَلْفَ الْإِمَامِ فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ ترجمہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں بیشک فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص پڑھے پیچھے امام کے پس تحقیق پڑھنا امام کا اسکے لیے پڑھنا ہے موطا امام محمد صفحہ ۷۰ **عن** عبد اللہ ابن شداد بن حاد قال أم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للناس فی العصر قال فقرء رجل خلفہ فغمزہ الذی یلیہ فلما ان صلی قال لم غمزتنی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد امانا فکرھت ان نقرء خلفہ فسمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان لہ امام فان قراءتہ لہ قراءۃ ترجمہ عبداللہ بن شداد سے روایت ہے کہ نماز پڑھائی

حضرت ذرلوگون کو عصر کی کہا پس پڑہا ایک آدمی نے پیچھے حضرت کے پس چوکا اسکو اس شخص نے جو اس سے ملا ہوا تھا پس جب پڑہ چکا وہ نماز کہا کیون چوکا تو نے مجہ کو کہا تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق امامت کرائی تہی تجہہ کو پس کردہ جانا مینے کہ پڑہے ہے تو پیچھے حضرت کے پس سنا حضرت رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ پڑہا سطے امام کے اسکے امام بیشک پڑہتا امام کا اسکا پڑہنا ہے ترمذی صفحہ ۴۳ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصرف من صلوۃ جھر فیھا بالقراءۃ فقال ھل قرء معی احد منکم انفا فقال رجل نعم یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قال انی اقول مالی انازع القران قال فانتھی الناس عن القراءۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما جھر فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الصلوۃ بالقراءۃ حین سمعوا ذلک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے اس نماز سے کہ جس میں بلند پڑہا تہا پس فرمایا کیا پڑہا ہے میرے ساتھ تم میں سے کسینے اب پس عرض کیا ایک آدمی نے ہان یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا آپ نے تحقیق میں کہتا ہون کیا ہے میرے لیے جھگڑتا ہون میں قرآن کو کہا راوی نے پس بٹ گئے لوگ پڑہنے سے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جس میں پکار کر پڑہتے تہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قرارت کو نمازمیں سے جبکہ سنا اونہون نے یہ حکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے موطا امام محمد صفحہ ۲۷ ان سعدًا رضی اللہ تعالی عنہ قال وددت ان الذی یقرء خلف الامام فی فیہ جمرۃ ترجمہ حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ جو عشرہ مبشرہ سے ہین کہا اونہون نے دوست رکہتا ہون تحقیق وہ شخص کہ پڑہے پیچھے امام کے بھر منہ اسکے کے انگارہ موطا امام محمد صفحہ ۲۷ ان عمر بن الخطاب قال لیت فی فم الذی یقرء خلف الامام جمرا ترجمہ تحقیق حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کاش بھر منہ اس شخص کے جو پڑہتا ہے پیچھے امام کے انگارہ موطا امام محمد صفحہ ۲۷ عن موسی بن سعد بن زید بن ثابت یحدثہ عن جدہ انہ قال من قرء خلف الامام فلا صلوۃ لہ ترجمہ موسی بیٹے سعد کے اپنے دادا سے روایت کرتے ہین کہ تحقیق اس نے کہا جو شخص پڑہے پیچھے امام کے پس نہین مولی نماز اسکی بیان عدم مطابقت

دلیل یا مدعائے غیر مقلدین کی طرف مناظر مقلدین آیت نمبر اول مخالف مدعا کہے کیونکہ وہ خصوصیت فاتحہ کو جواب کا مدعا تسلیم نہیں کرتی ہے حدیث مندرجہ ذیل آیت نمبر اول میں سرقہ ہوا ہے پوری حدیث یوں ہے عن رفاعۃ بن رافع بھذہ القصۃ قال اذا قمت فتوجہت الی القبلۃ فکبر ثم اقرأ بام القرآن وبما شاء اللہ ان تقرأ واذا رکعت فضع راحتیک علی رکبتیک وامدد ظھرک وقال اذا سجدت فمکن لسجودک فاذا رفعت فاقعد علی فخذک الیسری ترجمہ رفاعہ بن رافع نے اسی قصہ کو کہا (یعنی وہ اعرابی یعنے باہر کا آدمی کہ جس نے اکیلے اگر مسجد میں نماز پڑھی تھی اور قصہ اسکا پہلی حدیث میں ذکر ہو چکا ہے) جب کھڑا ہو تو پس منہ کر طرف قبلہ کی پس تکبیر کہہ پھر پڑھ الحمد اور پڑھ جو چاہے اللہ تیرا پڑھنا جب رکوع کرے تو پس رکھ دونو ہتھیلی اپنی دو گھٹنوں اپنے پر اور پھیلا تو پیٹھ اپنی کو اور فرمایا جس وقت سجدہ کرے تو پس قرار پکڑے تو پیچ سجدے اپنے کے پس جمع وقت اوٹھے تو پس بیٹھ اوپر ران بائیں اپنی کے۔ بیان کرنے پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ اسحدیث میں حکم پڑھنے کا اسکو ہوا تھا جو اکیلا نماز پڑھتا تھا اور یہ تمہارا دعوی کے مخالف ہے کیونکہ تمہارا دعوی امام کے پیچھے پڑھنے کا ہے حدیث مندرجہ نمبر ۲ و نمبر ۵ اکیلا نماز پڑھنے والے کیواسطے ہے ابوداود صفحہ ۱۱۸) لاصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب فصاعدا قال سفیان لمن یصلی وحدہ ترجمہ نہیں ہے نماز ہوتی جو نہ پڑھے الحمد صحیح پس زیادہ کہا سفیان نے جو راوی اسحدیث کا ہے کہ یہ حکم واسطے اس شخص کے ہے جو پڑھے اکیلا حدیث مندرجہ نمبر ۳۔ ۱۰ سکا راوی محمد اسحاق نافع بن محمود ہیثم بن حمید ہے پہلے پر تقریب صفحہ ۲۱۵ مین عیب لگایا گیا ہے تین طرح کا ایک ندلیس دوسرے شیعہ ہونا تیسرے قدریہ ہونا نافع بن محمود مستور الحال ہے تقریب صفحہ ۲۶۰ تیسرے کو نسبت قدریہ کے ساتھ کی گئی ہے تقریب صفحہ ۲۶۹ الغرض کوئی آیت یا حدیث امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کی دلیل پیش نہ ہوئی جو اب تک اعتراضات کے غیر مقلدین کیطرف سے کیے درج کاغذات نہیں ہوئی اور دلائل علماء مقلدین کی نسبت (جو در باب نہ پڑھنے الحمد کے پیچھے امام کے دو آیت اور آٹھ حدیث اوپر مسطور ہو چکی ہیں) غیر مقلدین نے یہ اعتراضات لکھوائے ایت نمبر ۱ و ۲۔ عام طور پر حکم ہے کہ خصوصیت پائی نہیں جاتی اسلیے دلیل انکار کی نہیں ہے حدیث نمبر اول کے الفاظ ذیل وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا محفوظ نہیں ہیں علاوہ یہ کہ عام ہیں دیکھو ابوداؤد صفحہ ۸۸ حدیث نمبر ۲ حدیث نہیں ہے حدیث نمبر ۳ ضعیف ہے دیکھو مسک الختام صفحہ ۲۱۹ حدیث نمبر ۴ بھی ضعیف ہے علاوہ یہ کہ عام ہے دیکھو مسک الختام صفحہ ۲۱۹

حدیث نمبر ۵ صحیح ہے اسکو ہم قبول کرتے ہیں بس میں صرف منازعت کی ممانعت ہے الحمد پڑھنے کی ممانعت نہیں باقی سب اقوال میں جو دلیل نہیں بن سکتے بموجب اصول موضوعہ نمبر اول العبد محی الدین عفی عنہ العبد عبدالقادر عفی عنہ ان اعتراضات کا جواب مناظر مقلدین نے یہ دیا ہے حضرات غیر مقلدین جب آپ تسلیم کرتے ہیں کہ آیت نمبر اول علم طور پر ہے کچھ خصوصیت پائی نہیں جاتی تو آپ خصوصیت فاتحہ کہاں سے نکالتے ہیں اور آیت نمبر ۲ کو تو آپنے تسلیم کیا کہ بیشک وہ مقتدی کے سننے اور چپ رہنے کی نسبت نازل ہوئی ہے جیسے کتاب تفسیر حسینی و مدارک صفحہ ۲۳۳ میں درج ہے اور حدیث نمبر ۱ میں جو آپ نے کہا کہ وہ محفوظ نہیں شاید آپ کو کبھی اتفاق دیکھنے کا صحیح مسلم کا نہ ہوا ہوگا دیکھو کتاب صحیح مسلم صفحہ ۱۷۴ ہے حدیث ابوہریرہ کی نقل کی ہے جسکو صحیح مسلم میں صحیح مانا گیا ہے۔ اور حدیث نمبر ۲ میں جو آپنے یہ لکھا ہے کہ حدیث نہیں ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید رات کو وقت آپنے دیکھا ہوگا یا تھوڑا چراغ ہو ورنہ ہمنے تو سلسلہ راویوں کا سم نشان کتاب لکھدیا تھا خیر اب دیکھ لو صفحہ ۴۴ حاشیہ پر زی دلیل قوی صفحہ ۳۳ افسوس کہ آپنے وقت بیان کرنے ضعف حدیث نمبر ۳ و ۴ کے کتاب مصفحہ نواب صدیق حسن غیر مقلد کو پیش کیا مگر ضعیف راوی میرے بیان نہیں کیا جو اصول موضوعہ ہشتم میں قرار پا چکا ہے بہلا وزہ خیال کرو کہ موطا امام محمد کے جو استاد امام شافعی اور اولیا کبار میں شمار کیا جاتا ہے جسکو قریب گیارہ سو برس ہوئے دیکھو حاشیہ موطا صفحہ ۲۷۰ مقابلے میں تصنیف صدیق حسن غیر مقلد کب سنی جاتی ہے حدیث نمبر ۵ کو آپنے صحیح مانا مگر یہ عذر کیا کہ اس میں منازعت کی ممانعت ہے ایسا خیال گذرتا ہے کہ لفظا نازع کے آپ دیکھ کر خوش ہو گئے مگر فاقتضے الناس عن القراءۃ یعنی ہٹ گئے لوگ پڑھنے سے۔ ہمکو نہ دیکھنے پائے خیر کچھ مضائقہ نہیں اب ملاحظہ فرمائیں الحمد باقی جو انہوں صحابہ در باب نہ پڑھنے پیچھے امام کے بیان کیے گئے تھے اس میں تو آپنے کوئی کلام نہیں کی مگر یہ بیان کیا کہ وہ خلاف اصول موضوعہ نمبر اول ہیں سنیے صاحب یہ تقابل صحابہ اس غرض سے بیان کیا گیا ہے کہ اگر وہ حدیثیں پڑھنے الحمد کی امام کے پیچھے صحیحا ور ثابت ہوئیں تو اول اصحاب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کرتے جبکہ سامنے حکم ہوا کرتے تھے۔ العبد مفتی ولی محمد اسپر غیر مقلدین کیطرف سے رد و بدل نہیں ہوا۔ پھر مسئلہ آمین کے دلائل تحریری پیش ہوئے۔ غیر مقلدین کیطرف سے انکے مناظر نے تین حدیث سنیت آمین بالجہر کی دلیلیں تحریر کیں میں عبارت آمین بالجہر کہنا

سنت ہے اور سنت ہونے اسکے ثبوت احادیث صحیحہ صریحہ وارد ہیں چنانچہ بعض انمیں سے تحریر ہوتے ہیں۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا امین فانہ من وافق قولہ قول الملئکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ البخاری فی باب جھر الماموم بالتامین یعنے روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کہے امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کہو تم آمین پس تحقیق شان یہ ہے کہ جسکا قول نے موافقت کیا قول سے فرشتوں کے بخشے جاتے ہیں اسکے واسطے اسکے جو کچھ گناہ اسکے روایت کیا اسکو بخاری نے جہر باب پکار کر کہنے مقتدی کے آمین

حدیث ۲ سک الختام صفحہ ۲۲۳ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من قرأۃ ام القرآن رفع صوتہ وقال امین رواہ الدارقطنی ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت فارغ ہوتے الحمد پڑھنے سے اپنی آواز کو بلند کرتے اور آمین کہتے حدیث ابن ماجہ صفحہ ۱۳۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حسد تکم الیھود علی شیٔ ما حسد تکم علی التامین فاکثروا من قول امین رواہ ابن ماجۃ فی باب الجھر بالتامین ترجمہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحابوں کو کہ نہیں حسد کرتے یہود غیر کسی چیز پر جیسا کہ حسد کرتے ہیں آمین پر پس بہت کہا کرو آمین روایت کیا احمد نے کو ابن ماجہ نے جہر باب پکار کر کہنے آمین کے بمقابلہ ان کیطرف کے ان دلیلوں پر بھی اعتراضات ہوئے حدیث نمبر اول دوسرا آمین ماموم پر دلالت نہیں کرتی جو جواب کی حاجت ہو دمن ادعی فعلیہ البیان اور نیز حدیث نمبر ۳ میں راوی طلحہ بن عمر ہے اور وہ متروک ہے اور حدیث نمبر ۴ میں اصل کتاب سے اسناد نہیں کیا وے پھر اسکی سند پر نظر کی جاوے کہ وہ موافق اصول بر موضوع آٹھوں کے صحیح ہے یا نہیں غیر مقلدین کیجانب سے اسکا جواب کچھ درج نہیں ہوا پر علماء مقلدین نے اخفاء آمین یعنے نماز میں آمین آہستہ کہنے کی دلیلیں یہ تحریر کیں آیت سیپارہ ۸ پ ۹ ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ المعتدین دعا مانگو اپنے رب سے گڑگڑا کر اور آہستہ بیشک اسکو خوش نہیں آتے حد سے بڑھنے والے آیت سیپارہ ۱۲ - قال اللہ سبحانہ وتعالے قَالَ قَدْ أُجِيبَتْ دَّعْوَتُكُمَا الایہ ترجمہ فرمایا

تحقیق قبول کرلیا دعا تمہاری دونوں کی کو جلالین اور دوسری تفسیروں میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے پس آمین دعا ہے یہی۔ آیت پارہ ۱۶ قال اللہ تبارک و تعالیٰ کھیعص ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا یہ ذکر ہے تیری رب کی مہر کا اپنے بندے زکریا پر جب پکارا اپنے رب کو چپے پکار آیت پارہ (۱۸) قال اللہ تبارک و تعالیٰ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ ترجمہ اور جب پوچھیں بندے میرے مجھ سے پس بیشک میں پاس ان کے ہوں آیت ۱۸ س ۹ اخیر سورہ اعراف قال اللہ سبحانہ و تعالیٰ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا ترجمہ یاد کر اپنے رب کو اپنی جان میں عاجزی سے ترمذی صفحہ ۳۵ عن وائل بن حجر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرء غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقال آمین وخفض بھا صوتہ ترجمہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیشک نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آمین آہستہ آواز سے نظام الاسلام دحاشیہ ترمذی صفحہ ۳۵ وکبیری قال السیوطی فی جمع الجوامع والحاکم فی المستدرک عن وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے نماز پڑھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس جس وقت پہونچے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تک کہا آپ نے آمین آہستہ آواز سے منکوۃ شریف صفحہ ۷۰ عن سمرۃ ابن جندب انہ حفظ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکتتین سکتۃ اذا کبر وسکتۃ اذا فرغ من قرءۃ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فصدقہ ابی بن کعب ترجمہ سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو سکتہ یاد کیے میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک سکتہ جب تکبیر اول کہتے اور دوسرا سکتہ بعد ولا الضالین پڑھنے کے ابوداؤد صفحہ ۱۲ حاشیہ کہا طیبی شافعی نے یہ سکتہ آمین کا ہے ان دلائل سے مقلدین پر غیر مقلدین نے یہ اعتراضات کیے ہر پانچ آیات دلیل تردید ثبوت آمین بالجہر کی نہیں ہیں کیونکہ آیت نمبر اول میں تضرعاً کے لفظ کے معنی علانیۃً کے لکھے ہیں دیکھو کتاب معالم التنزیل صفحہ ۱۳۱ تفسیر بیضاوی تفسیر مدارک سورہ انعام آیت نمبر ۲ میں آمین کا کچھ ذکر نہیں ہے آیت نمبر ۳ میں بھی علی ہذا القیاس آیت نمبر ۴ کا بھی کچھ تعلق آمین سے نہیں آیت نمبر ۵ اس میں بھی وہی صورت ہے جو آیت نمبر اول میں ہے حدیث نمبر اول ضعیف ہے کیونکہ خود کتاب ترمذی نے اس کو ضعیف کیا ہے حدیث نمبر ۲ بھی ضعیف ہے کیونکہ یہ حدیث بلا سند لکھی گئی ہے سکا

مخفف اصل کتاب ہو واضح ہو سکتا ہے حدیث نمبر ۳ میں بھی آمین کا کچھ ذکر نہیں ہے العبد محی الدین عفی عنہ
العبد عبد القادر عفی عنہ جواب ان اعتراضات کے مفتی صاحب مناظر مقلدین نے یہ دیئے ای صاحبان
غیر تقلدین جو در آپ کی نظر کیوں چوکی ہمنے تو لفظ خفیا سے آمین کے خفیہ کہنے پر استدلال کیا
تھا لفظ تضرع کو کیا علاقہ جو آپ اسکے معنے علانیہ کے کرتے ہیں اگرچہ بھی خلاف لغت ہے تضرع کے
معنے عجز کے کیے گئے ہیں دیکھو کتاب صراح ہاں البتہ یہ قرینہ دالہ اخفا کا ہے آپ فرماتے ہیں کہ یہ آیتہ
نمبر ۲ میں آمین کا ذکر نہیں ہمنے تو تفسیر جلالین وغیرہ تفاسیر متعلقہ سیپارہ ۱۴ سورہ یونس سے نقل
کیا ہے یا تھا کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام دعا کرتے تھے اور حضرت ہارون علی نبینا وعلیہ السلام
آمین کہتے تھے خدا تعالیٰ نے آمین ہارون اور دعاء موسیٰ علیہما السلام کو دعوتکما میں داخل فرما کر آمین
پر دعا کا اطلاق فرمایا آپ اگر نہ دیکھیں تو ہم کیا کریں وہی مثل ہے کہ اندھے کے آگے روئیے اور اپنی
آنکھیں کھوئیے آیت نمبرہ کی نسبت جو آپ نے فرمایا ہے کہ اس میں وہی صورت ہے جو آیت نمبر اول
میں ہے یہ بڑی سخت غلطی ہے آیتہ نمبرہ یہ ہے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا ترجمہ یاد کر اپنے
خدا کو جی میں گڑگڑا کر یہاں تو تضرع کے معنے علانیہ کے کبھی بحسب سیاق آیتہ بن نہیں سکتے کیونکہ
جی میں یاد کرنا کبھی علانیہ نہیں ہو سکتا خیر آپ کو تو سیاق و سباق کبھی نظر نہیں ہوتی آپ کے نزدیک
تو سب ایک ہی رسمین بندے ہوئے ہیں حدیث نمبر اول کو بقول ترمذی آپنے ضعیف لکھا ہے
حال اسکا یہ ہے کہ بخاری ہی اس نے تین خطا بیان کی ہیں ایک تو یہ کہ حجر بن عنبس ہے اور راوی
شعبہ نے ابو العنبس کہا ہے سو یہ در اصل خطا نہیں ہے کیونکہ حجر ابن عنبس ابو السکن ہے ویسا
ہی حجر ابو العنبس ہے اسے کہا جاتا ہے ایک شخص کی دو کنیت بھی ہوتی ہیں جیسا کہ ابن جبان نے
کتاب الثقات میں لکھا ہے حجر ابن عنبس ابو السکن کوفی ہو الذی یقال لہ حجر ابو العنبس یعنے اس کی
دو کنیت ہیں ایک اسکے باپ کے نام پر ہے یعنے دادی ہوتے کے نام ایک ہی ہے دوسری خطا یہ کہ علقمہ
بن وائل سے اسکی اسناد میں نہیں اور شعبہ راوی نے اسے اسکی اسناد میں داخل کر دیا ہے سو اسکو خطا
جاننا غلطی ہے کیونکہ عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ شعبہ ثقہ ہے اور زیادتی ثقہ کیطرف سے جائز ہے
زاد فیہ علقمہ لا یضر لان الزیادۃ من الثقۃ مقبولۃ ولا سیما مثل شعبۃ فیسری خطا شعبہ کی ضعف
بہا صوتہ اور صحیح مدہا صوتہ ہے سو یہ بھی خطا نہیں کیونکہ شعبہ تو امیر المومنین فی الحدیث ہے

ہے رکھا خطا پکڑنا خود خطا ہے کذا فی العینی شرح ہدایہ اور تحقیق آمین کی یہ ہے کہ کلمہ آمین بالاجماع خارج از قرآن ہے پھر وہ دعا سے خالی نہیں یا دعا ہے یا ذکر جو اسکو دعا نہیں مانتا اوسکی جہالت ہے کیونکہ آمین بمعنے اے مجیب یعنے ضایا دعا قبول کر پس آمین طلب علی سبیل الاجمال شیری اور یہی معنے دعا کے ہین اور نیز اوپر گذر چکا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آمین پر لفظ دعا اطلاق فرمایا ہے اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا کذا فی الجلالین وغیرہ پس آمین جب دعا ٹھیری تو اسکا یہ حکم ہے کہ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً یعنے دعا مانگو اپنے رب سے گڑگڑا کر اور پوشیدہ اور آمین ذکر مین داخل ہے تو فرمایا ہے وَاذْکُرْ رَّبَّکَ نَفْسِکَ یعنے اپنے خدا کو اپنے دلمین یاد کرو اور غیر مقلدین نے جتنی احادیث جھر آمین کے بیان کی ہین ان مین سے کوئی خالی جرح سے نہین حدیث رفع صوت جو انکے نزدیک شرط شدید سے جھر آمین پر دلالت کرتی ہے اسکے سلسلہ مین محمد بن کثیر داخل ہے اور وہ ضعیف ہے چنانچہ کتاب تقریب مین مذکور ہے العبد ولی محمد اسکے جواب مین غیر مقلدین نے کچھ تحریر نہین کیا۔ پھر رسالہ رفع یدین مین دلائل تحریری پیش ہوئین غیر مقلدین کی طرف سے رفع الیدین نماز مین بہت سی احادیث صحیحہ صریحہ غیر معارضہ کے روسے جن مین سے چند احادیث بیان کی جاتی ہین مشکوٰۃ صفحہ ۶۷ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح الصلوٰۃ واذا کبر للرکوع واذا رفع رأسہ من الرکوع رفعھما کذلک وقال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد وکان لا یفعل ذلک فی السجود متفق علیہ یعنے بتحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے دونو ہاتھ اوٹھاتے برابر کاندھون اپنے کے جب شروع کرتے نماز کو اور جب تکبیر کہتے رکوع کی اور جب سر اوٹھاتے رکوع سے ایسا ہی دونو ہاتھ اوٹھاتے اور کہتے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد اور سجدہ مین دونو ہاتھ نہین اوٹھاتے تھے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے مشکوٰۃ صفحہ ۶۷ روایت ہے مالک بن حویرث سے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بھما اذنیہ واذا رفع رأسہ من الرکوع فقال سمع اللہ لمن حمدہ فعل مثل ذلک وفی روایۃ حتی یحاذی بھما فروع اذنیہ متفق علیہ یعنے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تکبیر کہتے اوٹھاتے دونو ہاتھون کو یہانتک کہ برابر کرتے دونو کانون کے اور جب وقت اٹھاتے سر بار کوع سے پس کہتے سمع اللہ لمن حمدہ کرتے مثل اسکی اور ایک روایت مین ہے اگر برابر کرتے دونون ہاتھون کو نرمے کانون تک مشکوٰۃ صفحہ ۶۸۔ اور ابو حمید ساعدی سے روایت

قال فی عشرة من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا اعلکم بصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فالوا فاعرض قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یحاذی بھما منکبیہ ثم یکبر ثم یقرأ ثم یکبر ویرفع یدیہ حتی یحاذی بھما منکبیہ ثم یرکع ویضع راحیتہ علی رکبتیہ ثم یعتدل فلا یصبی راسہ ولا یقنع ثم یرفع راسہ فیقول سمع اللہ لمن حمدہ ثم یرفع یدیہ حتی یحاذی بھما منکبیہ معتدلا الخ یعنے کہا ابو حمید نے بیچ دس اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میں داناتر ہوں تم میں سے ساتھ نماز رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہا اونہوں نے پس بیان کر تو کہا اس نے تحے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھڑے ہوتے نماز کے لیے اٹھاتے دونو ہاتھ اپنے دونو کندھوں تک پھر تکبیر کہتے اور اٹھاتے دونوں ہاتھ اپنے دونو کندھوں تک پھر رکوع کرتے اور رکھتے دونو ہتیلی اپنی اوپر زانو اپنے کے پھر سیدھے پس نہ نیچے کرتے سر اپنا اور نہ اٹھاتے پس اٹھاتے سر اپنا اور کہتے سمع اللہ لمن حمدہ پھر اوٹھاتے دونو ہاتھ دونو کندھوں تک برابر جیسے الحوان احادیث مذکورہ بالا سے صریحاً سنیت رفعیدین کی ثابت ہوا اور عدم رفعیدین کی صرف ایک ہی حدیث ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جسکو ابوداؤد نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہین ان معنون مین العبد محی الدین غفی عنہ۔ علماء مقلدین نے بمقابلہ ان دلائل کے یہ دلائل تحریر کیے سنت ہونا رفعیدین کا ثابت نہین باوجود ذیل آیت قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ تفسیر ابن عباس اور غیر ابن عباس اور ابراہیم فی صلوتہم ترجمہ کام نکال گئے ایمان والے جو اپنی نمازون مین نوین مین سینے ہاتھون کو اپنی نمازمین نہین اوٹھاتے صحیح مسلم صفحہ ۱۶۸ عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ ترجمہ جابر بن سمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا اس نے تشریف لائے ہمپر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پس فرمایا کیا باعث ہے واسطے میرے دیکھتا ہون مین تمکو اوٹھانیوالے اپنے ہاتھ گویا کہ وہ دمین گھوڑون شوخ کی ہمیر اوتم اپنے ہاتھون کو نماز مین بخاری کی کتاب مفرد وطبرانی مع سند کتاب کشف الرین کے صفحہ ۲۰ مین لائے ہین کان ترفع الایدی الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوٰۃ وفی استقبال القبلۃ وعند صفا والمروۃ وبعرفات ویجمع وفی سقامین عند الجمرتین ترجمہ نہ اٹھانہ

اثنائے جاہیں مگر سات جگہ میں شروع نماز میں اور استقبال قبلہ میں پاس صفا اور مروہ کے اور عرفات میں اور مزدلفہ میں اور دو جگہ میں پاس جمرتین کے اور سند اسکی یہ ہے عن عبد الرحمن بن ابی یعلی عن الحکم عن المقسم عن ابن عباس اور افراد بخاری میں اول عبد الرحمان کے وکیع ہے ابو داود صفحہ ۱۰۸ ازیدی صفحہ ۳۹ **حدثنا** عثمان بن ابی شیبۃ نا وکیع عن سفیان عن عاصم یعنی ابن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمۃ قال الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فصلی فلم یرفع یدیہ الا مرۃ ترجمہ روایت ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا نہ نماز پڑھاؤں میں نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہا پس پڑھائی نماز پس نہ اوٹھائے ہاتھ دونوں مگر ایک مرتبہ کتاب ترمذی میں عثمان کی جگہ ہناد ہے دار قطنی سند رجہ کشف الربن صفحہ ۵ **اخبرنا** ابو عثمان سعید بن محمد بن احمد الخیاط وعبد الوہاب بن عیسی بن ابی حیۃ قال اخبرنا اسحاق بن اسرائیل نا محمد بن جابر عن حماد عن ابراھیم عن علقمۃ عن عبد اللہ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومع ابی بکر وعمر فلم یرفعوا ایدیھا الا عند تکبیرۃ الاولی فی افتتاح الصلوۃ ترجمہ روایت ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا پڑھی میں نے نماز ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ساتھ ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پس نہ ہاتھ اٹھائے انہوں نے مگر وقت تکبیر پہلی کے شروع نماز میں کتاب طحاوی سند رجہ کشف الربن **حدثنا** محمد بن نعمان حدثنا یحیی بن یحیی حدثنا وکیع عن سفیان عن المغیرۃ قال قلت لابراھیم حدیث وائل انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ عند افتتاح الصلوۃ واذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع فقال وائل رائہ مرۃ یفعل فلذلک فقد رائہ عبد اللہ خمسین مرۃ لا یفعل ذلک مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا میں نے ابراہیم کو حدیث وائل کی تحقیق اس نے دیکھا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اوٹھاتے دونوں ہاتھ جب شروع کرتے نماز کو اور جب رکوع کرتے اور جب اوٹھاتے سر اپنا رکوع سے پس کہا ابراہیم نے وائل نے دیکھا ایک مرتبہ کرتے ایسا پس تحقیق دیکھا عبد اللہ نے پچاس مرتبہ نہ کرتے ایسا وفی روایۃ فغضب وقال راہ ولم یرہ ابن مسعود ولا اصحابہ ترجمہ ایک روایت میں ہے پس غصہ ہوئے ابراہیم اور کہا دیکھا اس وائل نے آپ کو اور نہ دیکھا آپکو ابن مسعود نے اور نہ اسکے اصحاب نے موطا امام محمد

صفحہ ۲۲ سطر اول قال محمد اخبرنا محمد بن ابان بن صالح عن عبد العزیز بن حکیم قال
رأیت ابن عمر رضی اللہ عنہ یرفع یدیہ حذاء اذنیہ فی اول تکبیرۃ افتتاح الصلوۃ ولم
یرفعھما فیما سوا ذالک ترجمہ روایت عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا دیکھا میں نے ابن عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہما کو اوٹھاتے تھے دونو ہاتھ اپنے برابر دونوں کانوں اپنے کے اول تکبیر شروع نماز میں
اور نہیں اوٹھاتے تھے اندونو ہاتھوں کو سوا اسکے موطا امام محمد صفحہ ۲۳ قال محمد اخبرنا یعقوب
ابن ابراھیم اخبرنا حصین بن عبد الرحمن قال دخلت انا وعمرو بن مرۃ علی ابراھیم
النخعی قال عمرو حدثنی علقمۃ بن وائل الحضرمی عن ابیہ انہ صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرأہ یرفع یدیہ اذا کبر واذا رکع واذا رفع قال ابراھیم ما ادری لعلہ لم یرالنبی
صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الا ذلک الیوم وحفظ ھذا منہ فلم یحفظ ابن مسعود واصحابہ
ما سمعتہ من احد منھم انما کانوا یرفعون ایدیھم فی بدء الصلوۃ حین یکبرون اور
موطا کی شرح مین مولانا فاری لکھتے ہین انما کانوا یرفعون ایدیھم فی بدء
الصلوۃ حین یکبرون ای التحریمہ فقط وھو بمنزلۃ دعوی الاجماع ترجمہ کہا حصین
عبدالرحمان نے گیا میں اور عمرو بن مرہ ابراھیم نخعی کے پاس کہا عمرو نے حدیث کی مجھ کو علقمہ بن وائل
حضرمی نے اپنے باپ سے بیشک اس نے پڑہی نماز ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس دیکھا اس نے
کہ آپ ہاتھ اوٹھاتے دونو جب تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے اور جب فارغ ہوتے رکوع سے کہا ابراھیم نے
نہین جانتا ہون مین شاید اس نے نہین دیکھا حضرت کو نماز پڑہتے مگر اسدین پس یاد رکہا اس نے
یہ آپ سے اور نہین ضبط کیا اسکو ابن مسعود اور دوسرے صحابہ نے نہین سنا مینے کسی سے سوا اسکے کہ
نہین ہاتھ اوٹھاتے تھے وہ سب مگر شروع نماز مین جب تکبیر کہتے تھے ملا علی قاری اسکی شرح مین لکھتے
ہین تھے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوٹھاتے تھے اپنے ہاتھ ابتدا نماز مین جب تکبیر
کہتے شروع نماز کی اور یہ دعوی ہے اس بات کا کہ کسی اصحاب نے ہاتھ نہین اوٹھایا سوائے شروع نماز
کے علماء مقلدین کے خلاف سے یہ دلیلین عدم سنیت رفعیدین بوقت رکوع و قومہ سے تحریر ہوکر پہر غیر مقلدین
کی تینون دلیلون پر جو حدیث نمبر اول مخالف فعل راوی کے ہے جیسا کہ ہمارے اوپر سے
نمبر ۲ مین ذکر ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما رفعیدین نہین کرتے تھے اور نیز وہ تینون حدیثین

فعلی ہین اور فعل سے کوئی حکم ثابت نہین ہوتا قول سے ہوتا ہے جیسا کہ اصول موضوعہ منبر ۳ مین گذرا ہے پس مناظر غیر مقلدین نے قولی حکم ثابت کرنیکے لیے یہ حدیث پیش کی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوا کما رأیتمونی اصلی یعنے فرمایا نماز پڑھو جسطرح دیکھو مجھ کو نماز پڑھتے مشکوۃ صفحہ ۵۸ - اسپر مقلدین کا سوال ہوا کیا اس عرصہ مین پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رفع الیدین کیا تھا یا کہ نہین غیر مقلدین نے جواب دیا کہ یہ معلوم نہین کہ کیا یا کہ نہین پھر غیر مقلدین نے سوال کیا لیکن بلفظ صلوا کما رأیتمونی اصلی کیا یا نہین لوگون کو خطاب تھا جو حاضر تھے یا اورون کو بھی مقلدین نے جواب دیا یہ خطاب حاضرین کو ہے جیسا کہ سیاق عبارت اسپر دلالت کرتا ہے اور ان کو حکم ہوا کہ اورون کو بھی سکھاؤ پھر غیر مقلدین نے کہا کہ مالک بن حویرث جو راوی حدیث مذکور کا ہے بیان کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفع الیدین کیا کرتے تھے اسلیے معلوم ہوا کہ رفع الیدین حدیث سطور بالا سے ثابت ہے دیکھو صفحہ ۱۰۲ صحیح بخاری مقلدین نے اسکا جواب دیا کہ راوی الحدیث کا مالک نام ہے اور مالک نام کے کئی صحابی ہین اسلیے یہ نہین پایا جاتا کہ یہ وہی مالک تھا جو مخاطبین مین سے تھا پھر غیر مقلدین نے بیان کیا مشکوۃ صفحہ ۵۸ مین مالک بن حویرث وہی مالک لکھا جسکی طرف پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطاب کیا ہے اسکے بعد مقلدین نے پھر سوال کیا کہ حدیث نمبر اول کا راوی عبداللہ ہے وہ خود بھی نماز اسیطرح پڑھتا تھا غیر مقلدین نے جواب دیا وہ خود بھی رفع یدین کرکے نماز پڑھتا تھا مشکوۃ مین اسیطرح پڑھنا لکھا ہے بعد وفات پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے العبد عبدالرزاق عفے عنہ العبد محی الدین عفے عنہ اسپر ارباب انجمن نے گتاخی سے مشکوۃ کو دیکھکر لکھا کہ نافع ایک شخص ملازم عبداللہ کی زبانی یہ تذکرہ ہے کہ عبداللہ رفعیدین کرکے نماز پڑھتا تھا مگر بعد وفات پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کچھ ذکر نہین پس اس سے دعوی موحدین کا کہ عبداللہ نے بعد وفات پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رفع الیدین سے نماز پڑھی ثابت نہوا پھر غیر مقلدین نے دلائل مقلدین کو جو دربارہ عدم سنیت رفعیدین مرقوم ہوچکے ہین بہ نظر جرح کیا آیت نمبر اول رفعیدین کی حمایت پر دلیل نہین کیونکہ خاشعون کے معنے عاجزی کرنیوالون کے ہین نہ کہ غیر رافعین کے دیکھو کتاب معالم التنزیل وجامع البیان علاوہ اسکے جسقدر اور آیات واحادیث لکھے اور پیش کیے گئے ہین وہی دلائل عدم سنیت رفع یدین کے ہین اسلیے کیونکہ کل احادیث ضعیف ہین مگر حدیث نمبر اول مندرجہ صحیح مسلم صفحہ ۱۸۱ - لیکن اسکے معنے یہ ہین

صفحہ ۱۸۱ صحیح مسلم
رفع الیدین کی حدیث
غیر مقلدین کا جواب
مالک نام کے کئی صحابی ہین
عبداللہ کا عمل
عبداللہ کا عمل

کر سلام کیوقت ہاتھ زانو پر یا جانو پر رفع یدین کی ممانعت نہیں ہو کیونکہ اسی کتاب مین اسی راوی سے بیان
سے پایا جاتا ہے العبد محی الدین عفی عنہ العبد عبد القادر عفی عنہ بیہ غیر مقلدین نے ضعف دلائل مقلدین
کو مدین بتفصیل بیان کیا حدیث نمبر ۳ کو کتاب شرح سفر السعادت مصنفہ شیخ عبد الحق دہلوی کے صفحہ ۴۰
مین لکھا ہے کہ اسکی صحت مین کلام ہے اور نیز یہ حدیث طبرانی کی ہے اور کتاب عجالہ نافعہ کے صفحہ ۷
کے رو سے طبرانی دارقطنی ابن ابجہ ضعیف ہین اور حدیث نمبر ۴ مین راوی عاصم بن کلیب ہے اور وہ
مختلف فیہ ہے ابن حبان اور امام احمد اور علی بن مدینی نے اسکو ضعیف کیا ہے مسک الختام صفحہ ۲۱۶
نیز تقریب التہذیب صفحہ ۱۸۴ حدیث نمبر ۵ مین راوی محمد بن جابر ہے اور ابن جوزی نے اسکی حدیث کو
موضوعات مین ذکر کیا ہے اور امام احمد سے نقل کیا ہے کہ محمد بن جابر کچھ نہین اور نیز یہ حدیث طبقہ ثالثہ
کی کتابون مین ضعیف ہے ہے کتاب عجالہ نافعہ صفحہ ۷ مصنفہ شاہ عبد العزیز اہل سنت جماعت موجود تقلید
شخصی کے قائل نہین ان اعتراضات کے جوابات مناظر مقلدین نے یون بیان کیے اے صاحبان
غیر مقلدین آپنے جو عجالہ نافعہ کو پیش کیا اور سند حدیثون مین کوئی وجہ ضعف نہ بیان کی یہ خلاف
اصول موضوعہ ہتھیم کے ہے کیونکہ صحت حدیث مین اسکے راویون پر نظر کرنی چاہیے علاوہ بریں
ابن ماجہ کو جو آپنے ضعیف کہا اس سے آپنے جمراتین مین سند پکڑی ہے دیکھو حدیث نمبر ۳ مسلہ
جمراتین حدیث نمبر ۵ مین جو آپنے مسک الختام درباب ضعیف ہونے راوی محمد جابر کے پیش
کی وہ معتبر نہین کیونکہ اسکے مصنف غیر مقلد ہین اور تقریب التہذیب کے صفحہ ۲۱۶ مین محمد بن جابر
کو صدوق یعنے سچا لکھا ہے اور حدیث نمبر ۴ کے راوی عاصم بن کلیب کو تذکرۃ القاری مندرج
کتاب کشف الرین مصنفہ مولانا محمد ہاشم سندھی مرتبہ ۱۱۴۹ ہجری مین صفحہ ۹ ثقہ لکھا ہے اور
نیز اسحدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور لکھا ہے کہ اسپر بہت سے صحابہ اور تابعین اور اہل کوفہ کا
عمل ہے اور آپنے جوابی دلائل کے ذیل مین لکھا ہے کہ اسحدیث کو ابو داود نے غیر صحیح لکھا ہے سو
وہ آپ کا بہتان ہے چنانچہ دربار سرکار مین ثابت کیا گیا ہے آپ ایسے ہی دھوکے دیکر لوگون
کو گمراہ کرتے ہین ٭ کبھی فروغ نہ پاؤگے اس روزخ سے یار ٭ وہ ماہ ایک طرف اک طرف ہے شرار ٭ اصل یہ ہے کہ ابو داؤد نے عدم رفع کو کئی طریقون سے نقل کیا ہے اور ایک طریق
جو براء بن عازب سے ہے اسکو لیس بصحیح کہا ہے اور علما محدثین ایسی جرح کو جرح غیر مفسر کہتے ہین

جس کا اہل حدیث کے نزدیک کچھ اعتبار نہیں ہے اور بہر اسانید صحیحہ احادیث کی بہت موجود ہیں
جیسا کہ ابوبکر بن ابی شیبہ اور دارقطنی اور طحاوی اور ترمذی وغیرہ میں موجود ہے اور ترمذی میں
اسکو حسن کہا ہے اور وہ ضعف حدیث وغیرہ میں یوں کہنا کہ مصنف اس کتاب کا طبقہ ثالثہ سے
ہے بخلاف اصول مروجہ ہشتم ہے غیر مقلدین سو اسکے راویوں میں کوئی وجہ ضعف کی بیان
نہیں ہوئی العبد مفتی ولی محمد عرف احمد حسن رای انجمن بسبب اعتراضات غیر مقلدین متعلقہ
دلائل عدم رفع یدین آیت نمبر اول کی نسبت جو تفسیر عباسی میں دیکھا گیا ہے تو خاشعون کے
معنے عدم رفع یدین کے پائے مطالبی دعوی مقلدین کے حدیث نمبر ۲ کتاب مسلم صفحہ ۱۸۱ کو جب
دیکھا گیا تو بیشک ایک حدیث میں جھگڑا ممانعت رفع یدین کی پائی گئی جو دلیل مقلدین کی ہے اور
ممانعت اشارہ کیوقت سلام کی دوسری حدیث میں پائی گئی جس سے مقلدین نے دلیل نہیں لے
اور کتاب ابوداؤد وغیرہ مقلدین نے درباب ایک ہونے دو نو حدیثوں کے پیش کی تو اس میں
بھی دو حدیثیں پائی گئیں ایک ممانعت اشارہ کی اور دوسری ممانعت رفع یدین کی جس سے مقلدین
کا دعوی بجا نکلا۔ اور شرح سفر السعادت مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے صفحہ ۵۰ میں
کہ پیش کرنے غیر مقلدین کے جب دیکھا تو لکھا پایا کہ رفع یدین وعدم رفع یدین دونوں درست ہیں
اس سے دلیل ضعف احادیث رفع یدین کی نہ پائی گئی اور عجالۃ فعلین بہقدر ضرور لکھا ہے
کہ طبرانی وغیرہ کتابوں میں ضعیف ہے سلسلہ حدیث میں ضعف نہیں بیان کیے جس سے فریقین کو
تسلیم کرنی ناگزیر ہوتی فقط بیان پر سباحثہ ختم ہوا توضیح ۱۳۔ اس میں شک نہیں کہ
مسلمانان اہل سنت وجماعت چار مذہب حنفی مالکی شافعی حنبلی کے پیرو ہیں تو ان دو حدیث و اجماع
امت سو ان مذہبوں کی حقیت اور انکی تقلید کا راہ سہت ہونا بخوبی ثابت ہے جیسا کہ فقیر نے اوپر
کی توضیحات خصوصاً دسویں توضیح میں اسکو مدلل بیان کیا ہے پس ان چار مذہبوں میں سے کسی کے
امام کے پیچھے پڑھنا اور نماز میں آمین اونچی کہنی اور تکبیر تحریمہ کے سوا رفعیدین کرنے میں اختلاف
فروعی ہے جس حجت ہونا قرآن وحدیث واجماع سے محقق ہے کما مر ذکرہ فی التوضیح العاشر حنفی المذہب
ہیں جس میں ہزار درجہ مذہبوں میں سے زیادہ اہل اسلام خواص وعوام جنمے اولیاء کرام علماء عظام
بادشاہان ذوی الاحترام ہیں کما بینتہ فی التوضیح العاشر یہ تینوں کام مکروہ ہے اور مالکی مذہب میں

تین جہری نمازوں میں فاتحہ خلف الامام مکروہ ہے شافعی اور حنبلی مذہب میں قرارت فاتحہ خلف الامام ضروری ہے کہ سکتات امام میں مقتدی بھی بایت الحمد کی پڑھ لیتے ہیں بمثل غیر مقلدین کی کہ امام بھی قرارت میں مشغول ہے اور مقتدی بھی اسکے مقابلہ میں اپنی قرارت میں مشغول ہے جو چاروں مذہبوں کے برخلاف ہے اور آمین بالجہر اور رفع یدین تینوں اماموں کے نزدیک مستحب ہے سنت نہیں ہے کما صرح بہ غیر واحد

پہر تیسری صدی سے لیکر تیرہویں صدی کے اخیر تک سب مسلمانوں کا اتفاق تھا کہ یہ چاروں مذہب حق ہیں اور سب مسلمان ان چاروں مذہبوں میں سے کسی ایک کے پابند چلے آئے ہیں تیرہویں صدی میں نجد سے (جسکی قباحتیں صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں) ایک شخص عبدالوہاب نامی نکلا حنبلی مذہب کا کہلا کر اہلسنت سے بہت سے مسائل میں مختلف ہوا اور جہال وغیرہم کو اپنا معتقد بنالیا ان کا یہ عقیدہ تھا کہ ہمارے عقیدہ والے مسلمان ہیں باقی سب اگلے پچھلے مسلمان مشرک اور کافر ہیں اور اسی خام خیالی کو پختہ جانکر مسلمانان اہل سنت اور انکے علما کی قتل اور غارت کو مباح کردیا اور حرمین شریفین پر بھی تغلب کرلیا تا کہ ۱۳۴۳ ہجری میں انکی شوکت ٹوٹی اور گھر بار اجڑے اور لشکر اسلام کی فتح ہوئی جیسا کہ رد المحتار میں (جو مفصول العرب والعجم کتاب ہے) یہ ذکر درج ہے اور صاحب رد المحتار نے ان لوگوں کو خارجیوں اور باغیوں میں مندرج کیا ہے پہر اس گروہ کے عقائد کی کتاب جس کا نام کتاب التوحید مشہور ہے اور جس میں نبیوں اور ولیوں کو بت اور مسلمانان خدا پرست کو بت پرست لکھا ہے فرہلی میں آئی اور انتشار پائی معتبرین سے سنا ہے کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ کو اخیر عمر مرض میں سے دیکھ کر فرمایا تھا کہ اگر عمر نے وفا کیا تو اسکا رد بلیغ نحفہ اثنا عشریہ کے طور پر لکھوں گا مگر قضاء الٰہی ہوئی آپ کا وصال ہوگیا اور وہ کتاب دہلی میں پہیلی جس سے ہندوستان میں وہابی لوگ نکلے بدعتوں کی قباحت بیان کرتے کرتے اسلام کے نیک کاموں کو بھی شرک بدعت کہنے لگ گئے کوئی تو ان میں سے مقلد تھے اور بعضے غیر مقلد جنون جنون زمانہ بگڑا گیا تھوں تھوں سب کے سب غیر مقلد ہوگئے اور تقلید الامام دین مجتہدین کو شرک اور حرام کہنے لگ گئے علما و دیندار نے ان کو جواب لکھے مگر یہ سب قرب قیامت اور شیوع فتنہ و غرابت کہ یہ لوگ تخریب اسلام میں دن بدن ترقی کرتے گئے تا کہ ان میں سے نیچری بنکر ضروریات دین سے منکر ہوگئے اور بعضوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی تقدیس و تنزیہ میں فرق ڈالکر اس پاک ذات جلشانہ کو جسمانی رکھانی بنادیا اور اہل سنت سے اصولاً و فروعاً مخالفت میں اصرار

من اعلان مرتب غفرلہ

کیا ہر ہوس سیز ار کرتے ہیں اور حنفی مذہب سے تو نہائت ہی اڑتے ہیں اپنی نادانی یا ہوائے نفسانی کے
زور سے اس نامی گرامی مذہب کے اکثر مسائل کو مخالف قرآن و حدیث بیان کرتے ہیں باوصفیکہ چاروں
طرف سے جواب باصواب باتے ہیں اپنی ضد اور ہٹ سے نہیں باز آتے ہیں آپ نام عامل بالحدیث بتاتے
ہیں اور ہوائے نفس کے تابع ہو کر یقیناً آیت و حدیث کو مخالف چلا جاتے ہیں ہر صدیثوں کی سند کا نام کر کے
تعصب سے حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنا دکھاتے ہیں جیسا کہ شما سکا گیارہویں اور بارہویں صحیح
میں بیان ہو چکا ہے اور امامان دین مجتہدین نے جن صحیح حدیثوں سے مسائل اخذ کیے ہیں ان کو بوضوح
اور نہایت ضعیف صرف اپنی زبان اور قلم سے بنا رہے ہیں اور غور کرنے والے کے نزدیک ان کا
ایسا حال ہے جیسا کہ مستطرف بین (جو ایک معتبر دینی کتاب عرب سے مصر کے چھاپے کی آئی ہے) لکھا
ہے کہ کشتی میں ایک نصرانی میٹھا ہوا سفید بلور ین گلاس میں سرخ برانڈی شراب پی رہا تھا ایک اسی
قسم کے محدث بھی اس کشتی میں تھے نصرانی نے دوسری بر نہ گلاس بھر کر محدث کی تواضع کی محدث نے
بلا تامل گلاس لے لیا نصرانی بولا قربان جاؤں یہ شراب ہی ہے محدث بولے تمہیں کیونکر یقین ہوا کہ یہ
شراب ہے نصرانی نے کہا کہ میرا غلام فلانے یہودی کی دکان سے خرید کر لایا ہے اور قسمیہ کہتا ہے
کہ یہ شراب ہی محدث فوراً شراب کو نوشجان کر کے بولے ای احمق نصرانی ہم اہلحدیث تو جس سلسلہ میں
سفیان بن عیینہ و بزید بن ہارون ہوتے ہیں تو تھوڑے سے نسیان وغیرہ کے جرح سے انکی حدیث کو
رد کر دیتے ہیں تو جس سلسلہ روایت میں نصرانی اور اسکا غلام اور یہودی ہو اسکا اعتبار ہم کب کر
سکتے ہیں بخدا اپنے ضعف اسناد کی وجہ سے اسکو پی لیا ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت مستطرف کا اور اصل
عبارت حاشیہ پر ثبت ہے ولہ صاحب محدث ہوں تو ایسے ہوں کہ اپنے لیے تو کل کفار کے ذبیحے
حلال کر لیے طلقہ ثلثہ کو جو بحکم قرآن و حدیث و اجماع امت محرمات قطعیہ سے ہیں بدون حلالہ کے
حلال کر دیا جیسا کہ روضہ ندیہ و انوار محمدی میں ہے بہر شراب اور خنزیر وغیرہ بہائم و سباع کے پیشاب
خون منی کو پاک بنا لیا اور دس ٹوپے بقدر یکمتی قرص پر پاکچہ ٹوپے دینی شروع کر دی اور بتصفیہ ۱۲۹۱۰
کسیقدر اسکی تشہیر ہو چکی ہے اور بایں ہمہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کی اکثر دلیلوں
کو غالباً آیات قرآنی اور احادیث حبیب رحمانی صلے اللہ علیہ وسلم میں غیر ظاہر المراد اور ضعیف ضعیف
بتا دیا اور اپنا نام اہلحدیث محدث مشہور کیا ہے نعوذ باللہ من الحور بعد الکور اللہ ارحم کے اختلافیات

* جیسا کہ حافظ محمد والد محی الدین نے یہ بیوپار جلیبی کا کر کھا ہے اور دینی کتابوں

ہیں ہم اہل سنت باشغال الہ جناب باریتعالی جناشانہ اور اسکے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی کہتے ہیں کہ چاروں برحق امام حق پر ہیں کیونکہ جس کا اجتہاد رضی الٰہی کے مطابق ہے تو اسکو دو ثواب ہیں اور احیاناً اگر کسی مجتہد کی تحقیق دلیل شرعی میں چوک بھی واقع ہوگئی تاہم ایک ثواب کا مستحق ہے جیسا کہ ادلہ شرعیہ سے ثابت اور بارہا مذکور ہو چکا ہے انصاف کرو جب شرع انکے بارہ میں یوں فرماتے تو وہ کون مسلمان ہے جو انکے دلائل اور مسائل کو ضعیف اور مخالف شرع بتائے اہل سنت سے خارج ہونیوالے تو جو جی چاہے کہیں ہم اہل سنت تو سب کے سلامی ہیں اور بسبب اجماع کے اپنے اپنے مذہب پر عمل ہے ہی دیکھو فضی صحابہ کبار کی بدگوئی اور عداوت سے اور خارجی اہل بیت اطہار کے بغض سے ایمان سے دست بردار ہیں اور فرقہ وہابیہ ائمہ مجتہدین اور اولیا متقدمین کی تحقیر اور توہین سواد اعظم کا برامت مرحومہ سے فرار ہوئے ہم اہل سنت مقلدان سب مقبولان جناب کبریائی اور برگزیدگان حضرت رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعاگو اور فرمان بردار ہیں مجتہدوں کی دلیلیں جب ان کے اجتہاد کے قوی ہیں انکے بعد راویوں سے اگر کوئی ضعیف درمیان واقع ہوگیا تو پچھلوں کے لیے ہرگز اصطلاح محدثین کے ضعف پیدا ہوگیا پچھلوں کو کیا نقصان ہے ان مراتب کیطرف دیکھنے سے شرع اجازت نہیں فرماتی ہے کہ اختلافی مسائل فروعی ائمہ اربعہ میں دراز نفسی اور زیادہ تحریر کیجاوے مگر غیر مقلدوں نے علمائے اہل سنت کو ناحق کشاکش اور بیہودہ بحث میں ڈالکر کام و ناکام ایسے تکرار پر متوجہ کر دیئے ہیں ورنہ ادھر جو ع اور ائمہ اربعہ کی ادا ہیں گفتگو فی نفس الامر بہتر نہیں جسکو حلاوت ایمان ہو اس کا اس پاس ادب پر ایقان ہو اللہ سبحانہ وتعالی جزا خیر عطا فرمائے امام شعرانی عارف صمدانی کو جس نے اپنی میزان کبری اور دوسری تصانیف میں بھی کیا حد اعتدال کو بھی مرعی رکھکر تمام اختلافی مسائل اربعہ میں عمل بفوجیت و رخصت و تشدید و تخفیف قرار دیکر سب مسائل مذاہب اربعہ کا عموماً اور مذہب حنفی کا خصوصاً رجوع اسلے الشرع کر دکھایا ہے جسکے مطالعہ سے چاروں اماموں کے اجتہاد اور استنباط اور قیاس میں نہایت خوبی اور خوش اسلوبی پائی جاتی ہے ایسے باادب بزرگواروں کی برکت سے دنیا قائم ہے ورنہ بے ادبوں کی شامت سے زمین و آسمان کبھی کے فاسد ہوجاتے و لنعم ما قیل

بیت انذا اجو بیم تو فیق ادب ✤ بے ادب محروم شد از لطف رب ✤ بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ✤ اور کیا اچھا فرمایا ہے ✤ ادب تاجیست از فضل الٰہی ✤ بنہ بر سر

ہر دہر جاکر خواہی ✤ فقیر کا منشا ان مسائل کی بابت ابتدا سے زیادہ تحریر کرنیکا نہیں رسالہ عمدۃ البیان فی اعلان مناقب النعمان میں جو نام تاریخی اسکا ہے اور اسی سال میں چھپا تھا لیکن مسائل کے دلائل بفضلہ تعالی بہت عمدگی سے حسب گنجایش حوصلہ اس رسالہ کے بیان کیے گئے ہیں جس سے منصف کو تسلی ہوتی ہے اور اس جگہ بھی طوالت کی حاجت نہیں کیونکہ جب سابقا اور اسی رسالہ سے تقلید شخصی کا ثبوت اور لزوم ثابت ہو چکا تو ناگزیر ہر شخص مسلمان کو اپنے مذہب کے موافق نماز ادا کرنا واجب ہے ابن حنفیہ علیہ امام کے پیچھے الحمد کیوں پڑھیں گے اور آمین بالجہر اور رسوا کن تحریر کے رفضیہ بن کیوں کر بنگے ان لوگوں کا عمل بالحدیث تو ان کاموں کے ترک کرنے میں ہی ہے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ مشائخ کبار مرشد اخیار شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ العزیز نے رسالہ سبعہ و سعادتین امام کے پیچھے الحمد پڑھنے سے بر رعایتی مذہب کو الحاد یعنے سخت بدمذہبی لکھا ہے چنانچہ اصل اسکی بارہویں توضیح کے اخیر منقول ہو چکی ہے مصرع گر حفظ مراتب نکنی زندیقی فقیر نے ان مسائل کے فریقین کے دلائل کی نقل میں جہاں تسامح دیکھا تو اسکے حاشیہ پر اعلام کر دیا تاکہ توضیح میں زیادہ لکھنے کی حاجت نہ ہو ضروری امروں کی فروگذاشت مشکل تھی ورنہ فقیر کو کسی کے تساہلوں کے اظہار سے شرم آتی ہے اور جو باتیں کہ انکی تحریر کی حاشیہ پر گنجایش نہ تھی اور غیر مقلدوں کی زبردستی اور ناحق پرستی نے وہ باتیں لکھوائیں تو ناگزیر انکا یہاں پر تحریر کرنا مناسب معلوم ہوا الضرورات تبیح المحظورات مسئلہ الحمد میں مناظر غیر مقلدین نے آیتہ کریمہ فاقرءوا ما تیسر من القرآن سے دلیل کو جو حنفی مذہب کی دلیل ہے اور حدیث ابوداود و منبر ۲ کو اس غرض سے نقل کیا تھا کہ مقدار ما تیسر من القرآن کا الحمد اور نیز کسی سورہ یا آیت کا پڑھنا یعنے حدیث کو آیتہ کی تفسیر قرار دیکر حنفی مذہب میں جو الحمد کا پڑھنا فرض نہیں سمجھا گیا اسکو حنفیوں کی دلیل سے ہی ثابت کر دکھایا اور حنفی مذہب کی اس کو بر خلاف حدیث بتایا اسپر علماء مقلدین نے کچھ اخذ نہ فرمایا اسلیے فقیر غیر مقلدین کی اس غرض میں غلط فہمی کا بیان کرتا ہے کہ حدیث اعرابی کی صحیحین غیر سہما میں موجود ہے اس میں ثُمَّ اقْرَءْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ہے یعنے پڑھ جتنا کہ آسان اور آمادہ ہے قرآن سے تیرے پاس اور تجھے یاد ہے کذا فی ترجمۃ الشیخ المحدث الدہلوی اور ابوداود کی یہی ایک روایت میں مثل عبارت صحیحین کی ہی ہے اور دوسری روایت میں جو الحمد اور کسی سورہ کا پڑھنا آیا ہے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ یہ اس

آیت کی تفسیر اور مراد ہے ہاں اگر آیت کو حدیث میں اول ذکر فرمائے اور بعد ازاں یہ عبارت مندرجہ دوسری روایت ابوداؤد لاتے جیسا کہ حدیث تفسیر میں دستور ہے تب بادب کہا جاتا کہ یہ اسکی تفسیر ہے اب تو دیندار منصف مزاج عالم کو یہی یقین ہے کہ بہت صحیح روایتوں میں اعرابی کو ما تیسر من القرآن پڑھنے کا حکم آیا ہے اور ایک روایت ابوداؤد میں الحمد اور کسی سورہ یا آیت کو اسکے ساتھ ضم کرنیکا بھی ارشاد ہوا ہے پس دو علاحدہ علاحدہ روایتوں کو ایک دوسری کی تفسیر بنانا راہ ناحق میں ٹکر مارنا ہے دیکھو صحیح بخاری کے باب فی کم یقرء القرآن وقول اللہ تعالی فاقرءوا ما تیسر منہ میں بصفحہ ۱۰۷ بسند ابن شبرمہ قاضی کوفہ جو اولی الامر میں سے تھے) لکھا ہے نظرت کیف الرجل من القرآن فلم اجد سورۃ اقل من ثلث آیات فقلت لا ینبغی لاحد ان یقرء اقل من ثلث آیات اور صحیح بخاری کی تین سترھویں نسخہ الباری اور عینی اور فتح میں من القرآن کے نیچے فی الصلاۃ لکھا ہے یعنے حضرت سفیان ثوری جو مجتہد ہیں اور اولیاء الملین سے ہیں کوفہ کے قاضی مجتہد ابن شبرمہ سے جو اولی الامر میں سے تھے نقل کرتے ہیں کہ ابن شبرمہ مجتہد نے کہا کہ میں نے غور کی کہ نماز میں کسقدر قرآن پڑھنا کفایت کرتا ہے یعنے فرض ہے پس میں نے کوئی سورۃ قرآن کی تین آیتوں سے کم نہ پائی پس میں نے کہا کہ کسی کو تین آیت سے کم پڑھنا روا نہیں ہے یعنے تین آیت قرآن کا نماز میں پڑھنا فرض ہے اور یہی مذہب امام صاحب کا ہے جو صحیح بخاری کی شرح سے بھی ثابت ہے پس غور کرو کہ اگر ما تیسر من القرآن کی تفسیر حدیث سے ثابت ہوتی کہ الحمد اور نیز کسی سورہ کا پڑھنا ہے تو امام بخاری اس روایت میں تین آیت کو اپنی صحیح بخاری میں کیوں درج کرتے الغرض غیر مقلدین نے چاہا تھا کہ امام المسلمین کے مذہب کو بروایت ابوداؤد تفصیلیہ طور پر ضعیف کریں بارتعالی مدد سے صحیح بخاری کی سند سے آپ کا مذہب قوی نکلا فالحمد للہ علی ذالک اب فقیر اسکا جواب مشرح لکھتا ہے جو ناظرین غیر مقلدین نے اپنے دلائل وجوب قراءت فاتحہ خلف الامام کے اخیر میں یہ عبارت لکھی ہے اور دلائل فریق ثانی سے کوئی ایسی دلیل نہیں ہے کہ جس میں قراءت فاتحہ کی خاصکر ممانعت ہو یا مفاد ہو۔ العبد محمی الدین عفی عنہ واضح رہے کہ مقلدین کی طرف سے جو منع قراءت خلف الامام پر دس دلیلیں پیش ہوئی ہیں در آیت سر پچھلے آٹھ حدیثوں میں سے پانچویں حدیث ترمذی کی جو درج ہے اور وہی حدیث امام مالک اور امام احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ رحمہم اللہ تعالی نے بھی نقل کی ہے اور جسکو ناظرین غیر مقلدین نے بھی تعلیم کیا ہے

یہ بن عبارت کہ حدیث صحیح ہے سکو ہم قبول کرتے ہیں اس میں صرف منازعت کی ممانعت ہے الحمد کے
پڑھنے کی ممانعت نہیں اتنے تو بحدیث کا مطلب ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوبجی
قرارت والی نماز سے فراغت پاکر استفسار فرمایا کہ تم میں سے کسینے میرے پیچھے قرآن پڑھا ہے ایک صحابی
نے عرض کی ہاں آپنے فرمایا کہ میں اپنے دلمیں کہہ رہا تھا کیا ہوا کہ میں قرآن میں جھگڑا کیا جاتا ہوں
یعنے نہیں پڑھتا ہوں اور کوئی میرے پیچھے نہیں پڑھتا ہے پس اس آپکے فرمانے سے صحابہ نماز میں آپ
کے پیچھے قرآن پڑھنے سے باز آگئے اب دیکھو کہ اس صحیح حدیث مقبول غیر مقلدین سے صاف ثابت ہے
کہ حضرت افصح الفصحا ابلغ البلغا سید الانبیا نے صلی اللہ علیہ وآلہ قدر عقل وکمال مقتدیون کو امام
کے پیچھے قرآن کے پڑھنے سے بلاغت کے طور پر منع فرمایا جس سے اشد منع ثابت ہوئی کما لا یخفے
علے الماہر بعلم المعانی والبیان ایسلیے صحابہ جو زبردست شناس اور کلام فہم تھے وہ قرارت خلف الامام
سے باز آگئے پھر اظہر من الشمس ہے کہ الحمد بھی قرآن میں سے ہے اگر بعضے غیر مقلدین سے مشہور ہے کہ
وہ کہتے ہیں کہ الحمد قرآن میں سے نہیں دعا اور قرآن کی شان سے ہے سو یہ انکی بے علمی اور بے دینی
ہے کیونکہ خود باریتعالی نے قرآن میں سورہ حجر کے اخیر فرمایا ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ
وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ اور بیشک ہم نے دین میں محکم سات آیتیں وظیفہ اور قرآن بڑے درجے
کا یعنے سورہ فاتحہ ہر سورہ قرآن ہے پر یہ سب سے بڑی ہے درجہ میں کما فی موضح القرآن واخرج
البخاری وترمذی عَنْ ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ام القرآن ھی السبع المثانی والقرآن العظیم کما فی الاتقان یعنے امام جلال الدین
سیوطی تفسیر اتقان میں صحیح بخاری اور جامع ترمذی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا الحمد جسکا نام ام القرآن ہے وہی سبع مثانی قرآن عظیم ہے اور علامہ جزری شافعی حصن حصین
میں صحیح بخاری اور ابوداؤد اور نسای اور ابن ماجہ سے لایا ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا ہے الفاتحۃ اعظم سورۃ من القرآن ھی السبع المثانی والقرآن العظیم
یعنے الحمد بڑے درجہ والی سورۃ قرآن سے ہے جسکا نام سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے انتہے اور الحمد
کو ام القرآن اور ام الکتاب کہنا اس وجہ سے ہے کہ عظم مسائل اور مضوبات قرآن کے اسمیں درج ہیں
جیسا کہ اہل تفاسیر نے اسکا بیان کیا ہے اس امر کو کسب لازم پکڑتا ہے کہ الحمد قرآن میں سے نہیں

دیکھو آیات محکمات کو بھی قرآن شریف میں ام الکتاب یعنی قرآن کی ماں کہا گیا ہے پس
کون مسلمان کہیگا کہ وہی قرآن مجید کا ہم معنی نعوذ باللہ من ذالک ہے جو شخص الحمد کے قرآن میں ہونے
سے منکر ہو وہ یقیناً ایمان سے مستغفر ہے اب الحمد اور تیسوں سیپارہ قرآن میں جزو اور کل خاص اور
عام کی نسبت پائی گئی ہے اور ہر عاقل کو یقین ہے کہ کل اور عام سے منع جزو اور خاص کو بطریق اولیٰ منع
ہوگی تو قرآن پڑھنے کے پیچھے امام کے ممانعت سے الحمد پڑھنے کی ممانعت بھی بطریق اولیٰ اور بڑی
متانت سے ثابت ہوئی مثل کسینے کہا یہ بکری بیگانی ہے بلا اجازت مالک اس سے انتفاع روا نہیں
پس وہ کون عاقل ہے جو کہیگا کہ اسکے دودھ پینے کی ممانعت نہیں افسوس ہے لوگ نیلوستان میں جاکر
علوم معقول پڑھکر اپنی مہارت کی دلیل سند پیش کرتے ہیں اور ادنی مسائل علم معقول بھی
نامعقول ثابت ہو رہے ہیں گویا کہ وہ سند ہیں غیر صرف انجام ہیں پس بخوبی ثابت ہوا کہ
شارع علیہ السلام نے امام کے پیچھے قرآن پڑھنے سے عموماً اور الحمد پڑھنے سے خصوصاً ممانعت
فرمائی ہے دوسری دو دلیل بھی سن لو کہ ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ نے بروایت ابوہریرہ
رضی اللہ تعالے عنہ اور صحیح مسلم میں بروایت ابوہریرہ فتاوہ رضی اللہ تعالی عنہما آیا ہے کہ امام مقتدیوں
اور پیروی کیے جانے کیواسطے ہے پس جب تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو واذا قرء فانصتوا اور جب قرارت
پڑھے تم چپکے رہو انتہی اور صحیح مسلم میں حضرت زید رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ کسی نماز
میں بھی امام کے پیچھے قرارت نہیں ہے انتہی ان دلائل قاطعہ پر بنیاد کر کے امام اعظم رضی اللہ تعالے
عنہ اور اضراء عنا کا یہی قول ہے کہ نماز سری ہو یا جہری مقتدی قرآن میں سے کچھ بھی نہ پڑھے پس وہ صف
ان حجج ساطعہ کے اگر مولوی محی الدین نئے محدث کہیں جاویں کہ الحمد امام کے پیچھے پڑھنے کی
ممانعت نہیں ہے تو عقلاء کے نزدیک اسے اضداد ہونے کے کچھ اور متصور نہیں ہے اور صحابہ کبار
سے جسقدر قرارت خلف الامام میں وعیدیں تہدیدیں مروی ہیں انکے لکھنے سے ایک دوسرا
رسالہ مرتب ہوجاتا ہے علماء مقلدین نے ان میں سے کئی روائتیں نقل کی ہیں اور نہایت معتبر اور
عرب کی مستند کتابوں میں ہے جیسا کہ علامہ سید ابن عابدین نقل خزائن الاسرار حاکم محتہد
کی کتاب کافی سے لکھتے ہیں کہ اسی صحابہ کبار کا فتوی ہے کہ امام کے پیچھے قرآن کا پڑھنا منع ہے
اور ان صحابہ میں امیر المومنین علی اور عبادلہ ثلثہ بھی درج ہیں رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین

اور الحدیث نے اپنے نام سے بھی لکھے ہیں کذافی رد المحتار وغیرہ اور فقیر کا تب الحروف نے ایک کتاب دیکھی جسمیں علماء بخارے خراسان نے ان صحابہ کے اسامی گرامی لکھے ہیں جنمیں چہار یار کبار رضی اللہ عنہم اور بہت سے مجتہدین صحابہ ہیں اور مولانا علی قاری شرح موطا امام محمد میں لکھتے ہیں کہ کرمانی شعبی سے نقل کرتا ہے کہ اسنے کہا کہ میں ستر بدری صحابیوں کی زیارت کی وہ سب امام کے پیچھے قرآن شریف کے پڑھنے سے منع کرتے تھے انتہے اگر کوئی کہے کہ بیشک قران کا پڑھنا پیچھے امام کے منع ہے مگر الحمد اس سے مستثنا ہے بدلیل حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ جو بہ ممبر غیر مقلدین نے اپنے دلائل میں نقل کی اور وہ نص ہے امام کے پیچھے الحمد پڑھنے میں تو اسکا جواب یہ ہے کہ ضعف اور ناقابل احتجاج ہونا اسحدیث کا علماء کبار نے بخوبی بیان کیا ہے جیسا کہ شمہ اسکا علماء مقلدین نے شرح میں ذکر کر دیا ہے اگرچہ نواب صاحب بہادر بہوپال نے اپنی تصانیف میں اسحدیث کی صحیح ہونے میں بڑا زور شور کیا ہے مگر حق یہی ہے کہ جس حدیث کے راویوں میں ایک راوی شیعہ اور قدریہ ہو جنکی قباحتیں اور شناعتیں صحاح ستہ میں وارد ہیں جیسا کہ مشکوۃ کے ابتداء باب الایمان بالقدر میں اور شرح سفر السعادت کے خاتمہ میں اسکا مفصل بیان ہے تو ایسی حدیث کو کب طاقت ہو سکتی ہے کہ حدیث صحیحہ قویہ کا جو منع قراءت میں پیچھے امام کے نص ہیں معارضہ کرے فافہم والنصف فان الانصاف من احسن الاوصاف رسالہ ظل الغمام فی مسئلۃ القراءۃ خلف الامام مطبوعہ نظامی میں حدیث عبادہ کا ناقابل احتجاج ہونا اور اس مسئلہ میں غیر مقلدوں کے جھوٹھ وافترا خوب بیان کئے ہیں من شاء فلینظر اب اگر غیر مقلدین کہیں کہ اس بیان سے لازم آیا کہ بنیاد مذہب شافعی وحنبلی کی مسئلہ فاتحہ خلف الامام میں نہایت ضعیف حدیث پر ہے تو ہم جواب میں کہینگے کہ ہمارا مقابلہ تو غیر مقلدوں سے ہے جو سبیل المومنین اور سواد اعظم سے خارج ہیں نہ شافعی حنبلیوں سے کہ وہ سب اہل سنت ہیں انکے امام کا حنفی الاجتہاد اگر ثابت ہوگا ہم ایک نیکی کے مستحق ہیں اور انکے مقلدین کو بھی ہمیں تجھ خطرہ نہیں ہے جیسا کہ پہلے توضیح میں اسکا ذکر آچکا ہے اور ہدایہ اور اسکی شرح کفایہ وغیرہ میں بھی اسکی تحقیق قرات حدیث سے موجود ہے باقی رہا یہ کہ شہرہ ہو رہا ہے کہ امام محمد شاگرد امام اعظم رضی اللہ عنہما کا نزدیک قرات خلف الامام تحسین ہے کما فی الہدایہ تو حنفیوں کے نزدیک بھی فاتحہ پیچھے امام کے مستحب بطریق افقہ کہتا ہے

کہ اس مصوبہ سے غیر مقلدین کو تو مجال کفتگو ہوتی تھی علماء مقلدین سے بھی بعضے اس سوال سے بچا
ہوئے ہیں اور امر واقعی کو نہیں سوچتے اور وہ یہ ہے کہ امام محمد کے نزدیک بھی مثل امام اعظم و ابو یوسف
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے امام کے پیچھے الحمد کا پڑھنا منع ہے کیونکہ امام محمد نے بھی کتاب الآثار میں لکھا ہے
کہ کسی نماز میں بھی خواہ سری خواہ جہری قرأت خلف الامام روا نہیں ہے جیسا کہ فتح القدیر شرح ہدایہ
اور در مختار اور رد المحتار وغیرہا میں اسکی اسناد موجود ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ میں
لکھتے ہیں کہ حق یہی ہے پس ثابت ہوا کہ روایت مذکورہ کتاب الآثار کی ضعیف ہے اور کیوں ضعیف نہ ہو جبکہ
موطا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ میں بھی موجود ہے کہ لا قراءۃ خلف الامام فیما یجہر ولا فیما لم یجہر بذلک جلد
عامۃ الآثار و ہو قول ابی حنیفۃ انتہی اور امام کے پیچھے الحمد کے پڑھنے سے حنفی مذہب والوں کی نماز مکروہ
تحریمہ ہوتی ہے اور بقول بعضے نماز ٹوٹ بھی جاتی ہے کذا فی الدر المختار وغیرہ اور احادیث میں غور کرنے سے
کوئی محقق ہو جاتا ہے کہ صحابہ نے فضائل الحمد پر نظر کر کے اپنے اجتہاد سے امام کے پیچھے اسکا پڑھنا شروع کر دیا تھا
جب حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معلوم کیا تو منع فرما دیا کذا فی انتہاج الحاجہ حاشیہ
ابن ماجہ للشیخ المحدث الدہلوی ثم المدنی مولانا عبد الغنی رحمہ اللہ تعالیٰ فقیر کہتا ہے کہ یہ تحقیق
بہت دلچسپ ہے پس جبکہ یہ بھی ہمیں پہنچی وہ ممتنع ہو گئی جنکو یہ پہنچی وہ بدستور پڑھتے رہے فافہم مشکل جھجھر
آمین اور رفع یدین میں علماء مقلدین نے عمدہ طور سے جواب لکھا ہے اور فقیر کا منشا تو یہی ہے کہ دوسرے
اماموں کے مقلد بیشک کام کئے جاویں اور حنفی نہ کریں کیونکہ منع ہے اور جو لوگ نہیں کرتے غلط ملط کرتے ہیں
ہیں رحمت الٰہی سے محروم ہیں کمافی التوضیح العاشر اور رسوخ الانصاف حنفی مذہب کی دلیلیں
قوی ہیں کتاب کنز مدفون میں جسکو مصر کے مطبع امام سیوطی کی تصنیف کہا ہے اور کشف الظنون
میں کنز مدفون کو مولانا یونس کی تصنیف لکھا ہے اور یہی حق ہے کما کتبہ ہیں کفوا ایدیکم وا قیموا
الصلوٰۃ یعنے اپنے ہاتھ نہ پڑھو اور قائم کرو نماز ہمارے اس آیت سے منع رفعیدین مستنبط ہو سکتی ہے دیکھو
یہ نصوص کی بول چال ہے اور غیر مقلدین کی یہ ضد کمال ہے کہ حنفی مذہب کے پیچھے پڑ گئے اور عوام وہابی
وغیرہ کو بہکا رہے ہیں ابتدا اسکا پنجاب میں یوں ہوئی کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے دو سو روپیہ ماہوار تنخواہ
اشتہار چھپوا کر اپنی چالاکی دکھلائی اور رفعیدین اور آمین بالجہر و فاتحہ خلف الامام و بالاخر اف
ہاتھ باندھنے کے جواب باصواب نیچہ والوں کو ہمیدالعام نسائی نے قرآن کی ہوا نہ چلنے دی کفار کے

کے مقابلہ میں کوئی اشتہار نہیں چھپوایا تھا اب مولوی اسمٰعیل بڑھ کر مسلمانوں کے مقابلہ میں اشتہار عام چھپوا رہے ہیں بہت سے دیندار عالموں نے اس اشتہار کے جواب لکھے جو کئی چھپکر مشتہر ہوئے مولانا محمد ارشاد حسین صاحب فاضل رامپور کے شاگرد مولوی محمد سلامت اللہ صاحب نے بھی عمدہ جواب بنام تحفۂ الانتصاف فی جواب الاشتہار لکھا جس میں تیس حدیثوں کے فاتحہ خلف الامام پڑھنے کی ممانعت اور بائیس حدیثوں سے رفعیدین سے اعتکبیر تحریمہ مسنون ہونے کا ثبوت کو پہونچائی اور احادیث عدم رفع کا رفعیدین سے پیچھے ہونے کا کافی ثبوت دیا اور چار حدیث دوبارہ وجہ استحباب اخفاء آمین متعلق کیا اور چار حدیث سے زیر ناف ہاتھوں کا باندھنا نماز میں ظاہر کر دیا اور دو سو سوالات کے جوابات بھی بہت عمدگی اور شائستگی سے دئے اللہ سبحانہ وتعالےٰ ایسے حامیان دین متین کی جزائے خیر عطا فرمائے پھر مولوی محمد عمر صاحب رامپوری اور مولوی حبیب اللہ صاحب شاہجہانپوری نے اس اشتہار کے جواب میں رسالہ عشرہ بمشرہ ۲۳۰ صفحہ کا مدلل لکھکر امرتسر میں چھپوایا علیٰ ہذا القیاس فقیر نے قریب دس رسالوں کے اس اشتہار کے رد میں دیکھے ہیں اب مشتہر نے کہ مولوی محمد حسین صاحب ان مسائل کے مشتہر ہونے سے بی اتفاقی اہل اسلام دیکھکر حنفیوں کے ساتھ یہ دوکہ سے باز آگیا ہے بلکہ ان مسائل کو مشتہر کرنے سے پچھتاگیا ہے مگر غیر مقلد اب بھی نہیں سنبھلتے اور اسکے حق میں کلمات ناشائستہ کہتے ہیں جیسا کہ محی الدین لکھوی نے اس کے حق میں بہت کم وبیش لکھا ہے حق تو یہ ہے کہ پہلے سے تنسیب فراز کا سوچنا بہتر ہوتا ہے ؎ مرد آخر بین مبارک بندہ ایست ۔ اب فقیر جواب لکھتا ہے اسباب تمسک غیر مقلدین نے لکھا ہے کہ شاہ عبد العزیز موحد تقلید شخصی کے قائل نہیں ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ سوال توضیح میں تفسیر فتح العزیز اور جواب سوالات شاہ بخاری سے جو شہرہ آفاق تالیفات حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ سے ہیں لکھا گیا ہے کہ اطاعت مجتہدین کی مقلدین پر بحکم باری تعالیٰ واجب ہے اور بلا ضرورت انتقال کرنا ایک مذہب سے طرف دوسرے مذہب کی عبث اور قریب بحرام ہے اور نیز تحفہ اثنا عشریہ ردّ شیعہ میں حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اہل سنت کی شریعت میں پیشوا چار امام ہیں اور رئیس المجتہدین امام اعظم ہیں جیسا کہ وہ عبارت بجنسہٖ فقیر نے رسالہ ہدیۃ الشیعتین میں درج کی ہے اور اب اسکے حاشیہ پر نقل کرتا ہوں اور نیز فقیر کے قبلہ وکعبہ میاں صاحب قصوری قدس سرہٗ ایک سال کامل دہلی میں رہے اور حضرت شاہ صاحب مرحوم سے بھی اجازت نامی حدیث اور تفسیر کے حاصل کئے

آپ کی بانی اور بزرگی دوسکر معتبرین کے بیان سے متحقق ہوا کہ حضرت شاہ صاحب حنفی مذہب کے موجب عبادت
اور معاملات میں کاربند تھے اور اسی مذہب کے فتوی دیتے تھے پس ان وجوہ سے براہیکے غیر مقلدین کا قول
کہ یہ غیر مقلد تھے سوا بہتان عظیم کے کچھ اور مقصود نہیں اللہ تعالے ان کو شرم نصیب کرے پھر جو
مناظر غیر مقلدین نے قولی حدیث امر فعیدین کے بارہ میں صَلُّوا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ پیش
کی ہے یا وصیفکہ یہ بھی اقرار کیا ہے کہ ایام صدر اس حکم میں معلوم نہیں کہ آپنے رفع یدین کی تھی یا نہیں
تو یہ حدیث کو امر قولی قرار دیا ہے نہایت پاسداری سخن یا واقعی علم حدیث سے بے بہرہ ہونا صاف
حدیث قولی ہوتی اگر یوں فرماتا اِرْفَعُوْا اَیْدِیَکُمْ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْہُ سو ایسا
تو کہیں نہیں ہے اور کوئی حدیث قولی نہیں اگر ہمارے کہی نہیں مانتے تو تمہارے مرشد کا فرزند مولوی
عبد الجبار رسالہ تصحیح الامام علی تحقیق الکلام کے صفحہ ۱۰ میں جو لکھتے ہیں سو پر ہی ایمان لاؤ
وہ عبارت بہت مسائل شرعی میں کہ افعال شارع نے کئے اور اس پر ترغیب تاکید
نہیں فرمائی مگر مصنف جہال اہل حدیث کے نزدیک مستحبات و مندوبات سے ہیں مثلاً رفعیدین خفای بسملہ کے
قولہ مصنف واجب ہے جو ان مسائل میں سے ایک مسئلہ پر ترغیب و تاکید ثابت کرے انتہی جب فعیدین پر بموجب
اقبال شد زادہ مناظر غیر مقلدین کے ترغیب من جانب شارع علیہ السلام نہ ہوئی تو رفعیدین کی حدیث
کا قولی ثابت کرنا صرف اتباع ہوا و نفسانی ہے اب باقی رہا جواب اس دعوے کا کہ غیر مقلدین کل جو عوام
دیکھتے ہیں کہ حنفی لوگ حضرت پیران پیر کو زبان سے مانتے ہیں اور رفعیدین و آمین بالجہر وغیرہ میں ان کا انباع
نہیں کرتے ہیں دیکھو غنیۃ الطالبین میں اونہوں نے ان کاموں کو مستحب لکھا ہے سو اسکی جواب میں
فقیر لکھتا ہے کہ ہم لوگ حنفی مسلمان تو حضرت غوث الاعظم اپنے پیر و مستگیر رضی اللہ عنہ کی فرمانبرداری
اور پیروی کر کے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تقلید سے باہر نہیں جاتے اور رفعیدین وغیرہ
عمل میں نہیں لاتے کیونکہ ہمارے پیران پیر صاحب اپنے مذہب حنبلی پر پکے رہے باوجودیکہ درجہ
مجتہد انہ رکھتے تھے تاہم بنظر انتظام اسلام حنبلی مذہب کی تقلید میں رہے اور دعا کرتے
رہے کہ اللہ تعالے ہر فرقہ ناجیہ میں اپنی رحمت سے رکھے اور اسی فرقہ میں خاتمہ بالخیر کرے جیسا کہ اسی غنیۃ الطالبین
کی فصل ذکر فرق ضالہ کے اخیر میں موجود ہے تو ہم لوگ الحمد للہ تاج اور حدیث کو تکر اپنے مذہب کی پابندی اور
اتباع نہ کریں ضرور ہمیں واجب و لازم ہے کہ اپنے مذہب حنفی میں پکے رہیں کہ اس میں اطاعت

باتیعالی ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشائخ طریقت کے ہے اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل
اسلام خواص وعوام کے متبوع کیون نہون جب انکی تعریفین اور فضیلتین صحیح حدیثون مین موجود ہین
صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وطبرانی نے بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ
روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو فارسیون کے مرد اسے
پکر لیتے اور ابو نعیم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور شیرازی اور طبرانی نے قیس بن سعد سے رضی اللہ
عنہ یون روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر علم دین ثریا کے پاس لٹکا ہوتا تو فارسیون کے مرد اسے
پکر لیتے اور ایک روایت صحیح مسلم مین یون آیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس
ہوتا تو ایک مرد فارسیون سے اسے آتا اور ایک روایت صحیح بخاری ومسلم مین یون ہے کہ آپ نے
فرمایا مجھے قسم ہے اس خدا پاک کی جسکے ید مین میری جان ہے اگر دین ثریا کے پاس ہوتا تو فارسیون
سے ایک مرد اسے پکر لیتا اب تو کہ امام الحدیث جلال الدین سیوطی شافعی کہتے ہین کہ اس حدیث نہایت صحیح
مین شامل امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیطرف ہے کیونکہ امام صاحب کی جد کلان بقول جمہور فارسیون
سے تھے اور مواہب کے حاشیہ شیر البلسی مین علامہ شامی سے نقل کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ
ہمارے استاذ امام سیوطی نے جو مراد اس حدیث سے امام اعظم رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے درست ہے اس لئے
کہ فارسیون مین علم دین کا ماہر کوئی امام صاحب جیسا نہین ہوا ہے یہ سارا مذکور کتاب التحفہ مین بسط
سے مسطور ہے حضرت مخدوم علی بن عثمان ہجویری معروف بحضرت گنج بخش لاہوری (جنکی مزار فائض
الانوار پر بہت سے اولیاء کبار مثل حضرت چراغ ہند خواجہ خواجگان معین الدین چشتی اور خواجہ قطب
فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین چلہ کر کے فیض یاب ہوئے ہین) اپنی کتاب کشف المحجوب مین
لکھتے ہین کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ باب بنی شیبہ سے تشریف لاتے
ہین اور ایک بوڑھے آدمی کو بڑی شفقت سے بغلون مین لیا ہوا ہے مین آپکے قدمون مین
گرا اور بوسہ دیا اور دل مین تعجب تھا کہ یہ شخص کون ہے جسکو آپ اپنے گود مین لئے ہوئے ہین آپنے میرے
دل کا خیال معلوم فرما کر جواب دیا کہ یہ میرے دوست ملک کا امام ہے ابوحنیفہ نعمان اس سے معلوم کیا کہ امام صاحب
کا مذہب سب مذہبون سے بیخطا اور اعلیٰ ہے پھر آگے لکھتے ہین کہ حضرت یحیی بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ کو خواب مین دیکھا اور عرض کی اَیْنَ اَطْلُبُكَ یعنے مین حضور کو کہان

ڈھونڈوں قال عند علم ابی حنیفۃ فرمایا ابو حنیفہ کی کتابوں میں یعنے فقہ حنفی کی کتابوں کے پڑھنے اور عمل کرنے سے میری مشکلات میسر آتی ہے پس بے اندازہ شکر ہے اس منعم حقیقی کا جسکی توفیق سے ہم لوگ بعد اسلام لانے کے حضرت امام اعظم اور جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہما کے مذہب اور مرید ہی میں داخل ہوکر یہ نجات کا بھاری ذریعہ ہے اللہ تعالی قبول فرمائے اور اس وسیلہ خلاص کرے ہم سے نہ چھوٹے اور کیوں چھینا جاویگا جب ہم اسکا حتی الامکان شکریہ ادا کرتے ہیں قولہ تعالی ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ یعنے اللہ تعالے جو نعمت کسی قوم پر عطا فرماتا ہے تو اسکو خود نہیں بدلتا ہے جب تک کہ وہ لوگ اسکو نہیں بدلتے۔ اللہ سبحانہ تعالے سب کے راہ راست پر چلنے اور اپنی نعمتوں کے شکر کی توفیق عطا فرماوے آمین یا رب العالمین ۵ دوم ترازو گنج مقصود نشان ۵ آئندہ تو مختار رستی ندہی ۵ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین اللّٰھم تقبل منی انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ علی خیر خلقہ وحبیبہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین بارتعالی کے فضل وکرم سے یہ رسالہ جسکا نام تاریخی ہجری فصلی توضیح دلائل وتصریح ابحاث فریدیہ کوٹ ہے ختم ہوا جناب ماجد صاحب فرزند سعادت نشان حضرت تحصیلدار ہند برار بنس بہادر والی ریاست فرید کوٹ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کی عنایا نوازی اور کمال قدرشناسی کا یہ نتیجہ ہوا جبتک کہ یہ آسمان سارا جہاں قائم ہے تب تک اس سالہ ہدیت مقالہ میں آپکا ذکر خیر دائم ہے اور نیز بہت لوگ راہ راست پر آجاوینگے ۵

نیاند کس اندر جہان کو بماند ۔۔۔ مگر آن کز و نام نیکو بماند

والعاقبۃ للمتقوی

تمت

مدحیہ امام اعظم رضی اللہ عنہ	پیشوائے اہل سنت ان امام اعظم ست	آنکہ در علم وعمل از ہمہ عالم اعلم ست
زہرہ ارباب جہد وجہتہاد شرع دین	خضر وقت ومسند آرائے نبس جن وآدمیست	مذہب او کاربار حضرت یزدانیست
ملت او شمع راہ مردان عالم ست	شد سراج امت حضرت رسول ہاشمی	اعلم او بزرخم نادانی مثال مرہم ست
تشنگان وادی جہل وضلالت را بنید	کعبۂ اسلام اعظم ہر چہ جاہ مزم ست	گرچہ قرن تابعی وقت ظہور او شد

از اجلاس فرزند سعادت نشان حضرت قیصر ہند راجہ بکرم سنگھ صاحب بہادر والی ریاست فرید کوٹ

واقعہ ۲۹ ستمبر ۱۸۸۳ء

یہ رسالہ جسکا نام تاریخی تصریح اسجاب ۱۹۰۰ فرید کوٹ ہے اول سے آخر تک گیا اسکی توضیحات سے حق بخوبی ظاہر ہے اور کیوں نہو جبکہ ایک عالم عالی خاندان اور فاضل الاادو مان جبر بحریر مولا مولوی غلام دستگیر صاحب ہاشمی قصوری نے جنکی علمیت و قابلیت انکی تصانیف مشہورہ سے ظاہر ہے جسب منشاء حضور انجناب کی اس رسالہ کو مرتب کیا اور حضور نجناب کو ان مولوی صاحب کے علم و فضل پر قطع نظر سچے انصاف و زری حق پسندی عقلمندی بہت حسن ظن ہے بہت خوشی کی بات ہوئی کہ اُن کی ترتیب اور تکمیل سے رسالہ موصوفہ مرتب اور مکمل ہوا اہل حق قدردان خود ہی دیکھ کر محفوظ ہونگے جنوری ۱۸۸۳ء میں یہ مقدمہ ہمارے روبرو پیش ہوا اکثیر علماء فریقین نے ایک مہینہ سے زیادہ مدت تک بحث کی جس کی ضرور کیفیت سابق اشتہار مطبوعہ ۱۱ فروری ۱۸۸۳ء میں درج ہو چکی ہے اور اس رسالہ میں بہت تشریح اور توضیح سے مندرج ہے) ہمنے بلحاظ رفاہ عام و ترفیہ عباد و سائر انام بہت غور سے تقریرات و تحریرات جانبین میں غور کی اور جو کتابیں فریقین نے اپنے اپنے مدعا کی تائید میں پیش کیں انکو بخوبی دیکھا بھالا گیا تو ظاہر ہوا کہ مدت صدہا سال سے دین اسلام میں چار مذہب حنفی مالکی شافعی حنبلی حسب اجازت شرع رائج ہیں اور وہ چاروں حق ہیں اور جمہور اور جم غفیر اہل اسلام خواص و عوام علماء و بادشاہان با احترام نے ان چار مذہبوں سے کوئی نہ کوئی مذہب ہی اختیار کیا کیونکہ یہی راستہ بہشت کا معلوم ہوا تو ہماری رائے میں یہی امر پسندیدہ و سنجیدہ پایا گیا کہ ہر شخص مسلمانوں سے کسی ایک مذہب کی تقلید اور اتباع مذاہب اربعہ میں سے کرے کیا معنے کہ اہل

اسلام طلبگار اور مستدعی نجات اخروی کے ہیں اور ان چاروں مذہبوں میں سے کسی ایک مذہب سے متمذہب ہونا حصول نجات اخروی کا سبب ہے پس لازم اور واجب ہوا کہ ایک مذہب کی اتباع اور تقلید کیجاوے اور اپنے اپنے مذہب کے مطابق نماز روزہ وغیرہ عبادات میں عمل درآمد کرنا چاہئے حنفیوں کو رفع یدین و آمین بالجہر نماز میں اور نیز قرأت فاتحہ خلف الامام نہ چاہئے جبکہ ہر مذہب میں اب ایسا بعوض عمل بقرآن و حدیث موجود ہے اسلئے کہ مجتہدین دین نے جو استنباط و قیاس کیا ہے آیت و حدیث و اجماع سے ہی لیا ہے اسپر انکا قیاس چوتھی دلیل ٹھیرا تو اب ان مجتہدوں کی راہ رسم سے انحراف کرکے تردد تذبذب میں جانا اور سواد اعظم و سبیل المومنین سے باہر رہکر عامل بالحدیث نام رکھانا سوائے خود روی اور خود پسندی کے کچھ اور متصور نہیں ہے جب ہزار اکابر اہل اسلام نے انہیں مذہبوں پر مدار رکھا تو فی الحال کے علماء کو کب جائز ہوگی کہ مقابلہ ان مذاہب کے علیحدہ طریق اختیار کریں اور مطعون اولی الالباب بنیں ہمارے اس لکھنے سے کوئی غیر مقلد ہمسے ناراض نہوں کیونکہ ہمارا علاقہ دریا سے ہیں جب یہ مقدمہ ثابت ہوا اور جانبین کی دلیلیں دیکھیں گئیں پھر جس طرف غلبہ و ترجیح دریافت ہوا بموجب اسکے فیصلہ میں اپنی رائے کا اظہار کرنا تقاضائے انصاف اور داد رسانی سے ہے چنانچہ سب مقدمات میں یہی حکم کیطرف سے فیصلے ہوتے ہیں یہ خیال کرنا چاہئے کہ مذہبی معاملات اور علمی باتوں میں دوسرے دین و دنیا کے معاملوں کا کیا دسترس ہے کیونکہ جب تک کسی معاملہ کی ماہیت اور وجوہ دریافت نہ کی جاویں تب تک بیشک اس معاملہ میں رائے نہیں دیجا سکتی ہے اور درصورتیکہ جس سرزمین کا مقدمہ تھا وہاں کے بہت سے واقف کاروں اور معاملہ شناسوں نے اپنے اپنے وجوہ پیش کئے اور بہت دنوں تک ان میں غور کی اور عقل خداداد کی اجازت سے غالب جانب کیطرف رائے دی گئی تو اب ہر ایک دانشمند اس امر کو بیجا تصور نہ کرسکیگا بلکہ فی نفس الامر سب فی وی العقول کے نزدیک یہ سخت بیجا ہے کہ ایک امر مشروع رائج اہل اسلام عنی تقلید کسی ایک امام سے کنارہ کشی کرکے اپنے آپکو موحد بیانا اور دوسرے سب مسلمانوں کو جو وہی سب بھی بخوبی دعوی توحید رکھتے ہیں بدعتی اور مخالف شرع جانکر ایک واجبی امر کو ناواجبی ماننا حالانکہ خود ایسا رویہ اختیار کیا ہے جسکو چار مذہب کے علماء خصوص حرمین شریفین کے فضلاء سب کے سب پسند و مطعون جانتے ہیں جیسا پیشتر یہ ذکر

اس اشتہار ۱۱ فروری ۱۸۸۳ء میں بھی درج ہو چکا ہے علاوہ بران واقعی واقعہ کو خلاف
واقعہ بنانا چنانچہ مولوی نور احمد لکھوی) نے جسکو خوارق سے ہرادنی واعلے واقف ہیں اشتہار
مطبوعہ لودہیانہ میں بے اعتدالی کی ہے جسکو قطع نظر دیندار دں کی مضر دانشمند لوگ بھی پسند کرتے ہیں
سچ ہے خدا فہم ہر سے گونا ترشید سے لوگ ہنسی کھلی میں پڑ کر مرغوب طبع نارسا جاتے ہیں لیکن مہذب و مروب
انسان اس شیوہ نامرضیہ کو نہایت ہی قبیح جانتے ہیں وہ اشتہار مطبوعہ ۱۱ فروری ۱۸۸۳ء جو سابق علاوہ
طبع چسپکر شتہر ہوا تھا اب پھر اسکی نقل اس رسالہ کے صفحہ ۱۹۳ کے حاشیہ پر درج ہوئی ہے اور پھر اشتہار
بابت تاکید نماز اور ظاہر کرنے سخت گناہ ہونے بے نمازی کے علاوہ طور پر شتہر کیا جاتا ہے کہ وہ مسائل
رسالہ ہذا میں درج ہیں مگر سہولیت سے انہیں ضروری مسائل پر آگہی حاصل کرانیکی غرض سے علاحدہ
کرکے چھپوایا ہے تاکہ سب مسلمانوں کو فائدہ عظیم حاصل ہو رعایا کے مصالح دینوی اور دینی کی
نگرانی کرنی حکام کے مکارم اخلاق اور محاسن اشفاق میں داخل ہے فقط

۱۸۲

۵۱- اس اشتہار کی بابت مولوی نور احمد مخلص فیروزپور کی کچہری میں تین سو روپیہ جرمانہ ہوکر
پھر اپیل سے ۵۰ روپیہ معاف ہوکر دو سو پچاس روپیہ بحال رہا ۱۲

ترجمہ فتوی عربی مفتیان مکہ معظمہ بر وجوب تقلید شخصی منقولہ حیاتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہین علماء مکہ مکرمہ اس باب مین کہ ہمارے زمانہ مین عامی کو ایک مجتہد کے چار امامون سے تقلید واجب ہے یا جسکی چاہے علماء سے تقلید کرلے اور صورت تقلید ایک امام کی تقلید واجب ہونے کی کیا تقلید شخصی یعنے ایک ہی امام کی پیروی سب فرض وقت مین جائز ہے یا نہین بینوا توجروا والجواب سب حمد مین خدا سے یکتا ہے کے لیے خاص ہین جہان کو مدد گار سے توفیق اور مدد کو خواستگار ہون بیشک ہمارے زمانہ مین ایک امام کی ائمہ اربعہ مین سے تقلید واجب ہے اسپر جو وجہ اجتہاد کو نہ پہونچے اور تحقیق تقلید شخصی جائز اور پسندیدہ بلکہ حنفیون شافیون کے نزدیک لازم پہلی بات یعنی ائمہ اربعہ مین سے ایک امام کی تقلید کے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ ہر چند ان چار اماموں کو سوا کسی دسرے مجتہد کی تقلید بھی عقلاً شائع مگا جائز ہے مگر چونکہ سوا ان چار اماموں کے کسیکے مذہب کی تدوین اور قواعد کے ضبط اور حکمون کا استقرار اور سب فروع کی تحریر عمل مین نہین آئی ہے اسلئے ایک مجتہد کی چار اماموں سے تقلید واجب ہے کیونکہ ان کے مذاہب بخوبی مدون ہوگئے ہین اور قاعدے مضبوط اور احکام مقرر اور بھی انکے تابعون سے مسائل عمدگی سے لکھے گئے ہین یہانتک کہ ہر جزئی خواہ اجمالاً خواہ تفصیلاً منصوص ہے اور امام محقق ابن الہمام نے کتاب تحریر الاصول کملہ مین امام الحرمین سے نقل کیا ہے کہ متقدمین کا اجماع ہے اسپر کہ عام مسلمان صحابہ کبار کی تقلید سے منع کئے جاوین بلکہ تقلید کیجاوے کی کریں جنہون نے امتحان کے مسائل بنائے اور پھر مذہب بنا کر ان کا ایجاد اور اسی بنیاد پر ہے جو بعض متاخرین نے چار اماموں کے سوا کسی اور کی تقلید کو منع فرمایا ہے اسلئے کہ انہین چار مذہبون مین ضبط اور تقیید اور تخصیص موجود ہے چنانچہ ایسا انتظام کسی اور مذہب مین نہین ہے کیونکہ انکا تار کہیں نہین ہے اور تصریح متاخرین کی صحیح ہے انتہی اور محقق ابن

ابن نجیم مصری نے بھی اشباہ سے پہلے فن کے پہلے قاعدے مین تحریر سے نقل کیا ہے کہ ان چاروں
مذہبوں کے مخالف پر عمل کرنے مین اجماعی ممانعت ہوتی ہے اور علامہ سید احمد طحطاوی نے
حاشیہ درمختار پر کتاب الذبائح مین بعضے مفسرین سے نقل کیا ہے کہ سب مسلمانون پر فرقہ
ناجیہ اہل سنت کی اتباع لازم ہے اسواسطے کہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور حفظ اور توفیق اہل
سنت کے موافق مین ہے اور غضب و عذاب الٰہی و رسوائی اہل سنت کی مخالفت مین ہے اور یہ
فرقہ ناجیہ آج چار مذہبون مین منحصر ہے یعنی حنفی مالکی شافعی حنبلی اور جو شخص ان چار مذہب
سے خارج ہے وہ بدعتی اور نارسی ہے انتہے اور محقق ابن حجر مکی فتح مبین مین جو امام نووی
کی اربعین کی شرح ہے بذیل حدیث بیالیس لکھتے ہین لیکن ہمارے زمانہ مین بس بعضے الماموں
دین نے فرمایا ہے کہ چار اماموں کے سوا کسی دوسرے کی تقلید نہ رواہے کیونکہ ائمہ اربعہ کے مذہب
کے قاعدے مشہور اور احکام مقرر ہین اور انکے تابعون نے ہر فرع اور حکم کا لکھدیا ہے کوئی
حکم غیر منصوص نہین خواہ اجمالاً ہو یا تفصیلاً بر خلاف دوسرے مذہبون کے کہ ایسے
محرر اور مدون نہین نہ انکے قواعد مشہور ہین جن سے احکام نکالے جاوین پس انکے محفوظ
احکام مین بھی تقلید روا نہ ہوئی کیونکہ کبھی کوئی بات کسی ایسی شرط سے مشروط ہوتی ہے جو انکے
قواعد سے مفہوم ہے یعنی صریح مذکور نہین پس قید اور شرط محفوظ کا بھی اعتبار کم ہو گیا
تو انکی اب تقلید جائز نہ ہوئی انتہے پس ان منقولات سے ظاہر ہے کہ ہمارے زمانہ مین
عوام یعنی مجتہدین سے کم رتبہ کے مسلمانون پر واجب ہے کہ ایک امام معین مجتہد سے تقلید کرین
دوسری بات یعنی تقلید شخصی کا جواز اور لزوم پس اسلئے کہ وہ بہت مضبوط اور احتیاط
بہت ہے اور اسکے ترک مین خوف لعب کا ہے مجتہدین کے مذہبون سے اور نیز ترک تقلید شخصی مین
ایسے فساد لازم آتے ہین جنکی اصلاح کسی اصلاح کنندہ سے غیر ممکن ہے اسلئے اکثر بڑے بڑے
نامی گرامی علماء اہل سنت نے خواہ متقدمین سے ہون خواہ متاخرین سے اپنے امام کے مذہب کے لکھنے
مین ایسی کوشش کی کہ وہ دوسرے مذہب سے خلط نہو اور محققین نے یہی اختیار کیا ہے کہ
مقلد کو ہر واقعہ مین اپنے امام کی ہی تقلید چاہیئے۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ ذی امام معروف
اور نہی منکر کے ارکان مین لکھا ہے کہ ہر مقلد پر ہر مسئلہ مین اپنے امام کی تقلید لازم ہے

اور مخالفت امام کی گناہ ہے انتہی قہستانی نے مختصر وقایہ کی شرح میں کما بالاشارہ کے
پہلو لکھا ہے جان لو کہ جس نے معتزلہ کیطرح حق کو متعدد قرار دیا ہے اس نے عام مسلمانوں
کے لئے ہر مذہب میں عمل کرنیکا اختیار ثابت کیا ہے اور جس نے اہل سنت کی طرح ایک ہی
مقرر کیا ہے اس نے ایک ہی امام کی پیروی کو لازم گردانا ہے جیسا کہ کشف میں لکھا ہے پس جس نے
ہر مذہب سے اپنا مطلب لیا وہ سخت گنہگار ہے جیسا کہ شرح طحاوی میں ہے اور امام شعرانی نے
میزان میں لکھا ہے کہ جو شخص عین شریعت اولی کی مشہور تک نہیں پہونچا اوپر اپنی
مذہب کی تقلید واجب تا کہ گمراہ نہ ہو اور اسی وجوب تقلید شخصی پر مسلمانوں کا عمل ہے انتہے اور
محدث دہلوی ولی اللہ نے عقد جید میں لکھا ہے کہ فقہا کا نزدیک یہ ترجیح ہے کہ تقلید مذہب
کو اپنے مذہب کی مخالفت ناروا ہے انتہی اور جس نے کہا کہ مطلق تقلید یا تقلید شخصی بدعت
ہے اور گمراہی تو وہ خود بدعتی اور گمراہ اور اسکے قول پر لازم آیا کہ سواد اعظم ہمیشہ مرتکب
گمراہی پر رہے اور لاکھا مقلد مسلمان جن میں بیحد علماء اولیا و صلحا داخل ہیں اور
جن کی عظمت شان اور جلالت برہان صلاح و تقوی و صلابت دینی پر اکثر اہل سنت
متفق الکلمہ شاہد ہیں وہ سب کے سب بدعتی اور گمراہ تھے اور بدعت و گمراہی پر مرے
پناہ بخدا پناہ بخدا ایسے قول اور قائلین سے اور میتک وہ سب ایسے نہ تھے جیسا کہ یہ لوگ
انہیں گمان کرتے ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک اللہ سبحانہ و تعالی
میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرتا ہے اور خدائے پاک کا ید جماعت پر ہے جو جماعت سے نکلا وہ آگ
میں ڈالا گیا اور ایک روایت کیا ہے اور خدائے پاک کا ید جماعت پر ہے جو جماعت سے نکلا وہ آگ
میں ڈالا گیا پس لاکھا خواص و عوام اہل اسلام مقلدین مذہب گمراہ نہیں
ہیں بلکہ یہ نہایت نفرت کے تقلید ان پر سخت خوف ہے کہ شیطان کی منظور ہو کر اسلام کا
قلادہ اپنی گردن سے اتار دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان آدمی کا
بھیڑیا ہے جیسا کہ بکریوں کا بھیڑیا اکیلی اور کنارہ گیر بکری پکڑ لیتا ہے مختلف سے بچو اور جماعت
جمہور سے ملو روایت کیا اس حدیث کو امام احمد نے اور آپ نے فرمایا کہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر
نکلا پس بیشک اس نے قلادہ اسلام کا اپنی گردن سے اتار دیا روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داود نے

اور تعجب ہے ان جاہلوں پر کہ لوگوں کو اپنی تقلید کیطرف بلاتے ہیں اور ائمہ مجتہدین کی تقلید سے ہٹاتے ہیں جبکہ کمال علم و دیانت پرہیزگاری اجتہاد پر سب کا اجماع ہے اللہ تعالیٰ ہمکو اور ان کو نیک توفیق دے اور خدا بہتر جانتا ہے یہہ جواب لکھوایا عبد الرحمن بن عبد اللہ سراج مکہ مکرمہ کے مفتی نے اللہ تعالیٰ الخی مدد کرے حمد اور درود اور سلام سے ختم کرتا ہوں

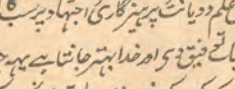

مولانا مفتی الاسلام بہت عمدہ جواب کا افادہ فرمایا ہے انکی بزرگی ہویدا ہے محمد حسین خدا سے لگانا کوسب صحیح ہے اور خدائے سبحانہ کا درود و سلام اس پر جسکے پیچھے کوئی نبی نہیں اما بعد یہہ مطالعہ کیا مکہ شریف کے مفتی الاسلام کے جواب کو جو سوال تقلید ایک امام پر ائمہ اربعہ سے تحریر فرمایا ہے پس یہ سب اسکو جواب صحیح مطابق مذاہب حقہ کے پایا اختلاف کیا لات مین اس تحریر کیطرف رجوع واجب ہے اور اسمین کفایت و قناعت ہے اسکے لئے حسبکو توفیق سے مدد ملی اور خدائے پاک کو بہت علم ہے۔ یہ لکھوایا احمد بن زین و حلان مکی شافعیون کے مفتی نے حقتعالیٰ اسکو اور اسکے والدین اور مشائخ اور دوستون

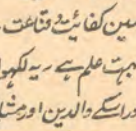

اور سب مسلمانون کو بخشے

خدا تجھے لاشریک یعنی یگانہ کیلئے

سب حمین ہیں اور خدا کا درود ہو جیو

اپر جبکے بعد کوئی نبی نہین ہے خدایا مجکو علم زیادہ دے اما بعد پس مین مطلع ہوا اس سوال اور مکہ معظمہ کے مفتی کے جواب پر جو تقلید شخصی کے ثبوت مین لکھا گیا ہے یہہ عین صواب اور بیشک موافق مذہب کے تصریحات کے ہے اور جونکہ یہ جواب صحیح موافق شرع اسلام کے ہے تو ہمپر اعتبار و مدار واجب ہے اور بوقت اشتباہ اسکیطرف رجوع لازم ہے حق تعالیٰ موفق صواب کا ہے اور اسیکیطرف مرجع و مآب ہے ابوبکر مجی لبسیونی

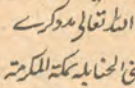

ابوبکر مجی لبسیونی کی مالکیون کے مفتی نے یہہ لکھا اللہ تعالیٰ مدد کرے

حمد اور درود و سلام کے بعد علی بن محمد بن حمید مفتی الحنابلہ بمکہ المکرمۃ

علی بن محمد بن حمید

فتوی مفتیان حرمین شریفین بر کتاب الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین تالیف شیخ محی الدین نومسلم کتب فروش لاہوری

سوال وبہ نستعین حامدًا اللہ تعالے ومصلیًا علی نبیہ وآلہ اجمعین اما بعد فما قولکم وام فضلکم فی رجل یقول ان اکثر مسائل کتب الفقہ خلاف القرآن والحدیث وان الائمۃ الاربعۃ رحمہم اللہ تعالے لیسوا علی الحق لاسیما الامام ابا حنیفۃ النعمان اقوالہ مخالفۃ للقرآن والحدیث وانہ ناقلی فی جمیع عرہ الاسبقۃ عرہ حدیثًا ویزعم انہ مخالف للقرآن والحدیث وشنع علیہ تشنیعًا فاحشًا وصنف فی ذلک کتابًا وسماہ الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین وطبعہ واذاعہ وذکر فیہ بعض المسائل المذکورۃ فی کتب الحنفیۃ وسطر ایضًا فی رقم مائۃ من الکتاب المسطور قائلًا ان ہذہ مخالفۃ للقرآن والحدیث وقال من قلد ابا حنیفۃ تقلیدًا شخصیًا فہو مشرک فی الحرام ومشرک واستدل بقولہ تعالے اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابًا من دون اللہ وقال کل ذلک مخالف للقرآن والاحادیث الظنانیۃ واعرض عن الاحادیث التی استدل الامام رحمہ اللہ تعالے وارضاہ وہذا الاجل ان یصد الناس العمل بالفقہ لقولہ مسائل الفقہ مردودۃ خصوصًا مسائل الامام نیقرر کل من عمل بہا من عوام الناس ویدعوہم ویرغبہم فی العمل بالحدیث مطلقًا سواء کان صحیحًا ومنتہضعیفًا او موضوعًا حتی ترک الناس العمل بالکتب المعتبرۃ کالہدایۃ والنقایۃ والجوہر المنتقی والہندیۃ والکنز وشروحہ والدر وحواشیہ ویحرج کل من عمل بہذہ الکتب المجمع علیہا المنظرۃ عن الاسلام ویلقبہم بالمشرکین نعوذ باللہ تعالے منہ فما حکم ہذا الرجل المصنف لہذا الکتاب ومن یعمل کتابا فتوانا مجورین الجواب ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب حکم ہذا الرجل المتصف بالصفات المذکورۃ انہ ضال مضل مبتدع فی الارض بالفساد وقد ذرین سوء عملہ فہو واتباعہ من حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان ہم الخاسرون ویحسبون انہم علی شیء الا انہم الکاذبون وقولہ من قلد ابا حنیفۃ کان مشرکا دلیل علی زیغہ وخارج عن جماعۃ المسلمین وقد ورد فی الحدیث الشریف اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار وما یقول فی حق الہدایۃ التی ہی ہدایۃ الی احکام الاسلام وغیرہا عطف علیہا من المعتبرات التی تشرح صدورا ولی الاعلام فہذہ بغیۃ متہتک تشنیع زندقۃ نعوذ باللہ تعالے وقد تقرران الائمۃ العلوا والعلماء کفر خصوصًا الکلم بالفاحشۃ فی حق الائمۃ الاربعۃ رحمہم اللہ تعالے وقد انعقد الاجماع فیما نقل عن سلف علی وجوب تقلید واحد منہم

لان المجتهد مفقود بعد المائة الرابعة كما في الافكار للمنوفي حيث انه لم يوجد بعدها التاريخ من استكمل شروط الاجتهاد ومن ادعاه فمدعون وذلك خرط القتاد لا سيما اقدمهم الامام ابو حنيفة النعمان لانه الب منهلة على فيرجحه الاقدس بحب الرحمة والرضوان كيف وقد ادرك جمعا من الصحابة ومن جزم بذلك الحافظ الذهبي والحافظ العسقلاني وغيرهما شهد له النبي صلى الله عليه وسلم بالخيرية لانه من التابعين بلا شبهة ولا مين ففي الحديث الشريف «خير امتي القرن الذي بعثت فيه ثم الذين يلونهم الحديث» انتهى من جامع الحافظ السيوطي ورد «ان الشيطان عن ابي هريرة والذي نفسي بيده لو كان الدين معلقا بالثريا لتناوله رجل من فارس» قال الحافظ السيوطي هذا الحديث الذي رواه الشيخان اصل صحيح يعتمد عليه وفي حاشية الشيرازي قال جزم بعضهم بانه يعني الحافظ السيوطي من ابناء فارس الحافظ السيوطي هذا الحديث لفظه لا شك فيه لانه لم يبلغ من ابناء فارس في العلم مبلغا قد انتهى وقد تبعه كثير من ائمة الدين وعلى انهم اقر بفضيلة واثنى عليه على رؤس الاشهاد من المسلمين فقد روى عن خلف بن ايوب انه قال صار العلم من الله تعالى الى محمد صلى الله عليه وسلم ثم صار الى الصحابة ثم صار الى التابعين ثم صار الى ابي حنيفة فمن شاء فليرض ومن شاء فليسخط انتهى فيجب على كل من اراد ان لا يخرج عن جماعة المسلمين ان يقتدا عد عن هذا الرجل العظيم في امة الدين ويجب ارجوه الى المدة التي بها انتهوا عن هذا العلم الفضيع والكلام في هذا بيد ولي في ما اورد اكفاية عليه فقوله العقلي والنقلي يقول الحق وهو يهدي السبيل فقط الفقير محمد امين بابلي الحنفي مفتي المدينة المنورة (بابلي زاده) عفا الله عنه وعن امة الحنفية في مسجد خير البرية (الزبيدي) المدرس الحرم الشريف النبوي (حسين احمد) الحمد لله وحده ومن محمد الكوي احمد الفوفي العون المحكم في هذا الرجل نضال مفضل اقوال المسطورة بديع وصلاته لا يقبل هذا الا مبتدع خارج عن طريقة علماء الشريعة ولنخصوصا بنيه عن اتباع الكتب المدونة في المذاهب الاربعة فان تلك المذاهب مستمدة من الكتاب والسنة فهي عبارة عن شروح رسول الله صلى الله عليه وسلم التي من خرج عنها كان محكوما بكفره فيما دام على قول هذا الضال ان السواد الاعظم من امة محمد صلى الله عليه وسلم اجتمعوا على الضلالة وان مائة الوف منهم من العلماء العظام والاولياء الكرام وغيرهم المصدرين من الصلحاء والعوام الذين اتفقت كلمة اهل السنة والجماعة على جلالتهم وعظم حشمتهم وعلو همتهم وصلاتهم في امر الدين كانوا مبتدعين ضالين وما توا على البدعة والضلالة وان حاشاهم حاشا ان يكونوا كذلك وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله لا يجمع امتي او قال امة محمد على الضلالة وبيد الله على الجماعة ومن شذ شذ في النار رواه الترمذي، قال الجم الغفير السواد الاعظم فانه من شذ شذ في النار والعياذ بالله تعالى فيجب على ولاة الامة ومن اليه امر الاجتماع دفع هذا الضال المضل فورا بديا بالاقل فالاقل ولو بالقتل نسئل الله التوفيق والهداية لاقوم طريق والله سبحانه تعالى اعلم، تمت بحمد الله وحسن توفيقه، حرره خادم الشريعة والمنهاج عبد الرحمن بن عبد الله مفتي مكة المكرمة كان الله لها

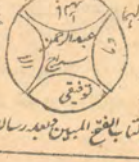

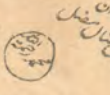

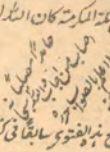

تمت قد طبع هذا الفتوى سالبا في كتاب الفتح المبين بعد رسالة هزائم الصليبين لدفع المطاعن عن المقلدين